تمت

۱۶۶۵

اللهم حبب الینا المدینة کحبنا مکة و اشد

کتاب مشتہر جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین امین حضرت شاہ عبد الحق

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اس کا ترجمہ بہ نہایت خوبی فصاحت اسلوب و وضاحت مسلوب مسمی



کہ بر کتب بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمۂ گلوئے ارباب ایقان ہے

حسب فرمائش محب جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم مولوی عبد الواحد صاحب رئیس کلکتہ محلہ مصری گنج

مطبع الکمالات منشی نولکشور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای شکر منعم حقیقی ملت نعمائے میں عقل حیراں ہے کہ خارج از حیز امکاں ہے اوسکی نعم غیر متناہیہ کی انتہا نہیں کہ داخل دائرۂ احصا نہیں ہر ہر ذرۂ مخلوق میں نعمتیں غیر متناہیہ بالفعل موجود ہیں فلاسفہ کے یہاں ابطال تسلسل کی سو دلیلیں ہیں اِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا اسپر دلیل ہے پھر شکر بجالانے کی کیا سبیل ہے بلکہ نعم لاتحصی ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو رحمۃ للعالمین کا ارسال ہے اوسی کا ادائی شکر واجب کما ینبغی ذوات ممکنہ سے محال ہے وجود باجود اوسکا اصل وجود عالم ہے اور جود و نوال اوسکا موجب بخشائش آدم و اولاد آدم سے ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی بشارت عامہ ہے اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علامت تامۂ ایمان ظہور اوسکا خیر جمیع ازمنہ و دہور ہے اور مضجع شریف اوسکا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم ولیلۃ الی یوم البعث والنشور ہے ذات سراسر برکات اوسکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہے محبت اوسکی وسیلۂ نجات ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اما بعد پوشیدہ نرہے کہ بندۂ درگاہ احد محمد عبد الواحد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ العلماء الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتم الفرقۃ المحصلین محی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

معدن الصفات الرضیہ منبع الملکات المرضیہ من آیات الباری شیخنا و امامنا شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی البخاری
قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما و تکریما مین تالیف کی ہی زبان اردو مین
ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہین ہین اس سے بہرہ یاب ہون
اور سو جان سے قربان نام پاک ختمی مآب ہون لیکن وجوہ چند در چند سے اسکا میسر نہوا کہ
سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین سید العلما سلطان الفضلا امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث
والفقہ والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشد زادۂ آفاق مولانا شاہ عبدالحق بن شیخ
سادۃ الواصلین سید شیوخ العارفین سرخوش رحیق مروق خمخانۂ تحقیق سرجوش صہبای فیض الہی
دقیق سرمست نشۂ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دامای گوہر ہای توحید
سیاح لجۂ پرموجۂ تجرید سیاح اقالیم کشف و شہود تیر تو خورشید عین الوجود ثمرۂ شجرۂ باغستان
رشادت وہدایت رایحۂ طیبہ چمنستان فضل و ولایت شیخ معرفت پیر طریقت شبلی دوران جنید
زمان الشیخ الاجل الکامل الفحول مولانا مرشدنا حضرت سید شاہ غلام رسول بلہوری ثم الکانفوری
روح اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام و زیارت مرقد سید الانام علیہ وعلی آلہ السلام
شرف حاصل کرکے مراجعت فرماکے وارد دارالامارہ کلکتہ ہوے فقیر حقیر کمال مشتاق ہوکر
حاضر آستانۂ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنای دلی کا کہ سالہا
سال سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپ کی خدمت معلی مین مظہر ہوا آپ نے از راہ
کمال عنایت میری عرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند عرصہ مین کمال خوبی اور لطافت کے
ساتھ ترجمہ لکھا اللہ تعالی آپ کی سعی کو مشکور فرماوے اور اس ترجمے مین ایک لطف اور بھی
ہی کہ اوسکے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو تغیرات و تبدلات مدینۂ طیبہ مین
زمانۂ حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہین ہمارے حضرت نے اسکی طرف
بھی جہان جہان مناسب تھا اشارہ فرمایا ہی اور اس ترجمۂ شریفہ کا نام
ترجمۂ مرغوب جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالے مسلمانونکو اس سے نفع پہنچاوے

بحرمت سید الامجاد
وھو الھادی الی سبیل الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد اسکے جانا چاہیے کہ بندہ مسکین اضعف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہم سن بارہ سو اناسی ہجری نبوی میں ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف و سعادت حاصل کرکے دار الامارۃ کلکتہ میں وارد ہوا اور کسی جہت سے چند روز وہاں ٹھہرا اوس درمیان میں مسلمانان کلکتہ خصوصاً دوست ولی محب قلبی فاضل بے بدل عالم باعمل مولوی قاضی عبد الواحد سلمہ اللہ تعالی کے پاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو میں لکھا اللہ تعالی قبول فرماکے اور مسلمانوں کو اوس سے نفع پہنچائے بھائی مسلمان کی خدمت میں عرض یہہ ہے کہ اس ترجمے میں جہاں کہیں غلطی پاویں اصلاح فرما دیں کہ موجب اجر و ثواب ہوگا وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتصام

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے میں علمائے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار میں کتابیں لکھی ہیں اور اون سب میں

تالیفات عالم المدینہ سید نور الدین علی بن سید عفیف الدین عبداللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تر اور عمدہ ترین تواریخ مین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفے ہی کہ جسکو دوسری کتاب مسمی باقتفاء الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنے کے سن آٹھ سو چھیاسی مین اختصار کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوسمین جل گئی اور مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہی کہ سارا احوال مدینہ طیبہ اور وقائع وحوادث جو اوسمین واقع ہوئے ہین اور احادیث و آثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوسمین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو ترانوے مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح و مہذب منتخب کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے رکھا اب اس زمانے مین مشہور ومتداول آدمیون مین بھی خلاصہ ہی اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب وفاء الوفا کے تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھہ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین اور سید سمہودی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ اور ہی کہ جسمین خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا اوسکی تجدید عمارت مین مذکور رہی اور اس رسالے مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھہ تحقیق کیا ہی کچھہ اس رسالے سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہی اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ وکتب سے بھی کچھہ نقل کیا گیا ہوگا تو سنے ذکر ماخذ نہوگا الا ما شاء اللہ اور اس کتاب یعنی جذب القلوب الی دیار المحبوب کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور صاف کرنے کی توفیق سن ایک ہزار ایک مین بلدہ دہلی مین پائی وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلْعِبَادِ وَمِنْهُ الْإِسْتِعَانَةُ فِي الْمَبْدَاءِ وَالْمَعَادِ اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین باب پہلا تعداد اسما والقاب شریفہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً مین باب دوسرا اس بلدہ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

رہتے تھے باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں باب پانچواں بیان ہجرت سید المرسلین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے
تشریف لے گئے باب چھٹا کیفیت بنای مسجد شریف نبوی اور سارے مقامات
عالیہ میں باب ساتواں اون تغیرات و زیادات کے بیان میں جو بعد رحلت
فرمانے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ و سلاطین و امرا سے ظہور میں آئے
اور اوسکے اوضاع و احوال کے ذکر میں برسبیل اختصار و اجمال باب آٹھواں
مسجد شریف اور روضہ میں ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے مسائل و خصوصیات و
مسامات میں باب نواں ذکر بنای مسجد قبا اور مساجد نبویہ میں جو ماثورہ ہیں اور
مظاہر انوار محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ باب دسواں
یعنے اون کنوؤں کے ذکر میں جنمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرمایا ہی
اور مشہور و ماثور ہیں باب گیارھواں اون بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر میں
جو مکے و مدینے کی راہ میں ماثور و مشہور ہیں باب بارھواں بیان فضائل حجۃ البقیع
اور ذکر مقابر مشہورہ میں جو اوسمیں واقع ہین باب تیرھواں بیان فضائل جبل احد
میں کہ محبت محبوب سید الانبیا و مرسل سید الشہدا ہی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ
باب چودھواں بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
میں کہ مقصد اعلی و مطالب اقصای مومنین و مسلمین ہی اور اثبات حیات انبیا
علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں باب پندرھواں بیان حکم زیارت قبر اعطر
و اطہر و اقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ واجب ہی یا مستحب
اور بیان توسل و استمداد میں ساتھ اوس جناب منقبت مآب رسالت مآب کے
علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام باب سولھواں ذکر آداب زیارت میں سیارت
حضرت خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور مع الخیر لیے وطن کے پہونچے میں
باب سترھواں ذکر فضائل درود میں اور جو کچھ اوس سے متعلق ہی

پہلا باپ

تعداد واسما والقاب شریف مدینہ طیبہ زاد ہا اللہ شرفا وتعظیماً مین جاننا چاہیے کہ کثرت اسما دلیل ہی عظمت مسمی پر چنانچہ کثرت اسمای الٰہی جل سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اسباة پر دلیل ہی علی الخصوص جس وقت ہر نام مشتق ہوا پچھے ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ کے کوئی شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علمانے ڈھونڈ ھکر سونام کے قریب نکالے ہین اور بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور ان اوراق مین فقط جتنے نام کہ اوسکے شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آتے ہین بسم اللہ العلی العظیم از جملہ اسمای مرغوب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور احادیث سے ثابت ہین ایک **طابہ** ہی بہ تخفیف بای موحدہ دوسرا **طیبہ** بسکون یای تحتانیہ تیسرا **طیّبہ** بہ تشدید تحتانیہ چوتھا **طائبہ** اور سب جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہی کہ جتنے نام حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہین اوتنے ہی لینا چاہیے مگر شاید اس مقام مین دعوی پاسئے جانے کسی ددلالت کا جواز توسیع پہ گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامونکا اطلاق مدینہ منورہ پر کئی سبب سے ہی ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہی نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ ہاکی ہوا سلیم طبعون کے ساتھ موافقت رکھتی ہی تیسرے یہ کہ وہان بوی بد کا نام ونشان نہین چوتھے یہ کہ ہر چیز وہان کی اچھی ہی لوگ کہتے ہین کہ مدینہ کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو مین یہ بات نہین ہی اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہو ابی عبد اللہ عطار کہتے ہین **شعر**

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَابَ نَسِیْمُهَا ✦ فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی مین ایسی ایک خاص خوشبو ہی کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ بات بڑی عجیب ہی اور حقیقت مین کچھ عجیب نہین جہان خوشبوئین انفاس نبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پہونچی ہون وہان خوشبوی مشک وعنبر کی حقیقت کیا ہی ؏

دراں زمیں کہ نسیمی وزد ز طرۂ دوست ÷ چہ جای دم زدن نافہای تاتاریست + اور بھی
وہاں کی خوشبو کی چیزیں پھول وغیرہ ہیں اونکی خوشبوئیں کچھ ایسی اچھی ہیں کہ اور جگہ
کی چیزوں میں اوس قسم کی خوشبوئیں ہرگز نہیں پائی جاتیں خصوصاً گل سرخ میں کہ ساتھ
نسبت خاص آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معروف ہے [illegible] نسیم جان آیت
تن مردہ زندہ گردد + زکدام باغی ای گل کہ چنین خوش ست بویت + اور حدیث شریف میں
آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ اور بھی اس مضمون سے منقول ہے
کہ نام مدینہ طیبہ کا توراۃ میں طابہ اور مسکینہ اور طیبہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو
شخص مدینے کیطرف بوی بد کی نسبت کرے یا وہاں کی ہوا کو کہے کہ اچھی نہیں وہ شخص واجب التعزیر
ہے اوسکو قید کرنا چاہیے جب تک توبہ نکرے زبان نبوت سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب اور اثرب اور [illegible]
[illegible] کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ و تبارک کے حکم سے اوسکا نام طابہ اور
طیبہ رکھا کہتے ہیں کہ یثرب نام ایک شخص کا ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب انکی اولاد زمین پر پھیلی تو
وہ شخص یہاں آکر رہا اور علمای تاریخ میں اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینے کا ہے یا اوس ناحیہ کا جو مغرب
کی طرف جبل احد سے واقع ہے اور اوس میں چشمے اور کھجور کے درخت بہت سے ہیں اکثر علما اسی قول
کو ترجیح دیتے ہیں اور وارد ہونا اثارب کا صیغہ جمع اسکی تائید کرتا ہے اور ابن زبالہ کہ امام مالک رحمہ اللہ
علیہ کے اصحاب میں سے ہیں اور پیشوای مورخان مدینہ طیبہ اور بعضے علما بھی کراہت کرتے ہیں کہ
مدینے کو یثرب لکھا کریں اور تاریخ بخاری میں ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہے کہ جو شخص ایک بار
یثرب کہے چاہیے کہ وہ اسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے
ہیں کہ جو شخص مدینے کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اوسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور
روایات بھی آئی ہیں اور وجہ مکروہ ہونے اوس نام کے یہ ہے کہ وہ مشتق ہے ثرب سے یعنی فساد
یا تثریب سے یعنی مواخذہ کے یا یہ کہ اصل میں چونکہ یہ نام کافر کا ہے اس سبب سے ایسے مکان پاک کو
جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نہ تھا اور وہ جو قرآن مجید میں واقع ہوا ہے یَا اَہْلَ یَثْرِبَ
لَا مُقَامَ لَکُمْ بعضے منافقوں کی زبان سے ہے اور بعضے احادیث میں جو یثرب کا لفظ واقع ہوا ہے
کہتے ہیں کہ یہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور جملہ اسمای شریفہ اس بلدۂ مکرمہ کے اَرْضُ اللّٰہِ

ملہ یعنی [illegible] طابہ رکھوں۔

ملہ ای ارشاد [illegible]

اور اَرْضُ الْهِجْرَةِ ہی ان دونون نامون کی سند آیۂ کریمہ سے ہوئی ہے وہ آیۂ کریمہ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰہِ

وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ہی اور اَكَّالَةُ الْبُلْدَانِ اور اَكَّالَةُ الْقُرٰى بھی ہی بنظر اوسکے تسلط کے

تمامی بلاد پر ہر بات مین چنانچہ مکہ معظمہ کو اُمُّ الْقُرٰى کہتے ہین باعتبار اوسکی اصالت کے اور علما نے

کہا ہی کہ مضمون اکالۃ القری کا بنسبت مفہوم اُمُّ الْقُرٰى کی نسبت ابلغ ہی اسواسطے کہ ماں ہونا

دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف اکل کے کہ چاہتا ہی دوسرے کے کم کرنے

اور مٹانے کو اور از جملہ اوسکے نامون کے ایک نام ایمان ہی یہ اوس آیت سے معلوم ہوتا ہی جو

تعریف مین انصار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہی یعنی وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ

وَالْاِيمَانَ اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لائق ہی کہ مرجع اور مآل ایمان ہی یہین سے

ایمان ظاہر ہوا ہی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہی کہ فرشتہ ایمان کہ یقین والون کے دلون پر الہام اور القا کرتا ہی اور فرشتہ حیا نے باہم

عہد کیا ہی کہ مدینے ہی مین رہین اور مدینے سے باہر کبھی نجائین اور حقیقت مین یہ دونون

صفتین مدینے مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین کہ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيمَانِ بَرَّةٌ

اور بَارَّةٌ بھی کہ دلالت کرتے ہین معنی خیر پر اس بلدہ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور

بلد کہ اللہ تعالی لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مین قسم اوسکی کھاتا ہی بقول بعضے مفسرین کے مراد

اوس سے مدینہ طیبہ ہی کہ حلول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات

مین مشرف ہوا اور بعضون کے نزدیک مراد اوس سے مکہ معظمہ ہی اور نازل ہونا اس سورہ

کا مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہی واللہ اعلم بَيْتُ رَسُولِ اللّٰہِ بھی اسی شہر مکرم کے القاب

مین سے ہی اور وجہ اوسکے ملقب ہونے کی اس اسم کے ساتھہ ظاہر اور باہر ہی اور اس جہت سے

کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلد مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہی بیت

زہی سعادت آن شہر کہ کرد نزول + گہی بہ بیت خدا و گہی بہ بیت رسول + جَابِرَةٌ اور جَبَارَةٌ

بہ تخفیف بای موحدہ اور جَبَّارَةٌ بہ تشدید با بھی اس بلدہ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہی اور

حدیث لِلْمَدِينَةِ عَشَرَةُ اَسْمَاءٍ بتعدد روایات پہلے دونون نامون پر کہ جابرہ اور جبارہ

بہ تخفیف با ہی دلالت کرتی ہی اور جبارہ جو بہ تشدید با ہی صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل

کرتا ہے اور وجہ اس تسمیہ کی کئی ہیں اگر یثرب کے معنی ویرانگی کے لیں تو ظاہر ہے کہ غربا اور فقرا اور
لوٹے ہوؤں کو جس چیز میں نقصان اور کمی واقع ہو یہاں وہ نقصان جاتا رہتا ہے اور پھر پاتے
ہیں اور اگر ضرر کے معنی و لیں جو مرادف تثریب کی ہیں تو بھی ظاہر ہے کہ سرور پالول و گردن ایسو
کی یہاں گردنیں ٹوٹتی ہیں کہ مجبور اور رتبہ ور ہو کر اسلام اور تابعداری یہاں کی قبول کرتے ہیں
اور مجبولہ کا بھی اس بلدہ شریفہ کے اسماء سے ہے اس واسطے کہ یہ بلدہ شریفہ مجبور حکم الہی ہے
حضرت سید الانبیاء کے یہاں تشریف رکھنے میں حالت حیات میں اور حالت ممات میں اور
جزیرۃ العرب سے بھی مقول بعضے محدثوں کے حدیث اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ
الْعَرَبِ سے یہ شہر کرم مراد ہے اگرچہ اور علما کہتے ہیں کہ یہ لفظ شامل ہے تمام ارض حجاز کو اور
شافیہ اور حلیبہ اور مجبوبہ اس بلدہ کریمہ کے مخصوص اور زیر عجب ناموں میں سے
ہیں اور حدیث اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اسی کی ثبت ہے حرم
اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی شہر کے القاب میں سے ہے صحیح مسلم میں آیا ہے
کہ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ اور حدیث طبرانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رمی الْمَدِیْنَۃُ
تعیین حد حرم مدینہ میں اور باب احکام حرمت حرم میں علما کا اختلاف مشہور ہے اور ایسی طرح
مذکور ہے اور شاید ان اوراق میں بھی کچھ اوسکا ذکر آ سکے اگر جدا جانے تو حساب معنی او
اسمای شریف سے ہے کہ جس تو حساب معنی حسنا تو مسلک کثرت ناموں کے اور کثرت حسن قبول
غیرہ کے اور وسعت فضا اور ورود قبول اور بہار قدس اور مرادات شاہ کے اور معنی
تشریف رکھنے حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شاہد اور شہود حضرت حق کے
ہیں اور مقصد اعظم مقصود تمام ابرار کے اور محب موجود ہوئے آل و اصحاب و اتباع حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ جامع کل کرامات و برکات اس شرف میں واقع ہے اور خدمت
مصر عدہ وہی ان دولت ماسوی اللہ کا الجنی + اور قسم جدا کی قطع نظر لذات باطنیہ سے
کثرت اعداد ہی اصل حسن اور رسالی معنی اس شہر میں دکھائی دیتی ہے ایسی کسی شہر میں
سفر سے نہیں گذری اور کہیں سنے میں نہیں آئی مگر بعض جا کہ یہاں کے ہو کے ایک ایک
عمد اجاتا ہے اور اس بلدہ شریفہ کے برکات کا اثر ہے جیسے دہلی یا آتل اوسکے سواد کی وحدیہ ہو

له یعنی نکالو مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے
له یعنی مدینہ حرم ہے ... اوس کا حرم ...

کہ ابہی درگاہ عالیجاہ کے بعضے بعضے غلام وہان سوتے ہین بیت ہر کجا نور یست تابان باکمال
ظاہر ست اصل آن از آفتاب این جمال افتادہ است + خیارہ بہ تشدید اور خیارہ بہ تخفیف بہی
نام اس بلدۂ شریفہ کے ہین اس سبب سے کہ یہ بلدہ طیبہ جامع ہی جمیع خیرات دنیا اور آخرت کا
اور حدیث اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کہ حضرت نے خبر دی ہی فتح بلاد سے
اور لوگون کے مدینہ چہوڑنے سے وسعت معیشت کی طلب مین اور اونکے متوجہ ہونے سے
اون بلاد کی طرف اس بلد مکرم کا خیر ہونا ثابت کرتی ہی دَارُ الْاَبْرَارِ وَدَارُ الْاَخْیَارِ
وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَدَارُ السُّنَّۃِ وَدَارُ السَّلَامِ وَدَارُ الْفَتْحِ وَدَارُ الْھِجْرَۃِ
وَقُبَّۃُ الْاِسْلَامِ یہ سب القاب اوسی دیوڑہی شریف کے ہین زادہا اللہ تعظیما وتکریما
شافیہ بہی اس شہر مکرم کا نام ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ خاک مدینے کی شفا ہی ہر مرض
سے یہانتک کہ جذام اور برص سے اور شفا پانے کو یہان کے میوجات کا استعمال بہی حدیث
صحیح سے ثابت ہی اور بعضے علمای قدیم نے کتاب اسمار المدینہ مین لکہا ہی کہ تعلیق اسکی بخار
والے کو نافع ہی اور جو وہان حاضر ہوتا ہی اوسکے امراض قلبی اور گناہ کی بیماریان دور
ہو جاتی ہین عاصمہ بہی اسمای شریفہ اس بلدۂ مکرمہ سے ہی اس جہت سے کہ مہاجرین
یہان آنے سے ایذای مشرکین سے بچے بلکہ جتنے وہان کے رہنے والے ہین اور جتنے وہان
کے قصد کرنے والے ہین دنیا اور آخرت کی آفتون سے بچتے ہین اور نام رکہنا اوسکا معصومہ
بہ معنی محفوظہ کے بہی جائز ہی اسواسطے کہ اگلے زمانے مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت
داؤد علیہ السلام کے لشکرون اور گروہون کے سبب سے بعضے جابرین اور متکبرین کے
ہاتہہ سے محفوظ رہا اور آخر کو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے دجال اور
طاعون سے محفوظ ہی اور رہے گا یا ہی لفظ عاصمہ کو بہ معنی معصومہ لین تو بہی گنجایش ہی
غلبہ بہی اس شہر مکرم کے اسمای شریفہ سے ہی اور یہ نام قدیم ہی کہ زمانہ جاہلیت مین بہی
اس نام سے اوسکو موسوم کرتے تہے جیسے یثرب سے غلبہ اور قہر اور تسلط لازم ہی یہان آنے
اور یہان اوترنے کو یعنی جو شخص یہان آیا اور یہان ٹہہرا آخر کو غالب اور مشتہر ہوا چنانچہ
یہودی عمالقہ پر غالب آئے اور اوس اور خزرج قبائل انصار یہود پر ہوئے اور مہاجرین

اون اور جریح مرا یعنی لوگ مہاجروں پر الا ما شاء اللہ اور ایکا ونمیں بلد طیبہ کے اسمای شریفہ میں سے
فَاضِحَۃٌ ہے یعنی بد اعتقاد اور بدکار لوگ وہاں پوشیدہ نہیں رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا
ہوتے ہیں اللہ اپنے فضیحت سے بچاوے مُؤْمِنَۃٌ بھی اس مکان شریف کے اسما سے ہے
اس جہت سے کہ اہل ایمان کی سکونت وہاں ہوئی اور وہیں سے احکام ایمان جاری ہوئے
یا یہ بات کہ برکت اور الفت اور سکونت کہ علامات مومن سے ہے اس بلدہ معظمہ میں پیدا ہیں
یا یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنی حقیقی پر ہو کہ یہ بلدہ مکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر از روی حقیقت
کے ایمان لایا ہو جسطرح سنگریزوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں
تسبیح کی اور شجر وغیرہ حضرات سے ہوئے اور جبل احد پر نسبت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مخصوص ہوا اور حدیث شریف میں آیا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَہَا
لَمُؤْمِنَۃٌ اور روایت ہے کہ توریت میں اسکا نام مومنہ ہے مُبَارَکَۃٌ
بھی القاب شریفہ اس بلدہ منورہ سے ہے احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ حضرت
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق میں اور جو کچھ اس
شہر میں ہے اوسکے حق میں دعاے برکت کی ہے اور اس طرح فرمایا ہے
کہ الٰہی جتنی برکت تو نے مکہ معظمہ میں دی ہے اس سے زیادہ یہاں
عنایت کر اس دعای شریف کا اثر ظاہر ہے جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے مَحْبُوْرَۃٌ
مشتق حبرہ سے ہے یعنی سرور کے یا حبر سے بمعنی نعمت کے بھی اس بلد کریم کے اسمای شریفہ
سے ہے اور بہار اوس زمین کو کہتے ہیں جو وسیع النبات اور کثیر الخیرات ہو یعنی گھاس
اوسکی جلد اوگتی ہو اور خیر اوس میں بہت ہو اور یہ دونوں باتیں مدینہ منورہ میں مشاہد اور
محسوس ہیں مُحَرَّمَۃٌ اور مَحْفُوْظَۃٌ اور مَحْفُوْفَۃٌ بھی اس بقعہ شریفہ کے اسمای
شریفہ سے ہیں اور وجہ تسمیہ کی ان ناموں کے ساتھ پہلے بعضے ناموں کے معانی
سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر دروازوں کے سرے پر
ایک فرشتہ بیٹھا نگہبانی اوسکی کرتا ہے مَرْحُوْمَۃٌ اور مَرْزُوْقَۃٌ بھی اسکے اسمای شریفہ
سے ہیں پہلا نام توریت سے منقول ہے اور وجہ تسمیہ کی ان ناموں کے ساتھ ظاہر ہے

کیونکہ یہ جگہ ہی تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کے اور اوترنے رحمت حضرت
ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہی کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی
ملتا ہی **مسکینہ** بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہی اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنی دریافت
کرنے سے معلوم ہوگئی ہوگی اور حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالی نے
مدینے سے خطاب کرکر فرمایا کہ **یَا طَیِّبَہ یَا طَابَہ یَا مِسْکِیْنَہ لَا تَقْبَلِی الْکُنُوْزَ**
درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہی وہان کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ
مسکنت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف رغبت نکرین **اَللّٰھُمَّ
اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ**
اعنی فی اہل بلدہ حبیبک سیدنا المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
اجمعین **مُسْلِمَہ** بھی اسی بلدہ کے اسمای شریفہ سے ہی مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک
چیز ہی فرق اسی قدر ہی کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہی اور اسلام مین اقرار اور
تابعداری معتبر ہی اور احتمال یہ بھی ہی کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہوین امان اور
سلامت سے **مُطَیِّبَہ مقدسہ** یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے نامہای مبارک ہین ان دونون کے
معنی بھی قریب قریب ہین پہلے اسمای کے معنی سے **مَقَر** بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہی
مشتق قرار سے حدیث شریف مین آیا ہی کہ **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِہَا قَرَارًا وَرِزْقًا حَسَنًا مَکِیْنَہ**
یعنی اس بلدہ مکرمہ کے اسمای شریفہ سے ہی یعنی مکانت و منزلت اور عزت کے اللہ تعالی کے
نزدیک **ناحیہ** بھی اوسکے نامہای پاک سے ہی اشتقاق اسکا نجات سے ہی یا نجاہ سے یعنی
خوش کیا اوسکو یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہی اور ان سب معانی کے وجود اوسمین پائے جاتے
ہین **مدینہ** یہ اسم شریف اوسکے اور نامون مین ترک سے مشہور زیادہ ہی اصل لغت مین مدینہ
چند گھر مجتمع کو کہتے ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کی تعریف سے تجاوز کرکے مرتبہ مصریت تک
پہنچا ہو یعنی سب سے پائین قریے کا درجہ ہی اور سب سے اونچا مصر کا اور مدینہ اور بلد ان دونون
کے درمیان مین ہین اور بعضے لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجے مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت
کے تھا اب مدینہ نام ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولین تو بھی

بلدہ معظمہ مراد ہوگا اور استعمال عرب میں یہ مدینہ الف ولام کے ساتھ آیا ہے اور اسی طرح کا تعارف
لغت عرب میں بہت آیا ہے چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہیں لیکن النجم الف ولام کے
ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہیں اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی اور مدینہ کی طرف کی جائے گی
تو اوسکو مدینی کہیں گے تے کے ساتھ اور اگر کسیکو منسوب کریں مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو
مدنی کہتے ہیں بغیر یا کے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نام شریف کو کئی جگہ ذکر فرمایا
اور توریت میں بھی واقع ہوا ہے سَیِّدُ الْمُلْکَانِ بھی ایک اوسکا نام مبارک ہے حدیث شریف
میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے یَا طَیْبَۃُ یَا سَیِّدَۃَ الْبُلْدَانِ اور بیان
فضائل مدینہ منورہ میں یہ بھی واقع ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

باب دوسرا

در فضائل بلدہ طیبہ میں جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہیں جاننا چاہیے کہ اجماع امت اور
اتفاق علماء اصحاب پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہیں لیکن
آپس میں ایک دوسرے سے افضل ہونے میں اختلاف ہے بعد منعقد ہونے اجماع تمامی
علما کے اوس ٹکڑے زمین کی افضلیت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے
ملا ہے سارے اجزای زمین کی نسبت یہاں تک کہ کعبہ سے بھی اور بعضے علما لکھتے ہیں
کہ اوسا ٹکڑا تمام آسمانوں سے افضل ہے یہاں تک کہ عرش سے بھی اور سبب اوسکا یہ ہے کہ اگرچہ قوم
کی کتابوں میں صریح ذکر آسمانوں اور عرش کا واقع نہیں ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے
کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہیں اوسکو انکار نہ ہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہیں بلکہ کل سارے اجزای زمین کو آسمانوں پر اس جہت
کہ حضرت کی قبر شریف اجزای زمین سے ہے ترجیح دیں تو گنجایش رکھتی ہے اور متاخر کو یہ کلام
مخالف اوس خلاف کے ہوتا ہے جو آسمانوں اور زمین کی تفضیلوں میں واقع ہوا اور اس مقام میں امام
نووی کا کلام اس بات کو بتاتا ہے کہ جمہور علما نے آسمانوں کو زمین پر فضیلت دی ہے اور
بعضوں نے زمین کو آسمانوں پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونے
کی جگہ ہے جمہور کہتے ہیں کہ اگر زمین اوسکے رہنے اور اوسکے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ

ہی تو آسمان اونکی ارواح مقدسہ کے رہنے کا مقام ہی اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام
کے قبرون مین جمہور کے کلام کا جواب بہت ظاہر ہی اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے
جسمون کے رہنے کی جگہ ہی ویسے ہی محل ہی اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہی کہ بعد
استثنا کرنے اوتنے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہی کہ افضل ہی مدینے سے یا مدینہ افضل ہی مکے
سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علماے
مدینہ کا مذہب یہ ہی کہ مدینہ افضل ہی مکے سے اور علما بھی مدینے کی فضلیت دیتے ہین کہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ
موافق ہین لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہی مکے سے مگر خانہ کعبہ
سے نہین پس حاصل کلام کا یہ ہی کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہی
مطلقاً خواہ مکے سے کہین خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہی شہر مدینے سے نہ قبر شریف نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل
ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہی اور دلیلین جو مدینے کی فضلیت پر بیان کین ہین جہان
فضائل اور محامد مدینۂ منورہ کے ذکر ہون گے ظاہر ہو جاوینگی مگر خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ کو سارے بلادوں سے بہت دوست رکھا
اور آپ خود وہین تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آپ کو امید تھی وہان حاصل ہوئے اور
جتنے کمالات سے آپ وعدہ دیے گئے تھے وہین حصول ہوئے اور قوت اسلام اور
رواج دین وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول اور آخر کی وہین سے نکلین اور وہی جگہ ہی
سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہی
کہ وہین قبر شریف اور مرقد منیف خلاصہ ہیژدہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس فضیلت کے
برابر کوئی فضیلت نہین اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہین کر سکتی
اسواسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہین اور احادیث
صحیحہ مین طرق متعددہ سے وارد ہی کہ پیدایش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہی جہان
دفن ہو تو ضرور ہی کہ پیدایش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوگی اسی طرح
پیدایش اکثر آل و اصحاب و تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی جو اوس مین شریف

نسخہ سطر

اس مدعا میں یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل اسکی فضیلت میں یہ ہے کہ مکے کی
مسجد میں ملکر اسکے سارے حرم میں ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینے کی
مسجد میں ایک رکعت برابر ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہے قائلین فضیلت مدینہ اسکے
جواب میں یوں کہتے ہیں کہ اسباب فضیلت کچھ زیادہ ہونے ثواب میں منحصر نہیں ہو سکتا
ہے کہ یہ خاصیت مکے کے ساتھ خاص ہو اور اور طرح طرح کی کرامات و برکات بعثت
اسلام اور اہل اسلام مخصوص مدینہ ہو اور اس کلام کی تائید اور تقویت میں کہتے ہیں کہ
عرفات کی طرف جانے والے کی نماز عرفات میں اور ظہر یوم النحر کا منا میں افضل ہے
اوسی نماز سے جو مسجد الحرام میں پڑھی جائے باوجود ملنے اس زیادتی مذکورہ کے محض
اس سبب اسکا وہ برکت ہے جو رعایت کرنے اتباع سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حاصل ہے علاوہ یہ ہے کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت ... کے کچھ اور نہیں ہے اور یہ ہو سکتا
ہے کہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار میں کم ہو اور کیفیت اور برکت اور عظمت میں زیادہ ہو
اور مشتاق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت میں کافی ہوتی تو ظاہر ہے کہ داخل کعبہ کے افضل ہونے
میں نماز مسجد الحرام سے کسی کا خلاف معلوم نہیں ہوا ہے باوجود اس بات کے کہ کعبے کے
اندر نماز فرض کی صحت میں علما کا اختلاف ہے امام مالک جائز نہیں کہتے جو نماز کی زیادتی
ثواب نہیں معلوم ہوا کہ وجہ فضیلت منحصر زیادتی ثواب میں نہیں ہیں اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ
نسبت قبول درگاہ الہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتوں اور رحمتوں کی جگہ ہے
افضل ہے تو ضروری ہے کہ برکت جوار اوس مقام سے اسی نورانیت و قبول اعمال کے ساتھ زیادتی
اعمال اور زیادتی طاعت کے حاصل ہو اور ایسا اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم جب کہ اپنی جائے مقدس میں صفت حیات سے قائم اور باقی ہیں اور ہمیشہ طاعت
میں مشغول اور اس میں شک نہیں ہے کہ اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام امتوں سے ساتھ
شرطوں زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہیں اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مدد اور
طلب حسنات و شفاعت امت میں مشغول ہیں تو امت کو قرب جوار مدینہ سے نسبت اور
طاعت کثیرہ مکے کے زیادہ نفع حاصل ہے یہ کلام ہے امام تقی الدین سبکی کا نہایت وقت ...

اشاعت کے ساتھہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ دوسری دلیل جو مکہ معظمہ کی فضیلت پر لائے ہین یہ ہی کہ مکہ مقام ادای مناسک مثل حج وعمرہ ہی سا تہ اون فضائل وثوابات کے جو ان اعمال کے ادا کرنے مین وارد ہین **جواب** کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے مدینے کے جانے والون کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہی کہ عوض حج اور عمرہ کے ہو سکتی ہی احادیث مین آیا ہی جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے اور جو شخص قصد مسجد قبا کرے تاکہ دو رکعت نماز اوسمین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب ہو تو اب دیکھو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین شب روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہی اور مکے کا حج جبتک سال نہ گذرے ہو ہی نہین سکتا تیسری دلیل مکہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی مَكَّةُ[١] خَيْرُ بِلَادِ اللهِ اور دوسری روایت مین آیا ہی اَحَبُّ[٢] اَرْضِ اللهِ اِلَى اللهِ اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوۃ مکہ معظمہ سے برآمد ہونے کے وقت مقام حزورہ مین اور بقول بعضون کے حجون[٣] پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب کر کر فرمایا کہ ای بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہی اگر تیری قوم مجھکو تجھہ سے باہر نہ لاتی تو مین باہر نجاتا یہ بات دلالت کرتی ہی افضلیت مکہ پر اور اوسکی محبوبیت پر رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اجمعین کے نزدیک **جواب** اس دلیل کا یہ ہی کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے ثابت ہونے فضیلت مدینہ سے تھا جب مدینے مین بہت دنون تشریف رکھی اور وہان سے دین ظاہر ہوا اور برکات حاصل ہوے اور فتوحات ظاہر ہوئے اور نیکیان پھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہی سب شہرون سے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے مکے سے زیادہ مدینے کے واسطے برکت مانگی اور اوسکی محبت خدا سے طلب کی چنانچہ جن احادیث مین یہ مضمون مذکور ہی انشا اللہ تعالی اون احادیث کو ذکر مین لائین گے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ[٤] حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ[٥] مِنْ مَكَّةَ اور امام مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

[١] یعنی مکہ بہتر ہی سب خدا کے شہرون سے ١٢
[٢] یعنی بہت محبوب اللہ کی زمین کا اللہ کی طرف ١٢
[٣] حجون ایک مقام ہی معلات کے قریب ١٢
[٤] یعنی الٰہی محبوب کر طرف ہمارے مدینہ جیسے محبوب ہی ہمارے مکہ یا اس سے زیادہ ١٢
[٥] یعنی مدینہ بہتر ہی مکہ سے ١٢

حضرت عبداللہ بن عباس مخزومی سے طرح حکایت ہے کہ کہا کہ آیا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے
سے اونھوں نے کہا کہ مکہ اللہ تعالی کا حرم ہے اور جگہ ہے اوسکے امن کی اور اوسی میں ہے
اسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اسکے گھر کے باب میں کچھ
نہیں کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونھوں نے پھر کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے
اور اوسمیں اوسکا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور خدا کے گھر میں کلام
نہیں کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا پھر چلے گئے اس کلام سے حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ
عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت دینے میں مدینے کی مکے پر خوف معظمہ متحقق ہے اور مدعا فضیلت
مدینے کا ہے کہ رسول بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَخْرَجْتَنِي
مِنْ أَحَبِّ الْبِقَاعِ إِلَيَّ فَأَسْكِنِّي فِي أَحَبِّ الْبِقَاعِ إِلَيْكَ بعد ظاہر ہونے اثر قبولیت
اس دعا کے یہ جگہ محبوب تر ہے سب جگہوں کی ہوئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک
بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکہ کے اوسکی طرف عود نہ فرماکر مدینے کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی
کہے کہ رہنا دار ہجرت میں بسبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے پس حضرت کا
پھر مکے کو نہ جانے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ باب فضیلت سے جواب اسکا یہ ہے
کہ حکم الٰہی بسبب ثابت مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی فضیلت مدینہ پر اور باقی اوسکی احبیت
سے عنداللہ ہوگا إِذَا أُحِبُّ لَا يَخْتَارُ لِحَبِيبِهِ إِلَّا مَا هُوَ أَحَبُّ وَأَكْرَمُ عِنْدَهُ
یہ مباحثہ ہے جو علما میں واقع ہوا تجھکو چاہیے کہ سب نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر
قائم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب الٰہی جل وعلی شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر وجہ
سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو افضلیت حاصل ہے اور جو چیز حضرت کے
سوا ہے خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوسکے اوسمیں فضیلت بقدر نسبت ہے جیسی نسبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتی ہوگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہے تجھکو چاہیے کہ خدای تعالی کے

حکم کے تابع رہو اور حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت مین جھگڑا اور سختی کرنے مین حضرت کی
شان جلالی کو دیکھو اور مدینے مین حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے حکم کا
مشاہدہ چاہیئے اور ہر جگہ ملاحظہ نور محمدی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اب ہم
اے مسلمانو ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے مدینہ
طیبہ کے فضائل اور محامد ذکر کرتے ہین وباللہ التوفیق

فصل منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت پروردگار تعالی وتقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے مین تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی بلدہ شریفہ مین ظاہر کیے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھہرایا اور اوسکی پاک مٹی کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہوکر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضع دفن مین صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف نہوگی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی یہان تک کہ سب صحابہ کی رای اسی پر ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح مبارک مین دفن ہون اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدہ طیبہ کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب مدینہ منورہ کے پہونچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ھٰذِہٖ اَرْوَاحُ طَیِّبَۃٌ اور گرد و غبار جو چہرہ مبارک پر پڑتا اوسکو چہرہ مبارک سے پاک نفرماتے اور اگر کوئی صحابی اپنا سر اور منہ گرد و غبار کی جہت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ نام رکھنا مدینے کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ علی مرتضی

سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ شیاطین ناامید ہو گئے اس بات
سے کہ اونکو کوئی مدینے میں پوجے ایک تحریش ہے کہ باقی رہ گئی ہے اسکے درمیان میں
اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ حق تعالیٰ اس جزیرے کو اور ایک روایت میں اس قریے کو شرک کی نجاست سے
پاک کیا ہے اگر ان لوگوں کو نجوم گمراہ نکرے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا
نجوم کا کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہیں کہ فلانا
منزل میں آیا اس سے پانی برسا اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینے کے رہنے پر اپنی امت کو ترغیب دی ہے اور وہاں کی شدت اور محنت پر فرمائی
کہ صبر کریں اور وہاں کی موت اختیار کریں مَنْ صَبَرَ عَلٰی لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ
شَهِيدًا وَشَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ علما کہتے ہیں کہ مطیعوں کی گواہی دینگے اور گنہگاروں
کی سفارش کریں گے اور فرمایا کہ مَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ابن ماجہ اور عبدالحق نے تصحیح اس حدیث کی کر کے ان لفظوں کے ساتھ روایت
کی ہے مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ
شَفِيعًا وَشَهِيدًا اور حدیث میں وارد ہے کہ پہلے سب امت سے کہ شفاعت کو پہنچیں
اہل مدینہ ہوں گے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے دعا کی ہے کہ میرا انتقال مدینے میں واقع ہو اسی طرح اصحاب و اتباع رضی اللہ
عنہم نے بھی دعائیں کی ہیں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ روی زمین پر ایسی جگہ
کوئی نہیں ہے کہ دوست رکھوں میں اپنی قبر وہاں سوا مدینے کے اور نقل ہے کہ اکثر دعا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ
کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہیں کیا اور بعد حج فرض
ادا کرنے کے پھر نکلے کہ رہ گئے اس ڈر سے کہ سوائے مدینے کے کہیں اور نہ موت آ جائے
ساری عمر مدینے میں رہے اور وہیں راہی ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ حدیث

صحیح مین متعدد طرق سے وارد ہوا ہی اِنَّہَا تَنْفِی خَبَثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ
اور صحیح بخاری مین آیا ہی کہ اِنَّہَا طَیْبَۃٌ تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْفِضَّۃِ
اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہی مدینۂ طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ یہ خاصیت مدینۂ منورہ مین ہمیشہ سے ہی روایت کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے مین ٹھہرے گا
دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوکر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن کے جانے کی اجازت
مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قضیہ مین یہ حدیث فرمائی اور بعضی نقل کرتے ہین
کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینۂ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے
تھے کہ نَخْشٰی اَنْ نَکُوْنَ مِمَّنْ نَفَتْہُ الْمَدِیْنَۃُ اور تمام و کمال یہ خاصیت اوس وقت ظاہر
ہوگی کہ جب دجال نکلے گا اور مدینۂ منورہ مین جانے نہ پاوے گا اور سب برے آدمی
اوسکی تابعداری کو مدینۂ منورہ سے باہر نکل جائین گے اور وہ جای متبرک نجاست شر و
فساد سے پاک ہو جائے گی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہی اسوقت طہارت مدینہ مشرکین وغیرہ
سے جو مخالفین دین اسلام ہین پر ظاہر ہی اور وہ لوگ جو گناہون کی خباثت مین اور
ذنوب کی نجاست مین لتھڑے ہوے مدینے مین رہتے ہین اور وہین مرجاتے ہین تو
ممکن ہی کہ اونکے دور کرنے کا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعضے علما اور صالحین
اس طرف گئے ہین کہ ملائکہ نقالہ ظلمانی بدنون کو زمین مقدس مدینۂ منورہ سے باہر
پھینکتے ہین واللہ اعلم بالصواب حاصل کلام کا یہ ہی کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا
اہل ہی وہ اوس خبث کا اہل نہین کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعضے
لوگ اس حدیث کے مضمون کو حمل کرتے ہین پاک کرنے نفس پر شہوتون اور لذتون
نفسانیہ سے یعنی ٹھہرنا مدینۂ منورہ کا اور تحمل کرنا وہان کی سختیون پر ایسا نفس کو گلاتا ہی
کہ بالکل کدورات نفسانی اور شہوات جسمانی اوسمین باقی نہین رہتی تا کہ بازار حشر مین
قدر اور قیمت اوسکی بڑھے اور حسنات مین شک نہین ہی کہ روایت تنفی الذنوب کی اس

احتمال کی تائید کرتی ہے اسواسطے کہ پانی ہما گیا ہوں کی کدو توں کا اس کثرت برکت حبیب
کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں نازل اور دائم ہیں ہو ہیں سکتا اِنَّ
الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ حاصل کلام کا یہ ہے کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ اس
بلدۂ طیبہ کو لازم ہیں اور جملہ اسکے یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوات مدینے کے
حق میں بارہا دعای خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي
مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ
عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا
أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ حضرت امیر المومنین
علی مرتضی سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت علیہ السلام کے
ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا حرہ سقیا میں جہاں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے
تھے پہونچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وضو کو مانگا اور وضو کر کے قبلہ کیطرف
منہ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا
ہے اوسنے تجھ سے مکے والوں کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگی ہے اور میں بھی بندہ
تیرا اور رسول تیرا ہوں تجھ سے مدینے والوں کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگتا
ہوں جدا جدا برکت عطا کر اسکے مُد اور صاع میں جیسا برکت دی تو نے مکے والوں کو
برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتیں عنایت کر اور احادیث اس باب میں بہت ہیں
اور جس جگہ کہ دعای برکت مد اور صاع کی نسبت وارد ہے مراد اس سے برکت خیر
دنیاوی ہے اور جہاں مثال واقع ہے بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل ہے
اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ میں آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں
اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ و وبا مدینہ منورہ سے
جحفہ کی طرف چلی جائے اور مدینے میں پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائیں تپ و وبا
بہت تھی نقل ہے کہ جس زمانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے
حضرت کے اصحاب بارحۂ تپ میں مبتلا ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین بیمار پڑے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی خبرگیری کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین
مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرماتے ہین شعر کُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي اَهْلِهٖ + وَالْمَوْتُ
اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ + اور دوسرے گوشے مین بلال و عامر کو دیکھا کہ کفار قریش
پر لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھہ اشعار پڑھ رہے ہین اور زمین مدینہ کی شدت
سے شکایت رکھتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال
تپ دو با اس بلدے سے جحفہ کیطرف لیجاے چنانچہ ویساہی واقع ہوا یہ بھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے ہی نقل کرتے ہین کہ ایّام جاہلیت مین جو شخص
مدینے مین آنے کا قصد کرتا اور چاہتا کہ وبای مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع
تک پہونچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے
ہی کہ اگر کوئی یہان پہونچکر آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی تمام
ہوئی اور اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا یہانتک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس
والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص نے شعرای عرب سے کہ نام اوسکا عروہ بن الورد
تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اس جگہہ پہونچا تو وہ اس طریقۂ بد کو عمل مین نہ لایا اور
شعر پڑھا + لَعَمْرِيْ لَئِنْ عَشَرْتُ مِنْ خَشْيَةِ الرَّدٰى + نُهَاقَ الْحَمِيْرِ اِنَّنِيْ لَجَزُوْعٌ +
اوسکو کوئی آفت نہ پہونچی جیسے وہ عادت بد چھوٹ گئی اور ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت واقع ہی
اور وجہ تسمیہ اوسکی یہی تھی جو مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہی کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے
کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس موضع تک مسافرون کو پہونچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے
یہ ہی کہ یہ شہر مطہر آخر زمانے مین دجال سے محفوظ رہیگا روایت صحیحین سے ثابت
ہی کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک
جماعت ملائکہ کھڑی کیجائیگی کہ دجال کو داخل نہونے دیگی اور دوسری حدیث
مین آیا ہی کہ روی زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا کہ اوسمین دجّال نہ پہونچیگا سوا مکے اور مدینے
کے اور حدیث مسلم مین آیا ہی کہ دجّال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اوسکے قصد مدینہ

کریگا اور جبل احد کے پیچھے آکر اوترے گا ملائکہ اوسکا منہ شام کیطرف پھیر دینگے اور وہ
شام میں ہلاک بھی ہو جاویگا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہتر لوگوں سے
دجال کیطرف نکلیگا اور کہیگا کہ تو وہی دجال ہے کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دی ہے آخر حدیث تک اور علماء معتبرین روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ
ایسا سنا ہے کہ وہ مرد خضر علیہ السلام ہیں اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح میں
روایت کی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور
تین بار یہ ذکر اوسکا مکرر جاری رہا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم الخلاص کیا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ دجال آویگا اور جبل احد پر چڑھکر نگاہ کریگا
اور اپنے لوگوں سے کہیگا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سپید محل جو دکھائی دیتا ہے کیا چیز ہے
یہ احمد کی مسجد ہے بعد اسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کریگا تو ہر راہ کے سرے پر
ایک فرشتے کو پاویگا کہ حراست اور حفاظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب
جو سیلوں کا مجمع ہے خیمہ ڈالیگا اور مدینے میں تین بار زلزلہ آویگا جس میں
جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہونگے نکلکر دجال کیطرف چلے جائینگے اور مدینہ
ہر جنس نجاست سے پاک ہو جائیگا یہی یوم الخلاص ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اللہ تعالے
نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلوں میں خاصیت شفا رکھی ہے اور بہت سی حدیثوں میں آیا
ہے کہ مدینے کے غبار میں شفا ہے ہر بیماری سے اور بعضے طرق میں آیا ہے من الجذام
والبرص اور بعضے اخبار میں تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے
اور وادی بطحان بھی کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب کو
حکم فرمایا کہ غبار صعیب کا اوس خاک پاک سے علاج کریں چنانچہ مدینہ منورہ میں یہ بات
ہمیشہ سے متواتر چلی آئی ہے اور دوا کے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب میں آثار وارد
ہوئے ہیں اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہیں اس عموم سے اس خاک پاک
کو مستثنا کرتے ہیں واللہ اعلم اور اکثر علماء نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین
فیروزآبادی فرماتے ہیں کہ میں نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ

ایک سال کامل اوسکو تپ آئی اور کسی طرح نہ گئی مین نے تھوڑی سی وہی خاک لے کر پانی مین گھول کر غلام کو پلا دی اوسنے اوسی دن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ کاتب الحروف بھی اس تجربے سے مشرف ہوا ہی جس زمانے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے مین پاؤن پر ورم آگیا کہ اطبا اوسکے علاج سے عاجز آئے اور سب کے نزدیک عارضہ مہلک قرار پایا مین نے اوسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالی نے تھوڑے دنون مین بہت سہل طریقے سے اس محنت سے خلاصی دی اب وہان کے پھلون کا حال صحیحین مین آیا ہی کہ جو شخص سات خرمے عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اوسکو اثر نکرے ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار واسطے کو کہ نہایت سخت مرض ہی عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھین اور عجوہ ایک قسم ہی خرمے کی اوسکی حقیقت اہل مدینہ جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصل اوسکی وہ کھجور کا درخت ہی جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے مین اس کثرت سے ہین کہ شمار مین نہین آسکتے سید علیہ الرحمہ نے تاریخ کبیر مین ایک سو اوپر تالیس قسم گنے ہین اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت سید رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات کی طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْاَنْبِيَاءِ هٰذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ الْاَوْلِيَاءِ اَبُو الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ بعد اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيْفُ اللّٰهِ اسی جہت سے اوسکو صیحانی کہتے ہین کہ صیحہ لغت مین چیخنے آواز ہی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ كَانَ اَحَبُّ التَّمَرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ اور غالب ہی کہ یہ خاصیت اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنی سات کے سوا شارع کے کوئی نہین جانتا یہ از قسم اسرار ہی ہمکو اوسپر ایمان لانا چاہیے اور وجہ جو بعضے علما نے کہا ہی کہ یہ زمین خاص کی

یعنی یہ محمد ہین سردار پیغمبرون کا اور یہ علی ہین سردار اولیا اور ائمہ طاہرین کے باپ ۱۲

یعنی یہ محمد ہین رسول خدا کا ۱۲ اور یہ علی ہین تلوار خدا کی ۱۲

یعنی سب کھجورون سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عجوہ بہت پسند تھا ۱۲

تاثیر سے ہی یا کیفیت ہوائی خاص سے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاصیت
سے یا یہ اکثر امور شے ہی نہ امور دائمی سے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور آج معدوم ہی ان احتمالات کا منشا عقل ناقص ہی اور
اوس ایمان زار سے نہایت تعجب ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم
کو دوست رکھنا اور اوسکو رغبت سے نوش فرمانا سنا ہو پھر اوسکی خاصیت شفا میں
تاویلیں باطل کرنے یہ بات اوسکی بے نسبتی سے خبر دیتی ہی نعوذ باللہ منہ **شعر**
جو لب نہ کورہ ہی کو زرۂ نبات شود + نہ کورہ قطرہ چکد چشمۂ حیات شود + آور منجملہ
شرافت اور فضیلت اس بلدۂ طیبہ کے یہ ہی کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہی کہ آخر
مساجد انبیا ہی اور مسجد قبا ہی کہ دین محمدی میں سب مسجدوں سے پہلے اوسکی بنا ہی
اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہی چمنہای جنت سے اور مسجد شریف
میں منبر ہی کہ جنت کی زمین پر رکھا ہی اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہی جنت کا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی اُحُد اور مقبرہ بقیع ہی کہ مقام ہی آل و اصحاب کا
اور اوس زمین پر مشہد ہی جناب سید الشہدا یعنی سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور بہت سے
مشاہد اور مقامات متبرکہ ہیں کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامت میں اخبار و آثار وارد
ہیں انشاء اللہ تعالی کچھ اونمیں سے ان اوراق میں مذکور ہوں گے آور منجملہ اوسکے
یہ ہی کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت قرآن سے
چنانچہ اسکا ذکر بیان سبب ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں واضح ہوگا آور منجملہ اوسکے
یہ ہی کہ اوس بلدۂ طیبہ سے بلا ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہی اور ممنوع ہوا ہی اور
اسی واسطے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو
پھر آتے تھے اور مکۂ معظمہ میں قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ
کا بھی رویہ آج تک ہی **شعر** خبر از رتبت محال بود اہل شوق را + در راہ مکہ و در دشت بریں تہ
جا کسند آور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہوا چنانچہ ذکر اسکا
بہت سی احادیث میں واقع ہوا ہی لیکن اسکے علما اوسکی تحدید حد و حدود اور حکم تحریم

میں مختلف ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرمت مدینہ کے معنی محترم و تعظیم و تکریم ہیں نہ ثبوت احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہما اور امام شافعیؒ کے نزدیک حرمت اور ترتب احکام میں دونوں حرم ایک طرح ہیں کچھ تفاوت نہیں اور تحقیق اس مسئلے کے ابواب فقہ میں ظاہر ہی سید علیہ الرحمہ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہی واللہ اعلم اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی ہی اور یہ مدعا اوس وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہی ثابت ہوتا ہی سوا اوسکے اور احادیث بھی اس مضمون میں وارد ہوئے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْمَدِيْنَةُ مُهَاجَرِيْ یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہی وَفِيْهَا مَضْجَعِيْ یعنی اوسمیں میری خوابگاہ ہی یہ اشارہ اس بات پر ہی کہ میری قبر شریف اسمیں ہوگی وَفِيْهَا مَبْعَثِيْ یعنی یہیں سے میرا اوٹھنا ہی یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہوں گے حَقِيْقٌ عَلٰى اُمَّتِيْ حِفْظُ جِيْرَانِيْ یعنی چاہیے ہی کہ اونکے حقوق کی رعایت میں ایک شمہ فروگذاشت نکریں اور جو کچھ کہ میرے ہمسائے سے صادر ہو اوسکا مواخذہ نکریں جہاں تک ہو سکے اوس سے درگذر کریں مَا اجْتَنَبُوا الْكَبَائِرَ جبتک کہ ان لوگوں سے گناہ کبیرہ نہو اور جب ہو تو جو حق شریعت غرا ہی حق اللہ میں یا حق العباد میں اوسکو قائم کریں مَنْ حَفِظَهُمْ كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْهُمْ سُقِيَ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ اور طینت خبال ایک حوض ہی دوزخ میں کہ پیپ اور خون دوزخیوں کا اوسمیں جمع ہوتا ہی نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ حدیث صحیح مسلم میں ہی کہ لَا يُرِيْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ كَذَوْبِ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبِ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ بعضے لوگوں نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہی لیکن ظواہر احادیث اس کے خلاف پر ناطق ہیں اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے اللہ تعالی کی تقدیر کا جاری ہونا اسطور پر آیا ہی کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کرنیکا اہل مدینہ کے ساتھ قصد کریگا چڑھ آوے وہ ادنی مدت میں اوسکے وبال میں گرفتار ہو جاتا ہی

ہلاک ہوا ہی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پہنچکر دونوں دست مبارک اوٹھا کر دعا کی اَللّٰھُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَھْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ ھَلَاکَہٗ کیا یہ دعا حق نہ تھی دفائع کا بیٹا یلیا کے زمانے میں اس حدیث شریف کا مصدق ہی امام احمد حنبل حدیث صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک امیر امرا کی فتنہ سے مدینے میں آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تھے اور کبرسنی کی جہت سے اونکی بصارت میں ضعف آگیا تھا لوگوں نے اون سے کہا کہ مصلحت وقت یہ ہی کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہوجائیے اور راوی کہتا ہے اسکے فتنے سے بچایئے کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقا ایک جگہ بسبب ضعف بصارت کے ٹھوکر کھاکر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہی وہ تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈراوے تحقیق اوسنے مجھے ڈرایا اور روایت نسائی میں آیا ہی کہ مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظَالِمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَکَانَتْ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور دوسری حدیث میں آیا ہی کہ اوسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہیں سوا اسکے اور احادیث اس باب میں بہت ہیں سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھاگے تھے بسر بن ارطاۃ تھا اس واسطے کہ قرطبی ابن عبدالبر سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے بعد قصیہ تحکیم حکمین کے بسر بن ارطاۃ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا کہ مدینہ والوں سے اونکی خلافت پر عہد بیعت لے لے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہ اوس زمانے میں حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ تھے

خوف سے مدینہ چھوڑکر جناب ولایت مآب کے پاس پہنچے اور بشر شہر مدینہ مین داخل ہوا اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المومنین اور اوسکے حکم کے خلاف نہوتا تو مین ایک شخص کو بھی مدینے مین زندہ نچھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبداللہ کو حاضر نکروگے تو میرے عہد ذمہ سے باہر ہو جاؤگے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال بیان کی اور اون سے بشر کی مجلس مین جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہی اس مین امید فلاح نہین اور ترک مین بھی امان نہین اب کیا تدبیر کرین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کرہًا اور جبرًا بیعت کرلینے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرہ بنی سلیم مین چھپ رہے علماء رحمہم اللہ تعالی کہتے ہین کہ یہ لعن جو ارادۂ ظلم اور فساد پر وارد ہوئی ہی لعن کفار اور اہل شرک نہین ہی کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جائے اور جنت مین کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑنا ہی خدا کی رحمت خاص سے اور نہ داخل ہونا ہی اہل قرب کے ساتھ جنت مین اور حقیقت مین مقصود تہدید ہی ہے اولی اور ترک حرمت اور عظمت مدینہ منورہ پر یہان تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ مدینہ منورہ مین گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہی جیسا بعضے علما کہتے ہین کہ حرم مکہ مین ایک گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہین واللہ اعلم

فصل یزید پلید کے زمانے مین جناب امام حسین ابن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد اقبح قبائح جو واقع ہوا وہ واقعہ حرہ تھا اوسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ بھی کہتے ہین وہ ایک جگہ ہی سواد مدینۂ طیبہ مین ایک میل پر اور اس واقعہ مین جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک حرمت اس خیر البلاد کا ظہور مین آیا اگرچہ ذکر اسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہی مگر چونکہ وقوع اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہی اوسکے واقع ہونے سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال مین گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا

احکام جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکی طرف کیا جائے
بعضے علما کے نزدیک مصداق اوس خبر کا یہ ہے کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے
ویران ہو جاوے گا اور آدمی اسکو چھوڑ دیں گے اور جانوران صحرائی اوس میں
آکر رہیں گے یہی واقعہ حرہ ہے لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہیں یہ ہے کہ
وہ حال قرب قیامت میں ہوگا اسواسطے کہ بعضے علامات اور آثار جو ان اخبار میں
وارد ہیں اس قصہ میں نہیں پائے گئے جیسا اس ثعلبہ کی روایت میں آیا ہے کہ چالیس
برس یہ بلدہ مکرمہ ویران رہے گا اور وحوش اور طیور اور درندے اسمیں بسینگے
بعد اسکے دو چرواہے قبیلہ مزینہ سے آئیں گے مدینہ منورہ کو اس حال میں دیکھکر
آپس میں تعجبا کہیں گے کہ یہاں کے آدمی کہاں چلے گئے ہیں تو ثابت ہوا کہ وقوع
ایسی حالت کا آخر زمانے میں ہوگا اور اس واقعے خاص میں بھی اخبار اور آثار صحیح وارد
ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ایک زمانا ایسا پیش آوے گا
کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کریں گے لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کرے گا
فرمایا امرا السوء یعنی برے آدمی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ ہلاک میرے
امت کا ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ پر ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوس وقت میں ہم کو آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا گوشہ کریں ہٹ کر خلق سے اور دوسری حدیث
میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے
قبضۂ قدرت میں ہے مدینے میں ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہاں سے صاف نکل جائیگا
جیسے سر کے بال مونڈتے ہیں تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک میل
کی قدر ہو اور بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خدای پاک مجھکو سن
ساٹھ کے حادثوں سے اور لڑکوں کی امارت سے نگاہ رکھ اور وہ دن آنے سے پہلے
مجھکو دنیا سے اوٹھا لے یہ اشارہ تھا زمان یزید پلید کی طرف اس واسطے کہ وہ بے دولت
سنہ ساٹھ میں تخت شقاوت پر بیٹھا اور واقعہ حرہ اوسکے زمان شقاوت نشان میں واقع ہوا
واقدی کتاب حرہ میں ایوب بن بشیر سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

کسی سفر مین باہر آئے تھے حرہ زہرہ مین پہونچکر کھڑے ہوگئے اور پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی گئی ہی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین
ہی اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب ہوا فرمایا مارے جائینگے اس حرۂ
سنگستان مین بہترین امت میری بعد صحابہ کے اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ جب
اس جگہ آپ پہنچے تو دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کرتے اس حرہ مین مارے
جائینگے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی
یہ روایت آئی ہی اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ
توراۃ مین آیا ہی کہ مدینہ مطہرہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید
ہونگے کہ قیامت کے دن اونکے منہ چودھوین رات کے چاند سے روشن ہونگے
اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
کے وقت مین پانی بہت برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر
تشریف لائے جب اوس جگہ پونہچے جسکو حرۂ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف
سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اوسوقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہنے
لگے ای امیر المومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی
سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ
یا ابا اسحق کہ یہ کس زمانے مین ہوگا فرمایا ای زبیر کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پاؤن سے واقع
نہو اب جاننا چاہیے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال اور تفصیل کے اس واقعے کو لکھا ہی کہ ہم اس جگہہ جس نہج پر
کہ اونھون نے تحریر یا تقریر کی ہی خواہ مجمل خواہ مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تاکہ تحریر اور تقریر
اصل قصہ مین تغیر اور نقصان واقع نہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہل مدینہ کا
مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہی یہی واقعۂ حرہ ہی
کہ مدینہ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے مین کہ بقایای صحابہ اور تابعین سے

معلوم تھا جاوے اور فتنے پے درپے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنوں کے خوف سے
اوس جائے مطہر سے رحلت اختیار کرکے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو
ایک فوج عظیم شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اون
اشقیا نے ان حضرات کو اوسی مقام حرہ میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ شہید کیا اور
تین دن تک حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رہے اس جہت سے
اسکو واقعۂ حرہ کہتے ہیں اس قصے میں ایک ہزار سات سے مہاجرین اور انصار اور علمائے
تابعین شہید ہوئے اور عوام الناس سوا عورتوں اور لڑکوں کے دس ہزار اور سات سے
حافظ قرآن اور ستانوے آدمی قوم قریش کے درجۂ شہادت کو پہنچے اور اون لوگوں نے
فسق اور فساد اور زنا کو مباح کیا یہاں تک کہ لوگ نقل کرتے ہیں کہ بعد اس واقعے کے
ایک ہزار عورت نے بچے زنا کے جنے اور ان نالائقوں نے مسجد شریف میں گھوڑے
باندھے اور روضہ میں ریاض الجنۃ میں گھوڑوں نے لید اور پیشاب کیا اور لوگوں سے
اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تم کو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی
طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت کی طرف عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ
نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن اور سنت پر لینا چاہیے انکو یزید نے اوسی
وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ اوس زمانے
میں بالکل آدمیوں سے خالی رہا اور وہاں کے میوجات وغیرہ نصیب جانوران جنگلی
ہوئے اور کتوں وغیرہ نے مسجد شریف کو ایسا آرام گاہ بنایا مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا
اور طبرانی نے ایک خبر طویل میں عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ کے
انتقال کے بعد عبداللہ بن زبیر نے عقد بیعت اور اطاعت یزید پلید سے انکار کیا اور
اسکے حق میں گالی گلوج کرنا شروع کی یزید نے یہ سنکر قسم کھائی کہ واللہ میں عبداللہ بن
زبیر کی گردن میں طوق ڈالوں گا بعد اسکے ایک شخص انکے بلانے کو بھیجا اوسکے
یاروں نے ان سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی کا طوق بنا کر یزید کو قسم سے بری کرنے
کے واسطے اپنی گردن میں ڈلوا دو تو اوسکے اوپر جانے میں تو یقین ہے کہ اوسکے ہاتھ سے

سلامت رہو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی ہرگز اوسکو اس قسم میں سچا
نکرے گا میں ہرگز غیر حق پر نرم نہون جب تک کہ سخت پتھر انہون کے نیچے نرم نہو جاوے
بعد اوسکے عبد اللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی لوگونکو اپنی اطاعت کیطرف بلایا یزید پلید نے
مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر شامی ساتھ دے کر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم کیا کہ بعد
مدینے کے قلع وقمع کے مکے کیطرف جانا اور عبد اللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم
بن عقبہ مدینے میں آیا سب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے
باقی لوگون کو قتل کرکے مکے کی جانب متوجہ ہوا اور راہی میں مرگیا اور مرتے وقت حصین
بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کرکے ابن زبیر کے محاصر کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگا دینے
کی وصیت کی حصین بن نمیر تھوڑا ہی میں تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہ ہی سے
بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ ظہور میں نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہیں کہ
سنہ ۶۲ میں یزید پلید نے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینہ منورہ
پر بھیجا کہ اوسکی بیعت وہان کے لوگون سے لیوے اوسنے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے
یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ یزید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان
آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے
ہم نے اوسکی بیعت توڑ دی اوس جماعت میں منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ
کہ اوسنے مجھکو لاکھ درم دئے ہیں اور احسان کیا ہے لیکن میں سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا
وہ شرابی اور بے نمازی ہے یہ حال سنکر باقی اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری
ہوئی اور سب نے بیعت توڑ دی بعد اسکے اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل کے
ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے
واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلے اور نہ ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد کیا
جبتک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے پتھر برسینگے اور نیز ابن جوزی ابو الحسن مدائنی سے
کہ ایک ثقہ راوی ہیں نقل کرتے ہیں کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و
فساد یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی بیعت توڑی عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے

عمامہ اپنے سر سے جدا کیا اور کہا کہ اگرچہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا لیکن وہ دشمن خدا
دائم السکر ہے میں نے اپنے تئیں اوسکی بیعت سے الگ کیا جیسا اپنا عمامہ میں نے اپنے
سر سے الگ کیا دوسرے کھڑے ہوئے اونھوں نے پاؤں سے اپنی جوتیاں نکالیں اور
یزید کی بیعت سے الگ ہوئے یہاں تک کہ مجلس عماموں اور جوتیوں سے بھر گئی بعد اوسکے
عبد اللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے
سبکو دار مروان میں محاصرہ کیا مروان اور تمامی جماعت اوسکے ساتھ تھی ان لوگوں نے
یزید پلید کو اپنا حال لکھ بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوسنے مسلم بن عقبہ کو
اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کمبخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ
کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کرے گا اوسکو
ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملیں گے اور سو دینار اور بطریق انعام
اوسپر اضافہ ہونگے بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم بھیجا
کہ عبد اللہ بن زبیر سے جا کر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل میں تامل کیا اور کہا
واللہ ہرگز جمع نکروں ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ کے
پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھپر کوئی حادثہ ہو تو حصین بن
نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ جن پر تجھکو بھیجتا ہوں تین بار اونکو دعوت کر اگر تیری
بات قبول کریں چھوڑ دے نہیں تو اوسکے ساتھ لڑائی کر یہاں تک کہ جب تو اونپر غالب
آجاوے تین روز حرم مدینہ منورہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہاں مال اور اسباب اور
ہتھیار اور کھانا ہو اوسکو لشکریوں پر حلال کر اور تین روز کے بعد اوسکے قتل سے باز رہیو
اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نکر کہ اونھوں نے اوس جماعت سے
اتفاق نہیں کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پہنچی تو سب کے سب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہو کر
جماعت بنی امیہ سے جو دار مروان میں محصور تھے کہا کہ تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نکرو گے اور جاسوسی وغیرہ عمل میں نہ لاؤ گے اور ہمارے دشمنوں کی
مدد نکرو گے تو ہم تمکو چھوڑتے ہیں ورنہ اسی وقت ہم تمکو قتل کیے ڈالتے ہیں بنی امیہ

منافقانہ عہد و پیمان کرکے اونکے ساتھ ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہان پہونچکر تین روز لڑائی موقوف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تدبیر کیا ہی اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوای لڑائی کے کوئی تدبیر نہین جس سے یہ فساد اور فتنہ دفع ہو اور یہ خیر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین اوس سے فساد اور زیادہ بڑھیگا مصلحت یہ ہی کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور گردن اطاعت اوسکے سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سبکے سب لڑائی پر مستعد ہو کر مدینے سے باہر نکلے عبد اللہ بن غسیل سوار ہوئے اور لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفون کے بیچ مین لاکر کھڑا کیا وہ شقی دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبد اللہ بن مطیع بھی مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجۂ شہادت کو پہنچے مسلم بن عقبہ نے اونکا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آئے اور اون نالائقون نے موافق حکم یزید پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا اور مال و اسباب لوٹا اور زناکاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی مثل اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور پندرہ روز تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرد اگرد مدینے کے کانٹون کی باڑ لگائی اور دشمنون کی راہین ہر طرف سے بند کرکے ہر طرف تیر اور پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرا گئے مسلم بن عقبہ اس واقعے سے ڈر کر حرہ کے ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس معرکے مین کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان نے بنی حارثہ کے پاس آکر اونکو کچھ طمع خام دیکر ایک طرف سے راہ کھلوا دی لشکریان یزید اوس طرف سے گھس پڑے اہل مدینہ سبکے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف کو آکر مقاتلہ اور محاربہ مین مشغول ہوگئے

نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ میرا بیٹا تمہاری قید میں گرفتار ہے
اوسکو چھوڑ دو اور تضرع و عاجزی بہت سی کی اوس نے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کاٹ کر
اوسکے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ تو اپنے جیتے پر بس نہیں کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش
کرنے کو آئی ہے نقل کرتے ہیں کہ تیں وبک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید میں کیا اور
کھانا پانی اونکو نہیں دیا سعید بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے اوسنے
اون سے کہا کہ یزید کی بیعت اختیار کرو اونھوں نے فرمایا کہ بیعت کی میں نے ابوبکر اور عمرؓ
کے طریقے پر اوسنے کہا انکی گردن مار دو اس درمیان میں ایک آدمی نے کھڑے ہو کر
اونکے جنون کی گواہی دی اوسنے اونکو چھوڑ دیا اور یہ مسلم بن عقبہ مسرف کہلاتا ہے
اس جہت سے کہ اسنے قتال و فساد میں بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب الحرہ
میں نقل کرتے ہیں کہ یزید پلید کے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج میں گرفتار ہے اور
بستر ہلاک پر پڑا ہے اوسنے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض نہوتے تو میں اس مہم
کے سر کرنے کو تمکو افسر کرکے بھیجتا میں تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسی کو نہیں
دیکھتا ہوں مسرف یہ بات سنتے ہی اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تمکو قسم ہے اے امیر المومنین
کہ یہ کام دوسرے کے حوالے نکرو مجھسے زیادہ کوئی دشمن اہل مدینہ کا نہوگا میں نے
اس بات میں ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت مع اپنی شاخوں کے بیچ میں عثمان
بن عفان کے انتقام میں فریاد کر رہا ہے میں نے نزدیک اوسکے جاکر سنا کہ وہ درخت
کہتا تھا کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے نکلیگا اوس روز سے مجھکو یقین ہے کہ میں
اہل مدینہ کو قتل کرونگا اور اسی امید پر اپنے دلکو تسلی دے رکھی ہے یزید نے جو سنا تو
اسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار ہو اور علی برکۃ اللہ جلد ہی تم
مدینہ جاؤ اگر وہ لوگ تمھارے داخل ہونے میں مدینے کے اندر اور قبول بیعت اور اطاعت
سد راہ ہوں تو وہاں کے چھوٹے بڑے تک ایک کو نچھوڑنا سبکو قتل کرنا اور سب
اسباب اور مال اونکا لوٹنا اور اگر ایسا نکریں بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کریں تو اونسے
تعرض نکرنا وہاں سے عبداللہ بن الزبیر کی طرف جانا اور اوسکا کام تمام کرنا لکھا ہے کہ

له عمر یعنی ابوبکر کی مانند گزی.

یہ مسرف ناعاقبت اندیش شہدای حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل کرنے کے اب بھی مین دوزخ مین جاون تو مجھہ سے زیادہ کوئی بدبخت نہوگا اور دوکون اسکو روایت کرتا ہی کہ مسلم بن عقبہ نے جس مرض مین مبتلا تھا اوسکی دوا کھتا کر کھانا مانگا طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہی غذا او سپر نہ کیجئے ورنہ دوا فائدہ نکرے گی اوسنے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون کرون مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کرون وہ مراد میری حاصل ہوگئی اب سوا موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہی کہ اللہ تعالی نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھکو سب گناہون سے پاک کر دیا ہوگا سید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ یہ بات اوسکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اسواسطے کہ شہید کرنا اس جماعت مرحومہ کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس نالائق بدبخت کو چھوٹنا محال اور مشکل ہوجائے گا گناہ بخشا جانا کسکا اور منجملہ صحابہ کے جنکو جبرا قتل کیا وہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے سات بیٹون کے شہید ہوئے اور عبداللہ بن زید حاکی وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو مکے کی فتح مین حاضر تھے اور جھنڈا اونکی قوم کا اونکے ہاتھہ مین تھا اور بھی نقل کرتے ہین کہ یہی مسرف شقی اور مروان بن الحکم شہدای حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے کے پھرتے تھے یکایک عبداللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اونکی اونگلی شہادت کی آسمان کی طرف اوٹھی ہی مروان نے کہا واللہ تو نے اگر بعد موت کے انگلی آسمان کی طرف اوٹھائی ہی تو ہم نے کسقدر انگلیان اپنی حیات مین تمھارے ہاتھون سے آسمان کیطرف نہین اوٹھائین اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرع وزاری نہین کی اور کتنی دعائین نہین مانگین ایک شخص یہ بات سنکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل مین تھی وہ بولا کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہی کہ مروان بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا یزید نے بڑا شکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوسکو اپنا

مقرب ٹھہرایا۔ آس جوری روایت لاتے ہیں کہ سعید بن مسیب فرماتے تھے کہ اون راتوں کو
جن میں واقعہ حرہ مدینہ میں تھا کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف میں حاضر نہ رہتا تھا اہل
شام مسجد میں آکر مجھے دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ یہاں کیا کیا کرتا ہی اور کوئی وقت
نماز کا نہ آتا تھا کہ میں آواز اذان اور اقامت نماز کی حجرہ شریف سے نہ سنتا تھا اور
اوسی اذان اور اقامت سے میں نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا اور اس
واقعے میں ایک بڑا قبیح امر یہ ہوا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اون
نامعقول بدبختوں نے گستاخی کی نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی ریش مبارک جڑ سے اوکھڑی ہوئی ہی لوگوں نے پوچھا
کہ یہ کیا صورت ہی آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھ کھیل کیا کرتے ہو اور منہ سے نوچا کرتے ہو
اونھوں نے فرمایا کہ نہیں یہ مجھپر ظلم ہوا ہی اہل شام کا۔ واقعہ حرہ میں ایک جماعت شامیوں
کی میرے گھر میں گھس پڑی اور جو کچھ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی
بعد اوسکے دوسری جماعت گھسی انھوں نے میرے گھر میں کچھ نہ پایا تو اونکو نہایت
غصہ آیا ہر شخص نے میری داڑھی اوکھاڑی اور اس حال کو جو تم دیکھتے ہو پہنچایا اون شامیوں
سے اس طرح کے اور بھی قبائح سے تمام جہان میں آئے آپ سوا ان ظالموں کا انجام کار
کہ دلالت کرتا ہی اسکے خسر الدنیا والآخرہ ہونے پر نقل کرتے ہیں کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف
مکرر اس نے جبر و اکراہ اہل مدینہ سے بیعت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیوں نے
خوف سے جیسا حالت اکراہ اور اضطرار میں بیعت اور اطاعت کرنا قبول کی اونمیں سے
ایک شخص نے کہا کہ بیعت کی میں نے مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اس طرح
کی بیعت اوس سے قبول نہ کی اور قتل کا حکم دیا جب قتل ہو گئے تب اونکی والدہ نے
قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالی مجھے اسپر قدرت دے تو بالیقین میں اسکو جلاؤں مردہ پاؤں
یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب مسرف قتل اور لوٹ مدینے سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ و مقاتلہ
عبد اللہ بن زبیر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا اور تین روز کے بعد جس مرض میں کہ مبتلا تھا جہنم
واصل ہوا اور بی بی اپنے عہد کے موافق چند غلام اپنے ساتھ لے کر اوسکی قبر پر گئیں کہ

اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوسکی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی
گردن سے لپٹا اوسکے ناک کی ہڈی چوس رہا ہی سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈرے اور اون
بی بی سے کہا کہ قادر مطلق نے اوسکے اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف سے انتقام
لیا ہی عذاب اوسپر کافی ہی وہ بولین نہین واللہ جبتک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہی
پورا نہ کرلون اس مسرف سے درگذر رون اور کہا اسکو پاؤن کی طرف سے نکالو اوس
طرف بھی ایک اژدہا پایا اون بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالی سے
دعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہی کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہی مجھکو قدرت
دے کہ مین اوسکو گڑھے سے نکال کر جلا دون بعد اوسکے ایک لکڑی ہاتھ مین لیکر سانپ
کی دم پر ماری کہ اوسکی قبر سے نکل گیا پھر اوسکی لاش کو نکلوا کر جلوا دی واقدی سے کہتے ہین کہ
ہمکو ایسا ثابت ہوا ہی کہ وہ بی بی یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی ماں تھین بعد متوجہ ہونے
مسرف کے مکہ معظمہ کیطرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی
قوم کو ساتھ لیکر پھرتی تھین جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آ پونچین اور اوسکو
قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پہ دیکھا تھا
ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون نے اوسکو دار پر سنگسار بھی کیا یعنی اوسپر پتھراو ہوا اور
ذکر جلانے کا اس روایت مین نہین آیا شاید سولی پر رکھنے کے بعد دو تین دن کے جلا دیا
ہوگا پس جس شخص نے جلانے کی روایت نہین کی اوسنے قبل جلانے کے اوسکو سولی پر دیکھا
ہوگا واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اوس واقعے کے بعد تین راتین نہین
گذرین مر گیا اور راہ مین مدینہ منورہ کے اوسکا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سختی کی
حالت مین مرا لیکن وہ نے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا
مجھسے بعد کلمہ شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے کوئی ایسا عمل جو میرے نزدیک سب عملون سے
محبوب اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا
اگر تو نے مجھے باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت
عالم مین نہوگا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین

یعنی یزید پلید نے عہد [illegible] الی اور حاکم کیا ہی جلد مکہ معظمہ میں بھیجکر عبد اللہ بن الزبیر کا کام
تمام کر اور اس سے لڑنے میں کمی نکر منجنیق نصب کرکے پتھروں سے مار اگر وہ خانہ کعبہ
کی طرف پناہ لاوے تو کچھ خوف نکر اور منجنیق پھینکنے مار پھر حصین بن نمیر اسکی
وصیت کے موافق چونسٹھ روز تک بلدۂ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور
منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکنے لگتا ہی کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اوسنے
اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگا لی تھی ناگاہ ایک ہوا تیز ایسی چلی کہ کعبۃ اللہ میں
اس سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان میں یزید کے مرنے کی خبر پہنچی کہ مرض ذات الجنب
میں جہنم واصل ہوا یہ خبر پہنچتے ہی پریشانی اہل شام اور بنو امیہ میں پڑ گئی سبکے سب ا
اور جوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہارشنبہ کے دن ستائیسویں یا اٹھائیسویں ذی الحجہ
سنہ ترسٹھ میں اور موت مسلم بن عقبہ غرۂ محرم کو سنہ چونسٹھ میں اور قتال مکہ اور تخریب کرنا
بیت اللہ کا منجنیق سے سنہ چونسٹھ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ
ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے واقع ہوا چنانچہ سمہودی کتاب وفا میں ذکر کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع عجیبہ کے کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے
خبر دی ہی ظہور نار حجاز ہی کہ اوس دیار عظمت شعار میں واقع ہوا اور اوسکا ظاہر ہونا دلالت
کرتا ہی اوس پر کہ اس بستان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے میں ڈرانا
سارے لوگوں کا اور خاص اس بلدۂ طیبہ میں ظاہر ہونے کی حکمت یہ تھی کہ یہ مہبط رحمت
اور شفاعت کی جگہ ہی ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے ہوگا اور بعد
ظاہر ہونے اس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریای رحمت نے اوس نار
عصمت کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہیں کہ ابتدای سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ھ سے تیسری جمادی الآخرہ
تک مدینہ منورہ میں بڑے بڑے زلزلے آئے کہ اول کی طرح کرتے تھے اور سارے گھر
اور دیوار ہل گئیں ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسرے ماہ مذکور کو
بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جسمیں قلعہ
ہو برج وارا اور گویا ایک جماعت آدمیوں کی اوسکو کھینچتی ہی اور جس پہاڑ تک پہنچتی ہی

اوسکو جلا کر راکھہ کر دیتی ہے اور راسگے کی طرح پگھلاتی ہی اور
بادل کی طرح گرجتی ہی اور دریا کی طرح جوش مارتی ہی اور گویا اوسمین سے نہرین سرخ اور
نیلی نکلتی ہین اور مدینۂ منورہ کے قریب پہنچتی ہین اور ساتھہ اسکے ایک ٹھنڈھی ہوا بھی
اوس طرف سے مدینے کی طرف آتی ہی قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے
ہین اوس آگ کی روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ
سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہی اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام
کرتے تھے اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہو گئی تھی بعضون نے
مکہ معظمہ مین اِس آگ کی روشنی دیکھی اور یمن و بصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی
سے اونٹون کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے
ہین کہ طول اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ویڑھ قد آدم
سیل کیطرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے
تھے وہ سب ملکر سدراہ ہو گئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور
مواشی گذر نسکتے تھے اِس مین یہ حکمت تھی کہ اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ
کو تشویش دیتے تھے اِس سد عظیم کا پیدا ہونا اونکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار
کہ در کار خداوند خطاست + زانکہ او ہرچہ کند عین صلاحست و صواب + حاصل کلام یہ ہی
کہ عجائب اس آگ کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے
عجائب احوال سے یہ ہی کہ پتھر کو کھا لیتی تھی لیکن درختون مین کچھہ اوسکا اثر نہوتا تھا اور کہتے
ہین کہ امیر عز الدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مین نے سنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے
مجھکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھہ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار قریب
اوس آگ کے پہنچے کچھہ ہمکو اوسکی حرارت محسوس نہوئی ساتھہ اسکے کہ پہاڑون کو کھا تی
چلی جاتی تھی مین نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھہ اوس طرف دراز کیا
سب تیر کے پیر جل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات

سننے سے میرے ذہن میں ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا یہ کھانا اوسکا درختوں کو
آثار حرم سوی سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے
حرم کی تعظیم اور رعایت ادب کا حکم فرمایا ہی لیکن قسطلانی کہتے ہیں کہ اوس آگ کی شدت
حرارت سے کسی کو نزدیک جانے کی مجال نہ تھی دو تیر کے فاصلے تک اوسکی حرارت کی
سوزش اور ہیبت کی موجیں پہنچتی تھیں اور یہی وہی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص ثقہ
معتبر سے سنا ہی کہ وادی میں ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا آدھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا
اور آدھا باہر باہر کی النگ کو آگ کھا گئی اور نصف داخل تک جو پہنچی تو بجھ گئی اوس وقت
میں جو حال سطری لائے ہیں اور کلام قسطلانی میں ظاہر اسا فات معلوم ہوتا ہی سید علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول کے لائق ہی اسواسطے کہ وہ اوس زمانے والوں
سے ہیں کہ اوس آگ کے احوال کو اپنے مشاہدے سے معلوم کیا ہی اور ایک کتاب بھی
اونھوں نے اس آگ کے احوال میں کمال التفصیل سے لکھی ہی اور پتھر کا آدھا جلنا اور
آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا تو معجزات سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہ
بعد لنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہی
جبکہ یہ آگ اللہ تعالی کی آیات اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہی تو ہو سکتا ہی
کہ اوقات مختلفہ میں اشخاص متعددہ پر احوال مختلف ظاہر ہوں یعنی بعضوں کو اسقدر
گرم معلوم ہوئی اور بعضوں کو اوتنی سرد یہ بات چنداں غریب نہیں اور اللہ تعالی کی
قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھ عجیب نہیں وَاللّٰہُ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آگ کے نہ تاثیر کرنے میں متعلقات حرم شریف میں دونوں کلام متفق ہیں
لکھا ہی کہ قاضی اور امیر مدینہ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہو کر خدای تعالی کی درگا
میں تضرع اور زاری میں مشغول ہوئے اور رد مظالم اور اقرار حقوق میں کوشش کی اور
بردے آزاد کیے تا کہ دریای مغفرت الہی جوش میں آئے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب
مدینے والے لڑکے بالوں سمیت حرم شریف میں تب ماش ہوئے اور گرد اگرد حجرۂ شریفہ
کے برہنہ سر ہو کر حق تضرع اور عاجزی اور زاری بجا لائے حق سبحانہ و تعالی نے اپنے

حبیب کی برکت سے اوس آگ کا شمال کی طرف مُنہ پھیر دیا اور بہ بس بلدۂ عظیمہ والون کو
اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلین آگ کی جو سارے جنگلون مین پھیلی تھین وہ بھی اوسی
طرف کو پھر گئین اِس آگ کے ٹھہرنے کی مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی
اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوسکی روز جمعہ چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز
یکشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموع اس مدت کا باون روز ہوتے ہین ان دونون حکایتون
مین کبھی مخالفت ہی ولیکن لکھا ہی کہ چند روز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور
کبھی دبی پس ہو سکتا ہی کہ قسطلانی نے شعلے کے دنون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے
بجھانے اور بے نشان ہوجانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دارالابرار
مین ظاہر ہوئی اور حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ
اور کوئی آفت اونکو نہ پہنچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے
اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات
غرق ہوئے اور بڑی بڑی عمارتین گر گئین اور اس آگ نکلنے سے دوسرے سال کے
شروع مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبری قائم ہوئی یعنی لشکر تاتار نے
خروج کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہی کہ ایک
مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین
گھوڑون کے نیچے روندوائین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر
رکھکر گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہوگیا اور آگ
اسطرح کی لگی کہ دارالخلافہ اور اکثر مقامات اور مقبرہ رصافہ مدفن خلفای بغداد اور بڑے بڑے
مکانات برمکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے
خلافت خلفای عباسیہ منقطع ہوگئی وَلِلّٰهِ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ
اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہی کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے
بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تاکہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کنہ
دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہی اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے

مصرع کس را چہ جاے دم زدن در حکم نیست ۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُونَ
اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالم قدرت سے اور پردہ اسباب عادی کے باہر سے
اوس سے مدینہ منورہ کا بچ جانا کمال اوسکے شرف اور امتیاز کو ظاہر کرتا ہی لیکن اسباب
عادی چونکہ موضوع اس واسطے ہیں کہ مسببات اونپر مترتب ہوں تو ظہور اوسکے آثار
کا جہان غریب میں ہی جیسے غیر عادی سے عجیب ہی اور اسی واسطے اگر کوئی آدمی
انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بدن اوسکا اوسی نبی کے
معجزے سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھہ درجہ نبوت اور مرتبہ ولایت
کے ثابت ہونے میں قدح نہ کریگا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے
ناطق ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے کہ یہ پردہ غیب سے ہی اور دائرہ اسباب کے باہر ہی

باب تیسرا اس مضمون میں کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگوں نے رہنا اختیار
کیا تھا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت
وہاں کون لوگ رہتے تھے علماے سیر اور تواریخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو اسّی آدمی تھے
وہ اطراف بابل میں وہیں بارہ فرسخ کے پھیلاؤ میں اوترے بعد توالد او تناسل کے
ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اون سے مل کر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ
کیا پھر جب ان لوگوں میں کفر اور کافری شروع ہوئی سبکے سب متفرق ہوئے
ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانیں ایجاد ہو گئیں پس اوس جماعت نے کہ سام
بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالی کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی اور مدینہ منورہ کی
زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہاں کھیتی اونھیں نے کی اور کھجور
کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق
بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے اور بعد ایک مدت کے اونکی املاک اور اموال
وغیرہ میں بہت ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتیں اونکے ہاتھہ لگیں اور درمیان بحرین
اور عمان اور حجاز کے شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے

اختلاف سے زیادہ تھا میں نے دونوں کا مضمون اکٹھا کیا وہ اسطور پر ہی کہ جب حضرت
موسی علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے ساتھ تھے
پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا تو چونکہ بلدہ نبی آخر الزمان کا ذکر
توریت میں سنا تھا ایک گروہ نے اوسمین سے مشورہ کر کے حضرت موسی علیہ السلام
کی رفاقت چھوڑ کر اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے
کر رہا کرتے تھے اونکے ساتھ موافق ہوئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے
یہودیوں کا رہنا ثابت ہوتا ہی لیکن تاریخ والوں کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہی یعنی یہود
سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند میں عروہ بن الزبیر سے
نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ ان بلاد مین پھیل گئے اور مکہ و مدینہ و حجاز وغیرہا اون کے
تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر سوجھا حضرت موسی علی نبینا والصلوۃ والسلام نے بعد غرق
ہونے فرعون اور فتح بلاد شام اور ہلاک کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو
بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو نہ مارنا باقی کا استیصال تمام کرنا اللہ تعالی کی مدد
جب موسی علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اون لوگون نے بموجب حکم رسالت کے ساری
قوم کو وشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا اون مین ایک جوان تھا اولاد ارقم
سے نہایت حسین و جمیل اوسکی صورت دیکھکر متقضای طبیعت بشری اوسکے قتل مین توقف

کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے ناگاہ ایکے حاضر ہونے سے پہلے
حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی
آمد آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اون سے ملاقی ہوکر کیفیت حال پوچھنے لگے
لشکر والوں نے کہا کہ پیغمبر ان کے کہ اسکا ہمارا حکم جدید تو وہ کہا تھا اور سب عورتوں اور لڑکوں کے
اوس قوم سے ایک شخص بھی ہم نے زندہ نہیں چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سنکر ناراض اور بیزار ہوئے
اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف حکم پیغمبر کیا اور جہان کو حق لادنی قوم میں داخل نہ ہونگے اب تمہاری
جگہ ہمارے ہم میں نہیں ہے لشکریوں نے آپس میں کہا کہ اس تقدیر پر ہم لوگوں کو یہاں سے
اٹھنا نہیں وہاں سے بہتر جگہ اور رہنے کی پس یہ سب کے سب زمین حجاز میں چلے آئے
اور یہیں رہ پڑے یہ جد ہی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز میں یہود کے رہنے کی
ابتدا بھی اس رسالہ کے لکھنے والے کہتے ہیں اصح یہ ہے جو طبری نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل زمین حجاز میں
بخت نصر کے واقعہ میں آئے حضرت نے کہا دستام میں اون سے قتل کیا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب
بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا تو انھوں نے مشورہ کرکے ہوا عرب کی طرف
چلے آنے کے ارادہ کیے چارہ یہ دیکھا علما اور احبار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک
اپنی کتاب میں پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان ایسے صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قریے میں
عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہیں ظہور فرماوینگے جب یہ لوگ شام کے شہروں سے
باہر ہوئے تو عرب کی سرزمین سے جس قریے میں ایک نشانی بھی صفات قریہ محمدیہ سے پاتے تھے
وہاں فروکش ہوتے تھے اسی طرح چلتے چلتے جب یثرب میں پہنچے یثرب کو سارے صفات
مذکورہ کے ساتھ متصف پایا ان میں ایک جماعت تھی اولاد ہارون علیہ السلام سے اوسنے
یثرب میں مقام کیا اور ایک گروہ اور بھی اوسکے گردونواح خیبر وغیرہ میں ٹھہرے
اور جب ان لوگوں میں کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس مضمون کا
لکھکر دے جاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو حضور
اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منہ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر الہی سے چارہ نہیں بعد طلوع

آفتاب عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحی سے انصار نے اوس نعمت کے لینے
مین چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہی سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا
اور نکال اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشای قدرت ہی پہلے یہود انصار سے
نزول کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہونگے ہم
اونکے ساتھ ہوکر تم سے خوب سمجھینگے اللہ تعالی نے قضیہ بالعکس کردیا وہ سعادت
انصار کو ملی جسکے یہود متوقع تھے مصرع ع این کار دولتست کنون تا کرا رسد + بیت
سعادت بہ بخشایش داورست + نہ بر کتف و بازوی زور آورست + ابن شیبہ جابر رضی اللہ
عنہ کی حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام حج
اداکر کے دیار شام کو متوجہ ہوئے اور گذر اونکا مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز
یہود نے یہود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اوٹھا کر جبل اُحد پر
جا ٹھہرے اس اثنا مین مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل
پادشاہ لم یزل کے پاس سے آپہنچا حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر
ایک قبر کھودی اور کہا ای بہائی موت تیری قریب آچکی اب تو اوس عالم کی طرف
متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام اپنی حالت زندگی مین قبر شریف کے
اندر جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام
اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم ف (ا) اکثر قبائل یہود کی سکونت باہر
مدینے کی مسجد قبا کے نواح مین تھی اور نہایت رغد عیش سے گذران کرتے تھے کہ
باقتضای حکمت قادر ذوالجلال اوس اور خزرج نے اون یہودیون پر چھاپا مارا اور انکا کام
تمام کیا فصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہ دیر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر
بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہی کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر
مورخین بیٹا سالح بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین بلدہ طیبہ کر موسوم فرمایا ہی عیش اور خوشی سے گذرانتے
تھے اور مارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہی سب موضع اور قریے

ف (ا) [illegible]

بات دریا سے بستا ہو پہنچے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ پر
اس بات سے جمع کرتے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہ ہوتی اور میوہ جات و
کثرت اس درجے رہتی کہ اوس دیار کے مسافر لوگ اپنے گھروں سے ٹوکریاں اپنے
سروں پر رکھکر پاؤں سے پیادہ چلتے ہوئے درختوں کے نیچے سے گذرتے اور
ٹوکریاں اونکے بغیر ہاتھ لگائے درختوں کے میوہ جات سے بھر جاتیں ایسی زمین اس کثرت سے
جوت سے و ... کی راہ تک طول و عرض میں آباد تھی اور آدمی وہاں کے کلمہ واحد
متفق ہو امان سے رہتے تھے مگر چونکہ کفران نعمتی آدمی کی خمیر طبیعت میں داخل ہے اس نعمت
کی قدر نہ پہچان کر حضرت سے درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہو جائے
تا کہ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر ان منازل کو قطع کیا کریں اور اسباب سفر اور زاد و راہ
اوٹھا کے لیے چلا کریں اس میں لطف زیادہ ہے باری تعالیٰ جل جلالہ نے اونکی دعا کی قبولیت
میں بہت جلدی فرما کر لشکر قہر اونکے بلاد کی طرف بھیجکر اونکے انتظام امور عیش و آرام کو برہم
کر دیا لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ سیل عرم کو کہ اوسکی تفسیر بعضے علما سیل شدید کے
ساتھ کرتے ہیں اور بعضے سیل جس ... کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور
وہ سد جو طول میں فرسخ در فرسخ تھی کہ بعضوں کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبر عادی ہے
جسنے ساری ولایت کی پانی روکنے کو باندھی تھی اور بعضوں کے نزدیک سبا بن
یشجب ہے اوس سیل کے زور سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا کہ جس پتھر کو پچاس آدمی توڑ دار
اولٹ نہ سکتے تھے ایک چوہا اوس سد سے اوکھاڑ دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور
اولاد کہلان بن سبا کا مرور وسائی میں سے تھے اور اونمیں سے عمرو بن عامر بادشاہ
رئیس عظیم تھا اوسکی زوجہ طریفہ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوسنے اپنی کہانت سے بعضے علامات
اور آثار ٹوٹنے کے دریافت کر کر پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی اوس دیار سے
نکل جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلنا معیوب سمجھکر اوسنے
ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانہ جلا وطن کا ہو جائے ایک یتیم کو برسوں اپنے اوسنے پرورش
کیا تھا خلوت میں بلا کر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہوں تو اوس وقت تو مجھ سے

کسی بات پر جھگڑنا اگر مجھسے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت کا نکلجاے تو تو اوس سے زیادہ میرے ساتھہ پیش آنا کہ مجھکو جلاے وطن اختیار کرنے مین عذر صریح ہاتھہ لگ جاے اور بے سبب چلے جانے سے لوگون کو تعجب لاحق نہو بعد اوسکے ایک دن سب روساے قبیلہ کی دعوت کی اور سب کے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے زیادہ سخت کہا بلکہ ایک طپانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھکھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین اس دیار مین ہرگز نہین رہنے کا جب یتیم دست پرورده کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہمکو کیا امید رہے ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے حسد کی جہت سے اوسکے نکل جانے کو غنیمت جانکر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو نے بیچ باچ کر اپنے تیرہ بیٹون کو کہ سب طریقہ حمیریہ کے بطن سے تھے اور ایک گروہ کو اولاد کہلان بن سبا سے ساتھہ لے کر وہان سے باہر نکلا اور عذاب غرق وہلاک سیل عرم سے بچ گیا باقی جتنے وہان رہگئے سب ہلاک ہوئے یقین ہے کہ سبب اوسکی نجات کا یہی ہوا کہ اوس سے انصار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ القصہ عمرو بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح وثنا بیان کی اون مین سے ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر اختیار کیا چنانچہ ہر دو بیٹے نے کہ ثعلبہ بن عمرو جد اعلی اوس وخزرج ہے ملک حجاز اختیار کیا اور اوس مین قیام پذیر ہوا بعد چندے جب اولاد و تابعین اوسکے بکثرت ہوئے تو یثرب مین آکر قوم یہود مین بود وباش اختیار کی اور اونکے ساتھہ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسمین ہوئی کہ ایک دوسرے کی ایذا کا خواہان نہو کا اس طور پر رہنے سہنے لگے اسمین اوس وخزرج کو بھی اللہ تعالی نے ثروت عنایت فرمائی وہ باعث حسد حسد یہود کا ہوا قریظہ ونضیر آخر کو عداوت پر مستعد ہوے اور قسم توڑنے مین کچھہ حیا نہ کی اور بے حد وحساب اونپر ظلم کیے جب اوس وخزرج اونکے ہاتھون تنگ آئے تو ابو جبیلہ کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے ایک لشکر عظیم لاکر اوس وخزرج کا انتقام یہود سے لیا اور سارا مال واسباب یہود کا اونکے حوالے کیا پھر اونے سرے سے

عرم ... ابن ... (margin note, partly illegible)

ابو جبیلہ ... اوس وخزرج ... بادشاہ شام ... (margin note, partly illegible)

اوس تحریک مدینے کے اماکن اور حوالی یعنی طرف شمال اور جنوب میں مستقل ہوکر اور بعد مدت
دراز یہودیوں نے وہاں اقامت کی اور حال تک وہیں اوس اور خزرج دو قبیلے اس مقام میں تھے جن میں باہم ایک مدت تک
اتفاق اور میل جول ستے گذرانتے رہے آخر کو اوس اور خزرج میں کچھ آپس میں نزاع
واقع ہوئی اور موافقت مبدل بمحال ہوگئی اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک نہ بجھی اور
کوئی صورت موافقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے سلطان انس و جان سید
کون و مکان شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے درمیان اپنے فضل و کرم سے
بھیجا وہ سب مسلمان ہوکر حضور کی برکت صحبت سے آپس میں ایسے موافق ہوئے کہ
ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اسی کو اوسکا قائل چنانچہ آیۂ کریمہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ
بَيْنَ قُلُوبِكُمْ الآية اونکی محبت سے خبر دیتی ہی اور یہ بدل جانا عداوت کا محبت خالصہ
سے ایک خاصہ ہی خواص زبان انجاز نشان سید زمین و زمان صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
کیفیت ہی انصار کے رہنے کی اس دار الاسرار میں جیسا کہ معروف اور مشہور ہی اور اخبار
سیر سے یہ ہی کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہی کہ جب تبع ملاد مشرق لینے کو نکلا
اور راہ اوسکا گذر مدینہ منورہ کی طرف سے ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے میں اپنی جگہ چھوڑ
آپ شام اور عراق کی طرف متوجہ ہوا یہاں کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو
بدعہدی کرکے مار ڈالا تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ و غضب میں آکر اپنے بیٹے کے
انتقام لینے کو پھر مدینے پر آیا اور جہاں تک اوس سے ہوسکا قتل عام کیا اتفاق سے
اوسکا گھوڑا لڑائی میں مارا گیا تو اوسنے قسم کھائی کہ جبتک اس شہر کو خراب نکرلے
قدم آگے نہ بڑھاوے بعضے علمای یہود نے اوسکے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کی حفظ
اور حمایت میں ہی اسکو کوئی خراب نہیں کرسکتا ہمنے اپنی کتابوں میں اسکی تعریف
پڑھی ہی اور نام اسکا طیبہ ہی اور یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہی
تم اسکے خراب کرنے کا خیال اپنے دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ
تبع یہ سنکر اوس خیال محال سے درگذرا اور ایک جماعت احبار کے ساتھ مدینے کے طرف

متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سن سن کر اپنے دل میں آپ کی طرف سے
اُنس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک
گھر بنوایا اور چار سو علماء توراۃ کہ اوسکے ساتھ تھے اور اوسکی رفاقت چھوڑ کر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت مین مدینے کا رہنا اختیار کیا تبع نے ہر ایک کے واسطے
ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت بہت سا مال دیا اور ایک خط لکھکر
اونکے حوالے کیا اوس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی اوس مین یہ دو بیتین بھی تھین
ابیات شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ رَسُولٌ مِنَ اللهِ بَارِئِ النَّسَمِ + فَلَوْ مُدَّ عُمْرِي
إِلَى عُمْرِهِ لَكُنْتُ وَزِيرًا لَهُ وَابْنَ عَمٍّ + خط پر مہر لگا کر اوس جماعت مین جو سب سے
بڑا تھا اوسکو سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی
مین پہنچاوے اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جسوقت آپ یہان تشریف لاوین اوس
گھر مین اوترین اور ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اوس
گھر کا متولی کیا اور مدینے مین جن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور
نصرت کی وہ سب اونھین علما کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تشریف لیجانے کے وقت تک ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے حضور مین
پہنچایا واللہ اعلم باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین و الآخرین علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمات مین حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نے جب شدت
عداوت قریش ملاحظہ فرمائی اور یہ بات حضرت نبوی کو معلوم ہوئی کہ جبتک اللہ تعالی
کسی دوسری قوم کو ہماری مدد کے واسطے برانگیختہ نکرے گا یہ لوگ احکام الٰہی کو قبول
نہ کرین گے تو آپ کارسازی الٰہی کے اس باب مین خواہان و جویان ہوئے اور اسی
جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف
لیجاکر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الٰہی فرماتے کہ شاید اونمین سے کسیکو سعادت ملے
اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس نعمت کے حاصل کرنے مین توقف

کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال جو ساتھ تھی رہی اور سب سے
زیادہ قریب ہیں جب اسکی اطاعت نہیں کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہی کہ اس آمائیں
قبیلہ بنی عبد الاشہل قریش کے ساتھ عہد باندھنے کو مدینہ سے مکے کو آئے حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے انکو بھی اسلام کیطرف بلایا ایک جوان
اون میں سے کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ ای قوم اس مرد کے ہاتھ پر
بیعت کرلو قسم خدا کی یہ بہت بہتر ہی اوس عہد سے جو قریش کے ساتھ باندھا جاتا
ہو اور یہ کام اہم ہی اوس کام سے جسکے لئے تم آئے ہو دوسرے شخص نے کہ اوس
قوم کا رئیس تھا درمیان میں کہا چپ رہ دیگر لوگوں کو قبول کرنے دعوت پیغمبر سے منع
کیا سب لوگ اسکے ڈر سے چپ ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن معاہدہ قریش کے
ساتھ بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس بن معاذ نے اس جہان فانی سے
رحلت کی بعضے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے
سواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس کی کارسازی فرمائی کہ جماعت اوس و خزرج
و ہم حج میں کہ معظمہ کو آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعوں پر
اپنی نبوت ظاہر فرماتے تھے اس جماعت کی طرف سے گذر ہوا انکو دیکھکر فرمایا کہ تم آخر
تم لوگ موالی یہود مدینہ سے ہو کہا ان لوگوں نے ہاں کیوں نہیں فرمایا بیٹھ جاؤ
ہمکو تم سے کچھ کہنا ہی وہ بیٹھ گئے فرمایا پروردگار تعالی نے مجھکو خلق کیطرف رسول کرکے
بھیجا ہی اور مجھپر ایک کتاب نازل کی ہی اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہونچانے سے
مانع ہی اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہونچو انھوں نے
یہ کلام سعادت انجام سنا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان
ہی کہ یہود ہمکو اوسکے ساتھ ڈرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آج کل میں آنا رسالت
پناہ کا چاہتا ہی اور ہم اوسکے سایہ حمایت میں آکر تمکو ایسا ماریں گے جیسا عاد و ارم کو
مارا تھا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہو پس اوس و خزرج نے بیعت اسلام
کی اور مددگاری سید انام کا عہد کرکے اپنے بلاد کو پھر گئے اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہیں

کیونکہ یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہی واقع ہوئی اب اوس جگہ ایک مسجد
بنی ہی کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور ایمان تازہ
مشتاقین کے دلون مین پیدا کرتا ہی اور قول صحیح پر یہ ہی کہ اصحاب عقبۂ اولی چھہ آدمی
ہین اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اونھین مین سے ہین اور
بعد اسکے کہ یہ جماعت مدینۂ منورہ مین پہنچی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا
ذکر مدینۂ منورہ مین گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر اور کوئی مجلس انصار کی ایسی نہ رہی کہ
اس ذکر سے منور و معطر نہو گئی ہو دوسرے موسم مین اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت
اور عویم بن ساعدہ اونھین سے ہین اونھین چھہ مذکورون کے ساتھہ نزدیک اوسی عقبہ
کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اوس
زمانے تک اسلام کے فرضون مین سے سوای توحید و نماز کے کوئی چیز واجب
نہوئی تھی اور بموجب اونکی التماس کے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن
و فقہ دین کی تعلیم اور جماعت قائم کرنے کو اونکے ہمراہ کر دیا حضرت مصعب نے
مدینے مین پہونچکر اون بارہ آدمی کے ساتھہ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھہ
اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اول جمعہ تھا جو مدینۂ منورہ مین
قائم ہوا بعد اسکے دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے مین مشغول ہوئے یہانتک
کہ ایکدن ایک باغ مین بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قرآن سناتے
اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد بن معاذ کو پہنچی وہ نیزہ
ہاتھہ مین لیکر باغ کے دروازے پر آکھڑے ہوئے اور وعدا و وعید جو رئیسون کا
رسم ہی ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ بےوقوفون کو ہمراہ کرتا ہی ہمارے دروازے
کیون آوے اور وہ باتین جو کسی نے کبھی نہین سنین کیون کہے اگر بعد اسکے یہان آویگا
تو اپنی سزا پاوےگا اس کہنے کے ساتھی وہ جماعت منتظمہ برہم ہوگئی دوسرے دن
پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت سعد بن زرارہ کے ساتھہ اوس جگہ کے قریب دعوت
اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پہنچی سعد بن معاذ آج بھی

اگرچہ پھر آئے لیکن اوسی گرمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ نے دیکھا اور کہا [illegible] پاس آکر کہنے لگے کہ
ای میری خالہ کے بیٹے پہلے تو سن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر کوئی بری بات کہتا ہے اور لوگوں کو
گمراہ کرتا ہے تو تجھ اوس سے بہتر ملا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہے تو لو
اوسکو برا نہ کہو اور اوسکے یہاں ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہے حضرت مصعب
نے سورہ پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰم والکتاب المبین انا جعلناہ
قرآنا عربیا لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم افنضرب عنکم
الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین وما یاتیہم
من نبی الا کانوا بہ یستہزءون فاہلکنا اشد منہم بطشا ومضی مثل
الاولین سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بے تاب ہوگئے اگرچہ فی الحال
شہادت ظاہرہ کی لیکن دل نور ایمان سے منور ہوگیا وہاں سے اپنی قوم کیطرف آئے اور
بنی عبد الاشہل کو بلاکر اسلام ظاہر کیا اور ان سب کو دین اسلام کیطرف دعوت
کرکے کہا کہ جس کسی کو تم میں سے اس بات میں شک ہو بسم اللہ کوئی چیز اس سے بہتر لا دے
ہم وہی کیا لاتا ہے واللہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جان میں اوسپر فدا ہوں اور سر اوسکی راہ میں
جائیں اور کہا ای اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم میں کیا سمجھتے ہو اور کس سمجھ کا عاقل
سب نے کہا انت سیدنا وافضلنا اونھوں نے کہا تو مجھپر تمہاری قوم کے مرد
وعورت سے بات کرنا حرام ہے جبتک تم لوگ خدا و رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اسکے ہر ایک
سے اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ نور اسلام سے مشرف ہوا ہو
اشراف سب ایمان لائے اور بتوں کو توڑ ڈالا اور اسلام کو دنیا میں قائم کیا والحمد للہ علی
ذلک فصل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شریعہ تعلیم و پاکر موسم حج میں ایک
بڑی جماعت انصار کے ساتھ کہ حضرت کی زیارت اور شرف خدمت حاصل کرنے کے
سے حجاج مشرکین کے قافلے میں مکہ معظمہ میں پہنچے اور جناب سید کائنات علیہ
افضل الصلوٰۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے ساتھ اکٹھا ہونے کا
ایام تشریق کی راتوں سے بیچ کی رات میں مع سعد و یا حسب وعدہ کی رات آئی تو

لذت سے دو تہائی رات سے تہتر آدمی شہروں کے نزدیک سے چھپ چھپ نکل کر عقبہ کے پاس
واسطے پانے کی گھاٹی میں سب کے سب جمع ہو کر طلوع آفتاب عالمتاب کا انتظار
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے میں جناب سید الاولین والآخرین حبیب رب العالمین
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیکر تشریف لائے
عباس کہ اوس وقت تک شرف اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ اے قوم
جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان میں کتنی عزت اور شرف رکھتے ہیں ہر چند ہم نے
انکو منع کیا مگر ہماری بات نہیں سنتا اور تم لوگوں کے جمع کرنے سے باز نہیں آتے
اب اگر تم کہ عہد کو وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہے تو فبہا ورنہ نہیں تو ابھی کہدو کہ پیچھے پشیمان
نہو جاؤ اور ہمارا اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ وہ بولے کہ ہمنے سنا اور
جانا اے عباس جو کچھ تم کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا فرماتے ہیں جو عہد کہ اپنے
باب میں اور اپنے پروردگار کے باب میں ہم سے آپکو لینا منظور ہو کیجئے بسم اللہ
حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات نے چند آیتیں قرآن مجید کی پڑھیں اور دین
اسلام کیطرف رغبت دلائی اور فرمایا کہ خدا کا عہد یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے کہ خدا کے احکام پہنچانے میں میری حمایت
و اعانت و نصرت کرو اور جو شخص اس کام سے مانع آوے اوسپر جہاد کرنے سے باز
نہ رہو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ باپ دادے کے وقت سے
ہمارا کام لڑائی اور قتال ہے لیکن ہمارے اور یہود کے درمیان میں آشتی اور وعدہ ہے
اب ہم اوس عہد کو قطع کرتے ہیں ایسا نہو کہ آپ پھر اپنی قوم کیطرف رجوع کریں اور
ہمکو اکیلا چھوڑ دیں سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرما کر فرمایا کہ ایسا نہو گا میرا
تم سے اور تم مجھ سے ایسے ہو گئے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن ساتھ بدن کے
زندگی میری تمہارے ساتھ ہو گی اور موت بھی میری تمہارے ساتھ انھوں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپکی محبت میں مارے جائیں اور جان اور مال اپنا
سب آپ پر فدا کریں تو اوسکی جزا کیا ہے فرمایا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ

انہوں نے کہا شرح الذی کنتم اللہ یا رسول اللہ ابسط یدک فقد بایعناک
اس بیعت کو بیعت کبریٰ کہتے ہیں اور مصنف ارباب سیر اسکا نام عقبہ ثانیہ رکھتے ہیں
مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمہ کا جیسا مذکور ہو چکا ہے مقتضی اسبات کا ہے کہ اس عقبہ کا نام
عقبہ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار عالی مقدار یہ بیعت کر چکے تو آیہ کریمہ
إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ نازل ہوئی
بعد اسکے آپ نے اون بہتر آدمیوں سے بارہ نقیب کیے اور ہر نقیب کا ایک کا
محافظ اور نقیب ٹھہرایا کہ اوسکے احوال کی محافظت کرتا رہے تو اوسکے امور دینی
اور دنیوی سب درست ہو جائیں اور یہ بارہ نقیب نو سات انصار ہیں اوسکے صفات
اور احوال کتب اسماء الرجال میں مذکور ہیں پاس و بیان ہیں ایک انصاری نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرمائیے تو ہم سب مشرکوں کو کہ آج منا میں جمع ہیں مار ڈالیں اور
کوئی اون میں سے باقی نہ رہے فرمایا لَمْ أُؤْمَرْ بِذَٰلِكَ بعد اسکے وہ سب اپنے اپنے
خیمہ گاہ میں جاکر ٹھہرے پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے
حضور میں عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لیچلیں اور
ہمارے ملک کو سرفراز فرمائیں تو بڑی قسمت ہماری ہم سب طرح تابعداری کریں گے
جو آپ کا حکم ہوگا اوسکے بجالانے میں کسی طرح کا عذر نہ کریں گے فرمایا مجھکو
اب تک خدا کا حکم مکے سے نکلنے کا نہیں ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے تعین
نہیں ہوئی جس وقت اللہ تعالیٰ جہاں جانے کو حکم فرمائے گا وہاں جاؤں گا یہ فرمایا
اور انصار کو وداع کیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الصابرہ واتباعہ اتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

باب پانچواں بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں
کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار
قول و قرار کرکے اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
باختیار ہجرت و تعیین مقام میں جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو
پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے صفات و تین شہروں پر منطبق ہوتے تھے

ایک ہجر بلاد بحرین سے دوسرا قنسرون زمین شام سے تیسرا یثرب زمین حجاز سے بعد
اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد ہونے کی تعیین مین ابتک توقف تھا
کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعض اصحاب کو مدینے کی طرف رخصت فرمایا بعد چند روز
کے اکثر صحابہ کرام مدینہ کیطرف راہی ہوئے مثل عمر بن خطاب زید بن خطاب حمزہ بن
بن عبد المطلب عبد الرحمن بن عوف و طلحہ بن عبید اللہ و عثمان بن عفان و زید بن حارثہ
و صہیب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ
معظمہ مین صحابہ سے سوای حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نرہا یعنی صحابہ کرام مین سے ورنہ روایات سے ثابت ہی کہ بعد برآمد ہونے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے مشرکین مکہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نہ بسبب مقدوری کے سبب مکے سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات
مین گرفتار کرتے تھے القصہ مشرکین مکہ دن بدن عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دیکھ دیکھکر حسد و عداوت بڑھاتے جاتے تھے جب صحابہ کرام کی رحلت سے مدینہ
کی جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کا بھی اونکو یقین ہوا اور سمجھے
کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے ہین تو آپ کے باب مین سبکے سب
مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوئے اون سبکا سرگروہ ابو جہل ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی
آکر انکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج مین دیکھی اور بعضون نے قید کرنے کا
مشورہ دیا ابو جہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے چھانٹ کر تلوارین انکے
ہاتھون مین دے کر ایکبارگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جا گرا چاہیے کہ بنی ہاشم
کو قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل ہو جائے یہ اسی
حال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پہنچا کر اون
اشقیا کی خیانت پر مطلع کیا قولہ تعالی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ
اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اس حال پر مطلع ہو کر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد ہجرت کیا عبد اللہ

اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجھ کو بٹھا دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت میں اس آیت سے
تھا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات کو
ہماری خوابگاہ میں لیٹیں تاکہ مشرکین دھوکا کھا کر حقیقت حال پر جلدی مطلع ہوں
اور اصل باعث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش کے
امانات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتماد دیانت وامانت سے سونپا کرتے تھے پھیر
دیں بعد اسکے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے پاس آکر قصد ہجرت سے آگو خبردار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول
اللہ ابوبکر بھی غلامی کرتا چلے فرمایا ہاں ایک صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ
تھے کہ چار مہینے سے اکو خوب دانہ گھاس دیکر طیار کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس لائے کہ حضرت ایک کو ان میں سے قبول فرمائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قبول فرمایا مگر بشرط بیع بیس آٹھ سو درہم کو ان سے ایک ناقہ خریدا اور شاید
حکمت ناقہ کے خرید کرنے میں باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ میں نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے اعانت
کریں چنانچہ خلاصہ آیہ وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا اس طرف ناظر ہے اور نام
اس ناقے کا بقول صحیح قصویٰ تھا اور ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو بنی دیل
سے کہ اسکا نام عبداللہ بن اریقط تھا اور سب لوگوں میں واقفیت راہ اور حفظ اسرار
میں مشہور تھا اجرت ٹھہرا کر راستا فرمایا کہ تین دن کے بعد دونوں اونٹوں کو جبل ثور
پر حاضر کرے اور یہ ابن اریقط بھی دین کفار میں تھا امام نووی کہتے ہیں کہ اسلام اسکا
معلوم نہیں ہوا واللہ اعلم پھر حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ دولتخانہ میں تشریف لائے ہنوز مرآمد ہوئے تھے کہ سارے قریش
ہجوم کر کے دروازہ دولتسرا پر آکر کھڑے ہو گئے اور راہ دیکھنے لگے تاکہ اوسی وقت
دو صف کے سب شقاوت ابدی میں گرفتار ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیاد مبارک

سر مبارک پر ڈال کر برامد ہوئے ابوجہل لعین نے ہنسکر کہا کہ یہ محمد ہین جو کہتے تھے کہ اگر
تم لوگ ہمارے دین کے تابع ہو تو ملک عرب وعجم تمکو مل جاے اور بعد موت کے
بہشت برین تمہاری جگہہ ہو اور اگر میرے تابع نہو گے تو دنیا مین میرے ہاتھہ سے
مارے جاؤگے اور آخرت مین دوزخ تمہارا گھر ہوگا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہان کہتا ہون اور یہی ہوگا اور تو بھی ایک اونمین دوزخیون سے ہوگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی
خاک اونپر پھینکی اور اول سورہ یٰسین سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک اور آیہ کریمہ
وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا
پڑھکر اونکے سامنے سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر
کھڑکی کیطرف سے برآمد ہوکر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اسی درمیان مین ایک
شخص نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار کرتے ہو
وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمد کو شہید کرین اوسنے کہا وائے تمپر یہ محمد نہ تھا
جو تمہارے آگے سے نکل گیا یہ سنکر ابوجہل ملعون اور سارے اوسکے ہمراہی خاک راست
اپنے سرون پر ڈال کر چلے گیے صبحکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا
صاحب کہان گیا اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ اور برآمد ہونا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بعد بیعت عقبہ ثانیہ اڑھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول
کو پنجشنبہ کے روز وقوع ہوا اور صحیح روایت یہ ہی کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا ان دونون
روایتون مین اس طرح پر توفیق دے سکتے ہین کہ مکہ سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور
غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو
سوا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے
کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہی کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہر روز حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی خبرین
پہنچاتے بہت مشہور روایت یہ ہی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور

تفصیل ان معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہنچنے تک
ظہور میں آئے منجملہ اس بات کے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے تانا تنا اور کبوتر وہاں بیٹھے
اور انڈے دیے اور کفار نے اوسی غار میں حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے
گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا اور ام معبد کے یہاں آپنے تشریف لا کر دبلی
بکری کا جسکا دودھ خشک ہو گیا تھا دودھ دوہا اور کفار قریش نے جبل ابو قبیس
کیطرف سے غیب کی آوازیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وسلامت و جمعیت
کمال پر دلالت کرتی تھیں سنیں کتب احادیث اور سیر سے معلوم کر لیا چاہیے چونکہ
یہاں مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہی اسواسطے بعضے حکایات پر اکتفا کر دیا
جو سفر ہجرت میں منقول ہیں ساقط کرنے کا اتفاق ہوا ابو سلیمان خطابی نقل کرتے ہیں
کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے بریدہ اسلمی ستر
آدمیوں کے ساتھ باشارہ کفار قریش معاذ اللہ حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اونکے
عوض میں سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہی
اور تیرا کیا نام ہی وہ بولے میرا نام بریدہ ہی آپ نے بطریق تفاؤل اس نام کے ابرد
سے کہ سرد ہوتا ہی اور خبر دیتا ہی سلامت و جمعیت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
سے فرمایا بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلُحَ پھر فرمایا تو کس قبیلے سے ہی وہ بولے اولاد اسلم سے
فرمایا خیر و سلامت ہی پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے کہا اولاد سہم سے فرمایا پایا
تو نے اپنا سہم یعنی اپنا حصہ اسلام سے بعد اونکے بریدہ نے آپ سے پوچھا کہ تم
کون ہو فرمایا کہ میں ہوں محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان
لائے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اور وہ ستر آدمی بھی جو اونکے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدینے میں داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا
چاہیے ہو اور اپنا عمامہ سر سے اوتار کر برچھے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے
اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کس سعادت مند کے گھر کو مشرف فرماینگے فرمایا کہ یہ اونٹنی

میری اونٹنی مامور ہی جہان بیٹھ جاے گی وہین اوترون گا بیت رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو
گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل مین حضرت کے ساتھی فروکش ہوے اور دو جوڑے سپید
ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا حضرت ابوبکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر کئے اور
اوس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبحکو
مدینے کی بلندیون پر کھڑے ہوکر طلوع افتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب
گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھرون کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھرون کو پھر آئے تھے
کہ یکایک ایک یہودی اوسی مقام معہود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان کر
گروہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ تمھارا مقصود اور مقصد آگیا **غزل**

اینک آن سرو خرامان میرسد
کز پی درد تو درمان میرسد
در دل افسردہ روحی می دمد
کز مبرایست آب حیوان میرسد

اینک آن گلبرگ خندان میرسد
شوق کن ای بلبل گلزار عشق
مردہ تن افسردہ جان میرسد
دور شو ای ظلمت شام فراق

شاد باش ای خستہ ہجران بلا
کان گل نواز گلستان میرسد
تازہ باش ای تشنہ وادی غم
کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال و تعظیم کو
باہر نکلے پہلے آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن عوف
مین دوشنبہ کے روز بارھوین تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ مین نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ
دوشنبہ بہت برکت کا دن ہی کہ ولادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت
و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے مین اور قبض روح مبارک اسی دن مین واقع ہوا جیسا
ابن جوزی شرف المصطفی مین لکھتے ہین اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا
بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہی کہ تاریخ کا لکھنا زمانہ
عدالت شان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محرم کے مہینے سے باتفاق رای جناب ولایت مآب
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت پر چار روز
اور ایک روایت پر زیادہ اس سے حضرت نے اسی مقام مین تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا ڈالی

اور مدت اقامت میں اسی جگہ نماز پڑھا کئے اور وہاں پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے بعد آئے
سے کہ مکہ معظمہ میں امانات پہنچانے کو رہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے اور صحیح
میں آیا ہے کہ یہاں تشریف لانے کے دن حضرت ابوبکر صدیق لوگوں کی ملاقات میں مشغول
تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور خاموش تھے جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے چہرۂ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک لے کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اوس دن
بعضے آدمیوں کو سبب اژدحام خلائق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابوبکر صدیق
ہیں اور قرینہ اوس پر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ لوگوں سے بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ بوڑھاپا حضرت کی ریش
اور بال سپید بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کرکے رفع اشتباہ
کے واسطے چادر مبارک اپنی اوٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے

فصل بعد اوس مدت کے جو معلوم ہو چکی یعنی تین یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی اختلاف
الروایات جمعہ کے دن بعد طلوع آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
داخل مدینہ میں تشریف لیجانے کی تیاری کی اور سب بنو النجار پیادہ و سوار جمع ہو کر ہمراہ
ناقہ آپ کی رکاب میں چلے اولاد عمرو بن عوف کہ جہاں رہتے تھے گھبرا کر حضور میں حاضر
ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم لوگوں سے شاید کچھ خدمت شریف میں تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری
جگہ تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا کہ مجھکو قریہ اکالۃ القریٰ یعنی مدینہ منورہ میں جانے اور
رہنے کا حکم ہے پھر جب آفتاب رسالت نے مشرق قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے
اس بات پر امید باندھی کہ سلطان کون و مکان میرے گھر کو مشرف کرے اور ہر شخص اپنے
دروازے پر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائیں تو ہم آپ کی بڑی
خدمت کریں گے آپ انکے جواب میں فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہاں بیٹھ جائے
وہی منزل قرارگاہ ہے اسی طرح قطع وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہے جہاں قبیلہ بنی سالم کا تھا
پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے وہاں نماز جمعہ قائم کی اور خطبہ بلیغہ مشتمل ترغیب و ترہیب

اور از بار گراسنی اونکے دلوں کو نور سے معمور کیا اب بہی جگہہ مسجد جمعہ کرمشہور ہی بعد اسکے
آپ سوار ہو کر متوجہ طیبہ طیبہ ہوئے پھر اوسی طرح ہر گروہ انصار ناقہ شریف کی مہار تھام تھام کر
اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک حق مین دعائے خیر
فرماتے ہوئے تشریف لیجاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہہ جہان منبر
شریف نبوی ہی ناقہ نے اختیار بیٹھ گئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی
کے وقت جو حالت پیدا ہوا کرتی تھی اوسکے بیٹھنے پر لاحق ہوئی ناقہ شریف نے اختیار
وہان سے اوٹھکھڑی ہوئی اور چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہی
کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ
شریف سے اوتار کر آپ کی نظر شریف سے گذران کر اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِهٖ یعنی آدمی کی جگہہ وہین ہوتی ہی جہان اوسکا اسباب
رہتا پھر آپ نے اونھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
بیت مبارک منزلی کان خانہ را ماہی چنین باشد + ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد
پہلے ہم جہان ذکر نسب انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا وہی ہی
جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ مین احبار یہود سے
ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفے مین نقل کرتے ہین کہ جب ناقہ مبارک
حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھہ لڑکیان بنی نجار کی دف بجاتی اور
گاتی نکلین کہ شعر نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ + يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اَی قبائل انصار آیا تم ہمکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ
فرمایا واللہ مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ
اوسوقت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردے والیان
انصار کی کوچہ و بازار مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ +
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ + اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور عورت
اور مرد آپ کے تشریف لانے کی خوشی سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ

کہ مُنُوۡا لِلّٰہِ اور جتنی لوگ موافق اسی عادت کے خوشی میں آکر بیرہ باری کرتے تھے حضرت انس
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجکو یاد ہی کہ جس دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف
لائے آپکے نور عالم آراستے در و دیوار مدینہ کا روشن ہوگیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت
ہوتا ہی اور جس دن اس جہان فانی سے آپ چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا جیسا بعینہ
آفتاب غروب ہونے کے وقت ہوتا ہی محمد بن آحق حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپنے
اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا اور میں اور میری والدہ اور میری
اولاد سب بالاخانے پر رہتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ تمپر قربان ہوں
مجکو بالاخانے پر رہنے میں بہت تکلف اس بات کی ہو کہ سرور انبیا نیچے کے مکان میں ہوں اور
ہم لوگ اوپر چڑھکر بیٹھیں یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہو یا رسول اللہ آپ بالاخانہ اختیار فرمائیں
اور ہم لوگ نیچے کے مکان میں رہیں فرمایا نیچے کے مکان میں ہمکو رہنا بہت مناسب ہو کہ لوگ
ہمارے ساتھ ہیں اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہیں تم اور تمہاری
اہل کا اوپر ہی رہنا مناسب ہی ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارے رہنے
کی جگہ پر ایک کوزہ پانی کا ٹوٹ گیا ہم لوگوں نے نہایت گھبرا کر اوس پانی کے جذب
کرنے کو ایک لحاف ڈالدیا اور سارا پانی اوٹھا لیا اور نیچے گرنے نہ دیا کہ مبادا پانی نیچے
گرے اور آپ کے غلاموں کو کچھ تکلیف پہونچے اور سوا اوسکے ہمارے پاس اور شئے کوئی اوڑ
نہ تھا دوسری روایت میں آیا ہی کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور
التماس کیا کرتے تھے کہ بعد چندے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونکی عرض کو قبول
فرما کر بالاخانے پر تشریف لے گئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور اوسکے اہل و عیال نیچے کے
مکان میں اوتر آئے اور بھی اونہیں سے روایت ہی کہ جس زمانے میں حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ
آپ کے واسطے کھانا تیار کرکے بھیجا کرتے تھے ایک دن کسی نے ایک دیگ میں کھانا ایک دن
میں بہت تکلف کیا تیار اور اوس میں بھی اوس میں ڈالا اور حضور میں بھیجا آنحضرت صلوات اللہ علیہ

[illegible]

اوسکو نوش نہ فرمایا اور مکروہ رکھا لیکن اصحاب کرام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل
تمھارے نہین ہون میرا ایک مصاحب ہی کہ اوسکو اسکی بو سے تکلیف ہوتی ہی مین نہین چاہتا
کہ اپنے صاحب کو تکلیف دون اور بھی اون سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک روز حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اوس مین لہسن پڑا تھا آپ نے اوس کھانے کو
نوش نفرمایا مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یا لہسن حرام ہی فرمایا نہین مگر مین ایک شخص سے
سرگوشی رکھتا ہون اس جہت سے اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ
نہین ہی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پھر مین نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ
جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھین ہم کیونکر کھائین اور صحیح ترین روایت سے
ثابت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات
مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین زیادہ اور کم بھی آیا ہی الحاصل جب حضرت
سلطان ہر دو زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہو گئی
تو ابورافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہما اور حضرت
ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہما اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آوین اور ہمراہ اونکے
عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اونکی
والدہ ماجدہ ام رومان اور اسما بنت ابوبکر صدیق اور عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم
عیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے آوین یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم حسب الحکم
عالی اون حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے تو حضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان
شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت
رب العالمین مین مشغول ہوئے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مصرع ع نگجا حاسد
حسنت سا ہنوز آغاز می بینم * جب یہ نعمت انصار با وقار کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اونکی
ہدایت اور رشد سے مبدل ہوئی تو یہود نامسعود نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت سرعالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح کی خباثتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے

اون میں سے قتل کر دشمنی کی اور جہاں تک اون سے ہو سکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے پر
قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی یاسر بن اخطب کہ سب یہودیوں سے عداوت
میں بڑھ گئی اور بکمال حسد میں گرفتار ہوئے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو قسمت جسم
میں یہودیوں سے مفارقت کر کے اسلام لائیں تھیں روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے باپ اور چچا کے
نزدیک محبوب تر تھی اولاد میں جس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو وہ
دونوں آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی سرکار
میں حاضر رہے جدا ہوکے جب شام کو پھر کر آئے تو ایسے تھک گئے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہو کر گرے
میں اپنی عادت کے موافق اونکے پاس گئی مگر وہ تھکاوٹ کے سبب سے میری طرف کچھ متوجہ
ہوئے اس درمیان میں میرے چچا نے میرے باپ سے کہا اَھُوَ ھُوَ یعنی آیا یہ وہی
پیغمبر آخر الزمان ہے کہ جسکی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی تھی میرے باپ نے کہا نَعَم وَاللّٰہِ
پھر چچا نے کہا کہ جو نشانیں ہیں اسمیں ثابت ہیں کہ یہی ہے کہا نَعَم تَعرِفُہٗ اَنَّہٗ ھُوَ یعنی ہاں قسم
خدا کی یہ وہی ہے چچا نے کہا کہ تو اپنے دل میں اسکی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت
اوس نے کہا اَلعَدَاوَۃُ وَاللّٰہِ جب تک میں زندہ رہوں گا اونکی عداوت میں کوشش کرونگا
پھر دونوں شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں گرفتار رہے یہاں تک
کہ آخر کو دونوں بحال بدی میں گرفتار ہوئے حتی کہ عِیَاذًا بِاللّٰہِ مِنْہُمَا اور بعضے یہودیوں
نے حیلہ و نفاق کو اپنی زندگانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھہرایا اسکے ساتھ ایک جماعت
ایسی خراب بختی کی ہوکر درکات جہنم میں پہنچے اور بعضے احبار اور علمائے یہود کہ حق تعالی نے
ازل سے سعادت اونکے نام میں لکھی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور
یقین کیا کہ جسکی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلام اوسی دن
کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر میں تشریف لائے ملازمت میں
حاضر ہوئے اور اسلام لائے [illegible] الاحزم [illegible]
[illegible] لیکن حضرت عبد اللہ علیہ نے اونکو بے عرض کیا کہ یہودیوں کو میرے اسلام
کی خبر ہونے سے پہلے بلا کر میرا حال پوچھئے اور انکی حماقت و کذب کا امتحان کیجئے

تھے وہ میرے حق میں کیا کہتے ہیں اور کیا اعتقاد رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہودیوں کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود وای تم پر کہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے باوجود یکہ
کہ تم مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقینا جانتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں انہوں نے کہا
ہم نہیں پہچانتے اور تمہارا ذکر اپنی کتاب میں ہرگز نہیں پاتے فرمایا عبداللہ بن سلام کے
باب میں کیا کہتے ہو وہ تمہاری قوم میں کس مرتبہ پر ہے کہا هُوَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا
وَابْنُ اَعْلَمِنَا یعنی وہ ہمارا سردار و سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے
فرمایا کہ وہ مجھ پر ایمان لاوے اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول کرو گے
یا نہیں انہوں نے کہا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ ایمان لاوے اور تمہاری سچائی پر گواہی دے
حضرت سلطان زمن نے تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینوں مرتبہ
اسی طرح جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر
نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم تم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت
میں خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیوں منکر ہو کر اپنے تئیں شقاوت میں ڈالتے ہو یہودیوں نے
کہا تو جھوٹا ہے ہم کہاں جانتے ہیں کہ یہ خدا کا رسول ہے بعد اسکے عبداللہ بن سلام سے
کہا ہمیں کہتے تھے هُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل مکر و خباثت
یہود کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کر لینا چاہیے فَوَاللّٰهِ مَا اَضَلَّهُمْ وَمَا اَشْقَاهُمْ اور
حقیقت میں یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے والا
کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابوں میں آپ کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپ
کے نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا تھا
اور آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ
تعالے ارشاد فرماتا ہے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنی اس نبی کو
ایسا پہچانتے ہیں جیسا پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو یعنی علم الیقین کہ باوجود
اپنے علم یقین کے شقاوت اور وبال ابدی میں گرفتار رہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ مصرع علیکم بحو انمایحما الست

سیر اور تواریخ اسلامیات میں لکھا ہے کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں دس برس تھے اس مدت میں جتنے سوانح اور وقائع از قسم غزوات اور سرایات اور وفود اور بعوثات اور شرائع احکام کہ عالم کو انوار ہدایات اور اسرار حکمت سے منور فرمایا واقع ہوئے سیر کی کتابوں میں موجود ہیں چونکہ ہمکو مقصود ذکر احوال کلیۂ طیبہ ہے اسواسطے اون وقائع کو شرح وبسط اس کتاب میں ذکر نہیں کرتے انشاء اللہ تعالی ایک کتاب علیحدہ اس مضمون میں لکھیں گے واللہ الموفق لیکن بوجوہ اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجری میں ہوئے مناسب ہے اسواسطے کہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہے اسواسطے بیان روایات اور اختلافات کو جو تعیین تاریخ وغیرہ میں واقع ہوئے ہیں ترک کرنا مناسب معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن میں بعد بنا مسجد قبا اور عمارت مسجد شریف مدینہ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار کے بحکم پروردگار تعالی وتقدس قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر وفساد و کفر جاہلیت آب تیغ سے دھو ڈالیں اور نور علم و ایمان سے جہاں کو منور کریں پس بعد گیارہ مہینے کے دوسری صفر کو واسطے غزوۂ ابواء کے طلب کفار قریش میں ساٹھ آدمی لے کر برآمد ہوئے اور ودان میں کہ ایک جگہ ہے قریب ابواء کے اون لوگوں سے ملاقی ہوئے لیکن بغیر قتال واقع ہوئے مدینہ طاہرہ کو پھر آئے اور اسی سال میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید دے کر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف ابو جہل لعین کے واسطے کہ تین سو سوار کے ساتھ ادھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ عرب نے درمیان میں پڑ کر فریقین میں صلح کرا دی اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو ساتھ اور ایک قول پر اسی مہاجرین ساتھ کر کے اور ایک لوا اسکے ہاتھ میں دے کر ایک جماعت عظیم پر کہ ابو سفیان اونکا سردار تھا اور بعضوں کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہیں کہ اسلام میں جو اول لوا درست کیا گیا یہی تھا اور یہاں بھی لڑائی واقع نہیں ہوئی سوا اسکے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی راہ میں پھینکا گیا از طلیعہ سابق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کے

ابتدا مین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اسلام لائے اور اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی اور دوسرے قول پر اڑھائی سو برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے تھے پھر دین نصاری مین آئے پھر ایک عالم نصرانی کی وصیت سے ذوق دین محمدی حاصل کرنے کے شوق مین مدینہ منورہ مین پہنچے اور اتنی عمر مین دس جگہ سے زیادہ بیچے گئے اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا شرف اسلام سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر باتین کین اور حقیت نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو طلب فرمایا اور اسی سال مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات مہینے ہجرت سے زفاف فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال مین ہے لیکن پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین نماز چار گانی فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو دو رکعت تھی جس طرح اب سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال مین طریقہ اذان مشروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزے کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزۂ عاشورہ مین تھا رہا فقط اوسکا استحباب اب تک باقی ہے اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک پہنچون گا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ رکھون گا اور دوسرے سن مین ہجرت سے ربیع الاول مین واسطے غزوۂ بواط کے دو سو صحابہ ساتھ لے کر قافلہ قریش سے کہ امیہ بن خلف اون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی اوسی طرح مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولی مین واسطے غزوۂ عشیرہ کے برآمد ہوئے اور اولاد مدلج اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرما کر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن

الی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سوار مہاجرین ساتھ کر کے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر آئے
بعد اسکے کرز بن جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب
بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوے کو بدر اولی کہتے ہیں اور اسی سال کے
اواخر جمادی الآخرہ میں عبداللہ بن جحش اسدی کو کہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار ایک قول میں بارہ
سوار ساتھ کر کے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا اونھوں نے قافلہ قریش کے ساتھ کہ تجارت شام
سے آتا تھا قریب نخلہ کے آخر غرہ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور
مال لوٹا یہ لوٹ پہلی غنائم اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب میں واقع ہونے
سے کہ اللہ تعالی نے اس مہینے کو اشہر حرم میں داخل کیا ہے خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت کو
اون سے قبول نہ فرمایا یہاں تک آیۂ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ نازل ہوئی پھر حضرت
سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرما کر بانٹ دیا
اور اوس سریہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور جو کہتے ہیں کہ اول جس
شخص نے امیر المومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں اوس سے یہ مراد
ہے کہ خلفا میں اول جسکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں نہ مطلق کما صرح بہ العلماء
اور اسی سال ہجرت کے مہینے میں اور ایک روایت پر رجب میں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو
علی رضی سلام اللہ علیہ کے نکاح میں دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوس وقت سولہ برس کی تھی اور
ایک روایت پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضیٰ کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور
اسی سال میں بعد سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف قبلے کی
تحویل ہوئی اور اسی سال میں ماہ شعبان میں فرضیت رمضان اور وجوب صدقہ فطر نازل ہوا
اور مصلای مدینہ میں نماز عید پڑھی گئی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے
کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود وہی ہیں اور اسی سال میں سترہویں ماہ رمضان کو
غزوۂ بدر کبری واقع ہوا کہ کافروں کو ذلت اور مسلمانوں کو عزت حاصل ہوئی اور ابو جہل لعین
مع ستر سرداروں قریش کے جہنم واصل ہوا اور ستر آدمی اونکے گرفتار ہوکے آئے کہ عباس
بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی اونکے ساتھ تھے اور ابو لہب بھاگ کر مکہ معظمہ میں بحکم

مرض طاعون مین گرفتار ہوکر سات دن کے بعد مرگیا اور لشکر اسلام مین آٹھہ انصار اور پانچ مہاجر درجہ شہادت کو پہونچے اور مسلمان اس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور آٹھہ تلوارین اور چھہ زرہین تہین اور مشرکین ساڑھے نو سے تھے اور سو گھوڑے اور ذوالفقار اسی غزوہ مین ہاتھہ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اپنے ساتھہ مخصوص کی تھی اور اسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خرمی کا ہوا اور انھین دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اونکے دفن مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پونہچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین پہونچنے سے سات دن کے بعد نبی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہوکر مقام کدر تک پہونچکر تین دن وہین اقامت فرماکر بغیر وقوع حرب وقتال پھر آئے اور اسی سال مین عصماء بنت مروان ماری گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع کے برامد ہوئے اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ مین رکہا آخر کو عبداللہ بن ابی منافق کی سفارش سے اونکے قتل سے باز رہے لیکن جلای وطن کرنے کا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عیدالضحی پڑھی گئی اور اسی سال مین امیہ بن الصلت شاعر مرگیا یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابین متقدمہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا اور بت پرستی اوسنی چھوڑدی تھی اور علمای اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوس نور کے ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھکر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ کے ساتھہ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت ورسالت وخاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھاکر نکال اخروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سرور دین ودنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم وحکمت تھی استماع فرماکر فرمایا (امن لسانہ وکفر قلبہ) اور ایک روایت مین ہے (امن شعرہ وکفر قلبہ) یعنی ایمان لایا شعر اوسکا اور کافر ہوگیا دل اوسکا واللہ الہادی وھو المضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی حجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابوسفیان نے بعد غزوہ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور

غسل جنابت حرام کیا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کا بدلا لے ایسی جگہ پر پہنچے
پس دو سو سوار لے کر مکہ معظمہ سے اوس جگہ تک کہ وہاں سے مدینہ طیبہ تین میل باقی
تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے گھر جلا دیئے کہ حوالی میں تھے لوٹ کر
بھاگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سو سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی
جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلیاں ستوؤں کی کہ اپنے زاد راہ کے واسطے
اوٹھائے تھے پھینک کر بھاگے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوے کا نام سویق
ہوا پانچ روز کے بعد حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو پھر آئے بقیہ
ذی الحجہ یہاں تشریف رکھکر بقصد غزوۂ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہاں تشریف
رکھکر بغیر محاربہ و قتال رجوع فرما کر اکثر مہینہ ربیع الاول کا مدینے میں کاٹ کر پھر قریش
کی طلب میں بحران کی طرف برآمد ہو کر ربیع الاول و جمادی الاولیٰ وہیں بسر کر کے
وہاں سے بغیر وقوع واقعہ مدینہ مطہرہ کو پھر آئے پھر شوال میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
کو ذی قرد بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ ابوسفیان بھی اوس میں تھا غارت کر کے چاندی سب
بھی لوٹ کر لائے اور اسی سال میں محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے ساتھ جا کر کعب بن الاشرف
یہودی کو کہ اکثر مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا تھا اور مشرکوں کو
مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال میں عثمان بن
عفان رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح میں لائے اور شعبان
میں سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا پہلے وہ
خنیس بن حذافہ بدری کے عقد میں تھیں وہ مدینے میں انتقال کر گئے اور رمضان میں حضرت
زینب بنت خزیمہ کو کہ کثرت اطعام مساکین سے ام المساکین کہلاتی تھیں اپنے نکاح میں لائے
اونھوں نے اٹھارہ دن کے بعد اور ایک قول پر دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے
کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال میں امام المومنین حسن بن علی ابن ابی طالب سلام اللہ
علیہما نصف رمضان میں پیدا ہوئے اور ولادت امام شہدا حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی
چوتھے سن میں چوتھی یا پانچویں شعبان کو ہوئی اور اسی سال میں چوتھی شوال کو غزوۂ احد

واقع ہوا کہ اوس مین دندان مبارک اور شفت شریف زخمی ہوئے اور سید الشہدا سیدنا حمزہ
بن عبد المطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہنچے
اور بائیس ۲۲ مشرک جہنم واصل ہوئے اور سردار مشرکون کا ابوسفیان تھا اور بعد غزوہ احد کے
غزوہ حمراء الاسد واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے
رجوع فرماکر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین انھین لوگون کو
ساتھ لے کر جو جنگ احد مین حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ نجانین کہ
مردان دین نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجا کر تین روز
وہین اقامت فرماکر رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے
پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین رہے
چوتھے سن مین سنہ ۴ھ سریہ بیر معونہ واقع ہوا کہ ستر جوان انصاری قرّا وہان شہید ہوئے اور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کی قنوت مین اونھین قاتلین کے
حق مین دعای بد کی اور اوسی سال مین سریہ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین نے
آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابۂ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کرکے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے ہمراہ لے گئے اور مقام رجیع مین پہونچکر
عذر عہد کرکے قبیلۂ بنی ہذیل کو بلا کر بعضے صحابہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے کفار
مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے انتقام مین اونکو قتل کرین ازجملہ شہیدان رجیع ایک
عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ وتعالی نے موافق اونکی دعا کے اونکے بدن کو کفار کے
مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو گردسے آکر گھیر لیا
کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالی نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی لاش
کو اوٹھا کرلے گئی اور اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوہ بنی نظیر واقع ہوا چھ
روز تک اونکو محاصرے مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور ضمیر کی طرف جلای وطن پر راضی
ہوکر نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین بدر صغری واقع ہوا کہ ابوسفیان نے جنگ
احد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم سر سال بدر مین آکر محاربہ و قتال کرین

حسب وعدہ کے بدر نزدیک لوٹ گئے ابوسفیان نے ڈر کر نعیم بن مسعود کو بیس شتر رشوۃ
دیدہ یا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈرا دے آنحضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لیکر بدر آئے تو
اور پھر سالما غانما مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا انہاں پر نزول آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ الآیہ کا اسی قصہ میں تھا اور اسی سال میں زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت یہود
کی سیکھی تا کہ اونکے حسابات اور اسرار کو دریافت کر لیا کریں اور اسی سال کے ذیقعدہ میں قصہ
رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اور اسی سال میں وقت محاصرہ بنی نضیر شراب کی حرمت نازل
ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ تحریم خمر تیسرے سال میں ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم خمر جمادی
الاولی آخر کو قول راجح پر اسی سال میں اور ایک قول پر چھٹے سال میں جس میں غزوہ حدیبیہ
واقع ہوا آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق
قطعی ہو گئی اور اسی سال میں شوال کے مہینے میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں
لائے پہلے زوج اونکے ابو سلمہ تھے اور اسی سال میں زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور
فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انتقال فرمایا پانچویں سن میں ربیع الاول
میں غزوہ دومۃ الجندل تھا اوس میں کچھ معاملہ اور مجادلہ واقع نہیں ہوا اور محرم میں غزوہ
ذات الرقاع اوس میں صلوٰۃ خوف مشروع ہوئے اور اس غزوے کے ذات الرقاع
کہلانے میں اقوال ہیں صحیح تر یہ قول ہے کہ صاحب صحیح بخاری حضرت ابو موسیٰ اشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ اور
ننگے پاؤں ہونے کی جہت سے پاؤں میں چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہیں
کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہے یا ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اوسکی سیاہ ہے اور بعضی
سفید اور اسی سال میں شعبان کی دوسری تاریخ غزوہ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانی کا نام ہے جو
بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہے اور اس غزوے کو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں اور جویریہ

بنت الحارث کہ اصلی نام اونکا برہ تھا اسی غزوہ مین گرفتار ہو کر آئین تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اونکو آزاد فرماکر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت
لگی اور اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ہوا اور ایک روایت پر آیۂ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذی قعدہ
کے مہینے مین غزوۂ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اوس غزوے مین
حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضی سلام اللہ علیہ
کی کمر شریف پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے
اور آپکے حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابوسفیان اونکا سردار تھا
لطائف الحیل سے تفرقہ اور مخالفت ڈال دی کہ ہر ایک اون مین سے مخذول ہوا اور اس غزوے
مین چھہ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی
کہ پھر کفار قریش مدینے کے گرد ٹھہر نہ سکے جناب سید الانس والجان علیہ آلاف الصلوۃ والسلام
من الملک المنان جس وقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبرئیل امین
علیہ السلام آئے اور غزوۂ بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب
جلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز محاصرے مین رکھا پھر بعد اوسکے اوترنے کے اونکے
راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا
اور اسی سال مین قصہ ابولبابہ کا کہ اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا
واقع ہوا اور اسی سال مین صلوۃ خسوف شروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف مین صدمہ پہنچا کہ پانچ روز تک دولتسرا
کے اندر نماز بیٹھکر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین
اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت نازل ہوئی چھٹے سن مین
غزوۂ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دوسے سوار سے رجیع والون کی
طلب مین جنھون نے بیر معونہ پر قرّا کو شہید کیا تھا برآمد ہوئے اور قریب وادی غطفان
کے نزول فرمایا بنولحیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگکر پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھ گئے

اور اسی غزوے میں والدۂ شریفہ کی قبر پر تشریف لاکر روئے آپ کے رونے سے صحابہ کرام
بھی روئے ایسا کہ شہرہ ہے اور اسی سال میں غزوۂ غابہ ہے کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی اونٹنیوں کو لوٹ لیے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگوں پر دوڑ مار کر اونٹنیاں چھین
لائے اور اوسی سال میں قصیہ بار استسقا واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعای
شریف سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال میں قسمہ بریں ہوا اور
اسی سال میں غزوۂ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوۂ بنی المصطلق اور جویریہ بنت حارث کا
گرفتار آنا اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال میں تھا اور انگوٹھی شریف کا
بنوانا اور بادشاہان آفاق کی طرف قاصدوں کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ
کا ماریہ قبطیہ اور اوسکی بہن سیرین اور حمار یعفور اور بغلہ دلدل کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور میں بطور ہدیہ کے بھیجنا اسی سال میں واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے اختیار فرمایا اور سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشا
اور یعفور حجۃ الوداع سے پھرنے کے وقت مر گیا اور دلدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
کے وقت تک زندہ رہا اور اسی سال میں کسوف آفتاب واقع ہوا اور نماز کسوف شروع
ہوئی اور اسی سال میں خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت کی اور سورہ قد سمع اللہ
قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا نازل ہوئی اور اسی سال میں ام رومان حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی والدہ نے وفات پائی
اور اسلام لانا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلہ اوس کے ساتھ مدینہ مطہرہ میں آئے
اون دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے وہ خیبر میں حاضر ہو کر غزوۂ خیبر میں
شریک اسی سال کے آخر میں تھا ساتویں سن میں غزوۂ خیبر واقع ہوا کہ امیر المومنین علی
سلام اللہ علیہ نے حصن خیبر اونکے دست مبارک سے فتح ہوا کہ خیبر کے دروازے کو کہ سات آدمی
اور ایک قول پر چالیس آدمی کمال قوت سے پھیر سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہہ پر
اوسکو سپر بنایا اور حصار فتح ہو لی ہاتھہ سے پھینکا اوس غزوے میں لشکر اہل اسلام سے
گیارہ آدمی شہید ہوئے اور یہودیوں میں سے ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت

حیی اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے تہین اسے غزوے مین قید ہو کر آئین مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اونکو آزاد فرما کر اپنے نکاح شریف مین لائے اور یہود کا زہر ملانا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے طعام شریف مین اسی غزوے مین واقع ہوا اور آفتاب کا پھرنا بعد غروب
ہو جانے کے بسبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات
علیہ الصلوۃ والتسلیمات حالت وحی مین اونکی گود مین تھا اسی غزوے مین واقع ہوا اور
اسی غزوے مین کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیچ ڈالنا مال غنیمت کا تقسیم
سے پہلے اور وطی کرنا لونڈیون کا استبراء سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوے مین نکاح
متعہ حرام ہوا اور ابتدای اسلام مین اسوقت تک حلال تھا بعد اسکے اوطاس کے دن
دوسری بار بعد فتح کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی کہ قیام قیامت تک
جمیع علما کا اس بابت پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ مین کوئی نہین ہے سوا روافض کے
اور قصہ لیلۃ التعریس اور آرام فرما جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے
علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا اذان اور اقامت اور جماعت
کے ساتھ خیبر سے پھرنے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال مین ام حبیبہ بنت ابوسفیان کو کہ
اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھین اور وہان اونکے زوج کا انتقال ہوگیا نجاشی بادشاہ
حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے
سن مین ہوا اور اسی سال مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اہل اسلام کے سوار
کے ساتھ عمرہ قضا بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع شرف مین کہ مکہ
معظمہ کے قریب ہی نکاح مین لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور اونکا انتقال
بھی سن تریسٹھ ہجری مین اوسی جگہ واقع ہوا اور اب قبر شریف بھی اونکی وہین مشہور ہے
اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بی بیون سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین
آئین اور سب بی بیون سے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت مین یہ ہے
کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم
اور آٹھوین سن مین صفر کے مہینے مین عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ

مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضوں کے نزدیک اول
حضرت کا اسلام ساتویں سن کے اواخر میں واقع ہوا اور اسی میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے آپ نے اون کے پیدا ہونے کی بشارت
پہنچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا اور اس سال میں مسجد نبوی میں
منبر رکھا گیا اور ایک روایت پر ساتویں سن میں اور اسی سال میں سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث
بن عمیر کو ملک بصریٰ کی طرف نامہ مبارک دے کر بھیجا شرحبیل بن عمرو غسانی نے اون کو
شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار آدمی ساتھ
دے کر شرحبیل پر بھیجا شرحبیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کر کے لڑائی سخت کی جھنڈا
اسلامیوں کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا وہ شہید ہو گئے پس جھنڈے
کو جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا
چنانچہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشارہ اس طرف کیا تھا آخر کو فتح سیف خالد
بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا پایا اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا
اور اسی سال میں سریہ خبط ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلۂ قریش
کی طلب میں نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا تو دریا نے دابہ عنبر کو کہ نہایت
عظیم تھا پھینکا کتب سیر میں مذکور ہے اسکے واسطے کنارے پر پھینکا صحابہ نے آدھے
مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھایا اور اسی سال
میں فتح مکہ معظمہ واقع ہوئی کہ دسویں ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار آدمی لے کر مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن
عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہ مع اپنے عیال کے ہجرت کیے ہوئے آتے تھے جحفہ کے
مقام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور پہلے اس سے بحکم رسالت
مکہ معظمہ میں اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ اور ابو سفیان اور
اونکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال میں واقع ہوا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیمہ

بنت الحارث اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین
عکرمہ بھی حاضر ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مین اجنادین
کے روز شہید ہوئے اور جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کے دست
مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوے اور جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمنے بوڑھے کو کیون تکلیف دی
ہمین اونکے پاس آجاتے اور یہ فتح مبارک بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و
دنیا علیہ الصلوٰۃ والثناء نے مکہ معظمہ مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر روز حوالی
مکہ مین سرایات بھیجا کیے خدا کے فضل سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن
ولید کو عزی کے توڑنے پر اور عمرو بن عاص کو سواع پر اور سعد بن قیس کو منات پر تعینات
فرمایا اور شرک اور فساد کے نام ونشان کو بالکل وہان سے کھودیا بعد اوسکے دسوین شوال کو
دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقای مکہ ہمراہ لے کر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے
اصحاب کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ اب ہم ہرگز شکست
نہ کھائینگے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی گونہ ہزیمت لشکر اسلام
مین پیدا ہوئی اوس حالت مین بعضے نومسلمون نے کہ اوسوقت تک اونکے سینے نجاست
حسد اور کینہ سے خوب پاک نہوے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا کہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج
وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہوجائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے
فتح اور نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار کی طرف پھینکے بہ مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو
شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم مین گئے
پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کی ساتھ اوطاس کی طرف روانہ فرمایا وہان سے
بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان اور چار ہزار

روبعہ چاندی اور چھ ہزار آدمی گرفتار آئے منجملہ اسیران شیماء بنت الحارث رضاعی بہن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں آپ نے انکا اکرام کیا اور اونکو اونکے اہل و عیال
کی طرف بھیج دیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف لائے وہاں والوں کو
اٹھارہ روز تک محاصرے میں رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی باہر آوے
آزاد ہے پس بیس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی انہیں میں سے ہیں کہ اپنے تئیں
چرخی میں ڈال کر پہنچے اور بارہ صحابی طائف میں درجہ شہادت کو پہنچے اور
طائف سے بغیر اتمام فتح اور نصرت کے مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھکر چھٹی
ذی قعدہ کو عمرہ لائے اور اوسی مقام میں غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن
حاضر ہوکر ایمان لائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکے اموال اور اونکے قیدیوں
کو پھیر دیا بعد اونکے مالک بن عوف بھی قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے سو اونٹ اسکو
انعام فرمائے اور اونکے اہل و عیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل کیا اور اسی مقام میں
بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا
اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر مبارک
اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی مادۂ غنیمت میں کچھ کلام کیا حضرت سید الرسل
ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرما کر ثواب خاص آخرت
اور عنایات مخصوصہ اپنے سے مشرف فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ میری
قوم سے ہیں اور ضعیف الایمان ہیں انکے اموال غارت یا لوٹ گئے اور ملک اور املاک
اونکے ہاتھوں سے نکل گئے میں نے چاہا کہ انکے اموال پھیر دوں تاکہ انکے ایمانوں میں
تزلزل نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید رضی اللہ کو مکہ معظمہ میں خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ
مطہرہ کو مراجعت فرمائی اور اسی سال میں کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد حضرت
معلی میں حاضر کرکے امن و سلامت پائی اور اسی سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ کے طلاق کا ارادہ کیا اونھوں نے اپنی نوبت حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور سلک ازواج مطہرات میں منسلک رہیں

اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی نے کہ زوجہ ابی العاص تھین
وفات فرمائی تو ہن سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار دے کر بعث فرمایا وہ قریب
پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اونکی شفاعت کو اقرع بن حابس اور ایک جماعت نے
حاضر ہو کر حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے پکارا اللہ تعالے
نے آیات اَلَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ نازل فرمائی اور آپ نے ولید
بن عتبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خزاعہ پر بھیجا قوم خزاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر
نکلے تو ولید بن عقبہ نے خیال کیا کہ یہ لوگ مقاتلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی اور آیۂ کریمہ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا
نازل ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے
الگ رہے اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کو مدینہ منورہ مین اپنے اہل و عیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت کے اور خیال طعن
بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی سے تسلی اور تشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے
اونکو ممتاز و مخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور پیچھے رہنا
تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا خبر دیتی ہے اسی غزوۂ تبوک
مین واقع ہوا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مہینے تک وہان تشریف رکھ کر
بغیر وقوع قتال و جدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل جربی اور
اذرح نے آکر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کر کے اکیدر ملک
دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوسکے بھائی کو قتل کیا اوسنے بھی
جزیہ قبول کر کے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے وقت مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اسکو
بوحی الٰہی خراب کیا اور جلا دیا قران مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا
ضِرَارًا الآیہ اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر

اسلام لانے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑیں گے اور نماز نہ پڑھیں گے
بعد اسکے اطاعت اسلام کریں گے اور جیسا حکم ہوگا ویسا بجا لائیں گے آپ نے شرط ثانی کو
اپنے قبول فرمایا اور اول کو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ
تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ الآیہ یہی تھی اور عثمان بن ابی العاص کو ان لوگوں پر امیر کیا اور پیچھے
اسکے ابو سفیان بن حرب و مغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال
میں خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور ان کے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال میں حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور پیچھے اونکے حضرت علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ سورہ براءت پڑھیں اور مشرکوں کا نقض عہد کریں اور ننگے طواف
کرنے کو منع فرمائیں اور کسی مشرک کو حج کرنے نہ دیں اور خبر پہنچائیں کہ کوئی مشرک جنت
میں داخل نہ ہوگا سوای مومن کے اور اسی سال میں زانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن
حارث نے اپنی بی بی کے ساتھ لعان کیا اور اسی سال میں حبش کے ملک میں نجاشی
نے رجب میں وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اسکے جنازہ
کی نماز پڑھی اسی جگہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جائز رکھی ہے حنفیہ کہتے ہیں جنازہ
بمعجزہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا
پس حقیقت میں نماز حاضر پر پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال میں حضرت ام کلثوم زوجہ
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نے وفات پائی اور اسی سال کے ذی قعدہ میں عبد اللہ
بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایفای وعدہ
اور استمالت قوم کی کے لیے کہ شاید ایمان قبول کریں اپنا پیراہن شریف اسکو دیا اور کئی
قوم نے جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہے ہزار
آدمی ایمان لائے اور اسی سال میں وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی جہت سے
اسی سال کو عام الوفود کہتے ہیں سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کی فتح پر موقوف
رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش نے کہ امام اور پیشوای عرب اور اہل بیت اللہ تھے اطاعت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور ثقیف بھی اسلام میں داخل ہوئے تو اونھوں نے جانا

۹ھ

کہ اب کسیکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہو گی دین دین محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور بتون کا دین
باطل ہی جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا فوج فوج مردم ہر طرف سے
گرنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالے کے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ
وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اور دسوین
سن مین ربیع الاخر کے مہینے مین بنی الحارث پر لشکر بھیجا اور انکو شرف اسلام سے مشرف
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلامان وازد وغان وعامر اور وفد زبید حاضر ہوئے انہین
عمرو بن معدیکرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے
مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اور اسی سال مین عبد القیس واشعث و وفد بنی حنیفہ حاضر ہوئے
اونمین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہو گیا اور اوسنے دعوی نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ الصلوۃ
والسلام نے مجکو اپنا شریک کر لیا ہی اور اسی سال مین نجران کے نصاری کے ساتھ مباہلہ کا
قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی ڈیڑہ سو آدمی کے ساتھ اپنی
قوم سے اسلام لائے آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکو ذو الخلیفہ کی طرف ایک
بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہی کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے
چرایا تھا اور اسی سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو
یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے
نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیے ہین لیکن علما کو عدد حج پر اطلاع نہین
ہوئی اور انکے حیطۂ ضبط مین نہین آئی اور آپ کے عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق
اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الآیہ نازل ہوئی
اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو تخصیص
من کنت مولاہ الحدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمایا اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے حضور مین حاضر ہو کر شرائع
دین دریافت کرکے اپنی قوم مین جا کر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی طی قبیلہ حاتم

[illegible]

طائی گرفتار ہو کر آیا اون میں حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن بیٹا حاتم کا شام کی طرف بھاگ گیا
پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنے بھائی کے
پاس جا کر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور یہ واقعہ ایک
قول کے تصیہ اولاد حاتم دسویں سال میں واقع ہوا اور اسی سال میں خالد رضی اللہ عنہ
کو بنی حارث پر کہ نجران میں رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لا کر حضور میں حاضر ہوئے نظر
مبارک اوس گروہ پر پڑی تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں گویا کہ ہند کے آدمی ہیں اور اسی سال
میں باذان والی یمن کے وفات پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرموت
کی طرف بھیجا اور پیادہ اونکی رکاب میں سلطان زمین و زمن علیہ آلاف التحیۃ والسلام
باہر تشریف لائے اور اونکو شرف مشایعت سے مشرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید
اس سال کے بعد تو مجکو نپاوے اور یہ آخری ملاقات ہماری تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ
یہ سنکر رونے پھر آپ نے اونکو وداع فرمایا اور اسی سال میں جریر بن عبد اللہ کو ذی الکلاع
بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے امراسمیت مسلمان ہوا اور اسی سال میں فروہ بن عمر الجذامی
کہ بادشاہ روم کی طرف سے حدود عرب میں متصل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا اور ملک
روم نے اوسکو گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا اوسنے کہا تو جانتا ہے
کہ یہ وہی رسول ہیں کہ عیسی علیہ السلام نے اونکے ظاہر ہونے کی بشارت دی تھی لیکن تو
اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا ہے اور سعادت اسلام سے مشرف نہیں ہوتا پھر فروہ کو
ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارھویں سال میں حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے اہل بقیع کے حق میں استغفار کیا اور فرمایا کہ اے
اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہاں سے چلے گئے یہاں فتنے آنے والے ہیں کہ سب
تاریک سے زیادہ تاریک ہیں اور اسی سال میں دوشنبہ کے دن چھبیسویں تاریخ صفر
کو اسامہ بن زید کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ بلقا والوں پر بھیجنے کی تیاری کی اور چہارشنبہ
کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا اپنے دست مبارک
سے درست فرما کر اسامہ کو عنایت فرمایا وہ باہر نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے حضرت

بادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین و انصار کو مثل ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و سعد
بن ابی وقاصؓ و ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور امثال انکے اسامہ بن زیدؓ کے ہمراہ فرمایا اور بعضے
لوگوں کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوبت کی قیل و قال واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہ بات سمع فرماکر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغ اسامہ اور اسامہ کے باپ زید بن حارثہ کی تعریف
مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارت اور ریاست کے لائق تھا اور یہ لڑکا اپنے باپ کے
ایسا ہی اسی کام کا سزاوار ہے پھر سوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز دولت سرا مین تشریف
لائے اور روز یکشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب و اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما
اسی حالت مین آئے آپ نے بوحی الٰہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو
خبر دی ویسا ہی ہوا کہ اوسنے صنعای یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مار کر اوسکی عورت
کو کہ فیروزؓ کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کرکے اوسی قصر مین
نقب لگا کر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل
آواز گاو نکلی پاسبانون نے یہ آواز سنکر گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ
بھی اوسکے قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز
تمہارے پیغمبر کی وحی کی ہے اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب تھا اور ذوالحمار بھی
کہتے تھے ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا
حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے
قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین
آدمیون کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا تھا وخدا بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم عالمیان
مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر اسلام لایا پھر یمامہ مین جاکر مرتد ہوگیا اور حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کا دعوی کیا اور شراب و زنا کو حلال
اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا اوسکے تابع ہوگیا اور اوس
ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کیے تھے کہ مضحکۂ
عقلای عالم ہوئے چنانچہ معارضہ والعادیات مین اوسنے کہا ہے والزارعات زرعا

وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خَبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا
اور کہا يَا ضِفْدَعُ بِنْتَ ضِفْدَعٍ نُقِّي اِلٰى كَمْ تَنِقِّيْنَ لَا الْمَاءَ تُكَدِّرِيْنَ وَلَا الشَّارِبَ
تَمْنَعِيْنَ رَاْسُكِ فِي الْمَاءِ وَذَنَبُكِ فِي الطِّيْنِ اور کہا اوسنے اَلْفِيْلُ مَا الْفِيْلُ لَهٗ خُرْطُوْمٌ
طَوِيْلٌ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِيْلِ کہتے ہیں کہ اوس ملعون سے بعضے خوارق اور
استدراجات بھی ظاہر ہوئے تھے لیکن سب اوسکے مدعا کے برخلاف اگر کسی کے واسطے
درازی عمر کی دعا دی وہ فوراً مر گیا اور اگر کسی کے آنکھ کے روشنی کی دعا کی تو وہ اوسی وقت
اندھا ہو گیا الغرض اوسنے حضرت سید المرسلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ بھیجا جسکا
ابتدا عبارت کا مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ اما بعد فَاِنَّ الْاَرْضَ لَنَا نِصْفُهَا
وَلِقُرَيْشٍ نِصْفُهَا وَلٰكِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ جناب سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام نے
اوسکے جواب میں رقم فرمایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ دوشنبہ کے دن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور آدمیوں کو نماز صبح میں مشغول دیکھ کر
بہت خوش ہوئے اور چہرہ خوش ہوا پھر اندر تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ آج
مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کو اور ایک قول پر شب
کے وقت بارہویں تاریخ ربیع الاول کو حق تعالی و تقدس سے ملاقات کی اہل بیت کرام
نے سہ شنبہ کے روز آپ کو غسل دیا اور سارے دن گروہ گروہ مسلمانوں نے نماز جنازہ
شریف ادا کی پھر رات جسد مطہر کو اوسی مقام میں اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ
وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَسَلَّمَ **باب چھٹا** کیفیت بنائی مسجد نبوی اور بیان مقامات
عالیہ میں علمائے سیر اور تواریخ شکر اللہ سعیہم ایسا لکھتے ہیں کہ جب ناقہ شریف حضرت ما
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے مسجد شریف پر بیٹھ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
هٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور یہاں سے اوترے اور یہ آیۂ کریمہ پڑھی رَبِّ اَنْزِلْنِيْ
مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اوس زمانے میں اس جگہ کھجور کا باغ تھا اوس

ایک دو یتیمون کا مربد تھا اور وہ دونون یتیم ایک انصاری کے یہان پرورش پاتے تھے
اور پہلے قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے وہان پر کچھ لوگ نماز پڑھا
کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونون یتیمون کو بلایا اور اوس
جگہ کو مول لینا چاہا ہر چند اون دونون نے بلاعوض اوس قطعہ کے نذر کرنے مین مبالغہ کیا
مگر آپ نے نہ مانا اور بلاعوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت دی بعد اوسکے مسجد کی
بناڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین والون کے
خوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اوس جگہہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت کے موقع
واقع تھے اونکو اوکھاڑ کر بنیاد مسجد شریف ڈالی اور جنۃ البقیع مین قریب بیر ایوب کے کہ
مسجد سیدنا ابراہیم سے اوتر کی طرف ایک جگہہ ہی وہان اینٹین گرتی تھی اور سرور دین
و دنیا علیہ الصلوۃ والتسلیم خود بنفس نفیس اور اکثر صحابہ کرام پتھر اور اینٹ ڈھو ڈھو کر
لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے
واسطے ندای بشارت آب دیتے تھے کہ اللہم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم الانصار
والمہاجرین اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے بنائے حدیث شریف
مین آیا ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی نینہ ڈالی حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت حق تعالی و تقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ موافق
عریش موسی کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور مزین اور منقش کرنے مین
تکلف نکرو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مسجد شریف کی چھت ایسی
تھی کہ مینہ برستے وقت چھت کی مٹی آدمیون کے سرون پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف
کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمالی تک چون گز تھا اور جانب شرق سے حد مغربی
تک ترسٹھ گز اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین واقع ہوئی آپ نے سرے
سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے صد در صد رکھی طبرانی نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایما فرمایا کہ اگر
تجھسے ہوسکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیری ملک کی ہی بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے

با تصریح وارد کہ ہم اسی مسجد کو بڑھا لیں لوگوں سے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک مفلس
ہوں اور عیال اللہ میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہیں ہے آپ نے اوسکو معذور رکھا حضرت
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اوس صحابی سے دس ہزار
درہم کو خرید کرکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس قطعہ
زمین کو اوس بہشتی گھر کے عوض میں آپ مجھ سے مول لیجئے آپ نے اوسے اوس بہشت
عوض میں قبول کر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے
نیو میں رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اینٹ لاکر رکھی بعد حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی
آپ کے حکم سے اینٹیں رکھیں یہی طور بنائے مسجد قبا میں بھی واقع ہوا مگر اوس بنا میں حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے میں کلام ہے اسواسطے کہ وہ بنائے ہجرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم میں مدینہ منورہ میں حاضر نہ تھے اور اوس وقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف
نہیں لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت لاتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اینٹیں اوٹھا اوٹھا کر لاتے تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اون سب کے ساتھ اینٹیں اوٹھانے میں شریک تھے اکبارگی
میری نگاہ پڑی تو دیکھا میں نے کہ آپ نے بہت سی اینٹیں شکم مبارک سے سینہ مبارک تک
دھر کے اوٹھائے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمائیے میں لیجاؤں
فرمایا اینٹیں بہت پڑی ہیں تو بھی اوٹھا لا اور یہ مجھی کو لیجانے دے اور فرمایا اَللّٰہُمَّ
لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةِ غالب کہ یہ واقعہ دوسری بنا میں واقع ہوا ہے اسواسطے
کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر میں ساتویں برس میں ہے اور پہلی بنا مقدم ہے اور
حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر
رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا
وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ یَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَیَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ اور
پہلے بنا میں سولہ یا سترہ مہینے تک قبلہ بیت المقدس کی طرف رہا اور اوس وقت میں

[illegible]

مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائیں طرف جدھر اب قبلہ ہی دوسرا دروازہ
مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہین تیسرا دروازہ جدھر سے آپ تشریف لاتے
تھے وہ باب آل عثمان ہی جسے اب باب جبریل کہتے ہین قریب محراب تہجد آن حضرت
علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اوسکو باب جبریل کہتے ہین اور بعد نازل ہونے
قرآن کے باب تحویل قبلہ مین جبریل امین نے حضرت واجب الوجود تعالی کی طرف سے
آکر یہان سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان مین واقع تھے اوٹھا دیے اور بنای
مسجد نبوی اوس جگہ پر کہ اب وہین ہی آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی
اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ پندرہ روز تک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانہ مخلق
کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ کہتے ہین نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہان پر اب
محراب مقرر ہی آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے
مین علامت محراب جیسے اب ساجد مین متعارف ہی نہ تھی ابتدا اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہی جسوقت مین کہ ولید بن
عبد الملک کیطرف سے وہ امیر مدینہ منورہ تھے اور جس زمانے مین کہ نماز قبلہ بیت المقدس کیطرف ادا کرتے تھے آپکے
کھڑے ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کیطرف پیٹھ دیکر شام کیطرف متوجہ ہوکر
جائین اور باب عثمان کے محاذات مین پہونچکر کھڑے ہو جائین اور باب عثمان داہنی
طرف کو واقع ہو پس وہی مقام ہی اور آن سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التحیۃ
والثنا منبر رکھے جانے سے پہلے متصل محراب کے پچھان کی طرف کھڑے ہو کر اصحاب
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ عالی رتبہ سے مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول
قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اوسی جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے
ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے مین آیا تھا اور بروایت صحیح مدینے ہی کا تھا ایک
انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائین
تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤن کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپنے
التماس اوسکی قبول فرمائی اوسنے منبر تیار کیا تین درجے کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا اصح
روایات سے ثابت ہی کہ جب منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہی اور مقام اول سے

آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی جس پر کبھی کبھی تکیہ فرماتے تھے آپ کے فراق صحبت سے
پھٹ گئی اور رونا شروع کیا اور چلانے لگی جیسے اونٹنی چلاتی ہے اور ایسی بیقرار ہوئی کہ
تمام حاضرین مجلس اسکا حال دیکھ کر بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منبر شریف سے اوترکر اپنا دست مبارک اوس پر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہ پر
چھوڑ دوں جس حالت میں کہ تو تھی اور اگر تو چاہے تو تجھکو بہشت بریں میں بٹھا دوں کہ
وہاں کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور پھل لگے ۔ بہشت برین وہ کہا میں نے لیا اسکے
کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ اسنے دار البقا اختیار کیا روایت ہے کہ جب حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنتے بہت
روتے اور فرماتے کہ ای مسلمانو جب لکڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں
روئے اور فریاد کرے تو کیا ہم لوگ لائق تر اس بات کے نہیں ہیں بہت اسکے واسطے
کہ درو جا صحبتی بہشت + ہر آدمی دل کہ درو معرفتی نیست + قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر تک پہنچی ہے اور بہت سے صحابہ نے
اوسکی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب طول مدت کے
بوسیدہ ہو گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہاں کھڑی تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کروا دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا اور چوڑائی
ایک ذراع اور عرض ہر درجے کا ایک بالشت اور خلفای راشدین رضوان اللہ علیہم کے
زمانے تک اسی حال پر رہا اور پہلے جس جانب سے اوسکی پوشش بنائی حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھ برس اپنی خلافت
سے بیٹھے کے درجے سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر گئے اور ایک
قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے
زمانہ امارت میں جس وقت شام سے مدینہ منورہ میں آئے تو اونھوں نے قصد کیا تھا
کہ اس منبر شریف کو شام میں لے جائیں اوسکو اوسی جگہ سے اوٹھانا چاہا اوسی دم

آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرح کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ یہ حال معاینہ کرکے اوس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر یہ کہنے لگے کہ
میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھوں اوسکو زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھہ درجے
اور زیادہ کئے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا کر رکھا بعد اوسکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنے
ہی درجے اور بڑھاوے امام مالک رحمۃ اللہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفای عباسیہ
نے پھر نیے سرے سے منبر بنوایا اور رکھا یای منبر نبوی کی تبرکًا اور تیمنًا کنگھیاں بنواکر بعضین
اور اس چھہ سے جو کن میں جو آتش زدگی میں منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفای عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا
اور بعضے ارباب تواریخ یہ لکھتے ہیں کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن
صحیح قول اول ہے واللہ اعلم بعد اسکے تمام پادشاہان اسلام اوس میں کچھ کچھ اپنے اپنے
وقت میں تغیر دیتے چلے آئے سلطان روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اونے
سن نوسو اوٹھانوے میں منبر عالی سنگ خام سے بنوایا تھا اور قبہ اوسکا ہفت جوشش کا
اور مادہ تاریخ اوسکا بعضے فضلای روم نے یوں پایا تھا منبر اعمر سلطان مراد مترجم
غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد سلطان مراد خان کے پھر کسی نے منبر شریف میں تغیر نہیں دی
سوای ترمیم کے چنانچہ اس زمانے میں کہ سلطان عبد المجید خان بن سلطان محمود خان
انار اللہ برہانہما وغفر اللہ لہما نے نئے سرے سے مسجد نبوی بنوادی اور سن بارہ سو ستتر میں
عمارت اوسکی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہوگا

فصل اب رہے اسطوانات منبر کہ مسجد نبوی از جملہ اونکے جتنے ستون ہوں کے تبرکًا اور تیمنًا
زیارت کرتے چلے آتے ہیں وہ آٹھہ ہیں ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام
کے مقام سے داہنی طرف ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہہ
نعلیہ شریف اوتارا فرماتے تھے اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے فراق میں
روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر علما کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق اوسی کا
نام ہے اور مخلق اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ ستون کسی لکڑی وہ عبیر سے ملوث ہوگیا تھا اوسپر

حلوق ملواوے کا اتفاق ہوا تھا اور بعضے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے
کے واسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوسکو اسطوانہ
القرعہ اور اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتے ہیں اور کلام مطری سے کہ اس بلدہ عظیمہ کا مورخ
ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق بھی اسطوانہ ہے اور یہ اسطوانہ حجرۂ شریفہ کی طرف سے
تیسرا ہے اسی طرح منبر شریف کی طرف سے بھی اور درمیان میں روضۂ مطہرہ کے واقع
ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون
کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جہاں اب محراب نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے
مہاجرین جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اور امثال انکے رضی اللہ عنہم اجمعین اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور یہیں جمع ہوا
کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے اوسکے جو لوگ
آدمی جان لیں تو بغیر قرعہ ڈالے کسکو اوس جگہ نماز پڑھنا میسر ہو جس وقت حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک گروہ اولاد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے
کہا کہ وہ جگہ کہاں ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اوسکی تعیین واقع نہیں کی کہ
لوگ اوسکی حضوری سے باہر آئے عبداللہ بن زبیر کہ حضرت ام المومنین کے بھانجے تھے
وہیں حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے
پوچھیں گے اور ہمکو خبر دیں گے مسجد میں حاضر رہے بعد دیر کے حضرت عبداللہ
بن زبیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ
کے متصل وہاں ہی طرف نماز پڑھنے لگے لوگوں نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے وہ یہی جگہ ہے اور دعا اس اسطوانہ کے پاس مستجاب
ہے تیسرا اسطوانہ توبہ ہے کہ حجرۂ منیفہ کی طرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کی طرف
سے چوتھا اور اسطوانہ عائشہ کے پیچھے کی طرف ہے کہتے ہیں کہ درمیان اس اسطوانہ
کے اور درمیان قبر شریف کے تین گز کا فاصلہ ہے واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ

بھی کہتے ہین کہ وہ منجملہ نقبای انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستون سے
باندھا تھا کہ توبہ اور عذر اونکا قبول ہو اور اصل اس قصہ کی یہ ہی کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ
صاحب عہد و پیمان بنی قریظہ تھے جس وقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس
گروہ نابہبود کا محاصرہ کیا وہ مشورہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ سے نیچے اوترے تا کہ موافق فرمودہ
ابو لبابہ عمل کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اونکے پاؤن پر گر پڑے اور گریہ و زاری
کیے اور گڑگڑائے کہ اون سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین سے لے جا کر عذر خواہی
کرے ابو لبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرونگا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک وا
ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک ذبح اور قتل ہی یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ
سے از راہ بشریت اونکے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اوسکے جانا کہ مجھسے
خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی ندامت مین اور اس تقصیر کے عذر کے
واسطے اپنے تئین ایک لکڑی کے ساتھ جو اوس اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے
باندھا اور اوس روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور تضرع اور زاری کیا کیے بیٹے
اونکے آکر نماز اور قضای حاجت کے وقت کھول دیتے تھین بھوک کی شدت اور رونے
پیٹنے کی کثرت سے قوت سامعہ اونکے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ
بھی جاتی رہے اللہ تعالی نے آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ
الایہ اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ
مین اس قید سے نہ نکلونگا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے
نہ کھولینگے اور کھانا پینا کچھہ نہ کھاونگا اسمین یا مر جاؤنگا یا میرا گناہ بخشا جائیگا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو مین اوسکے واسطے
شرط استغفار بجا لاتا لیکن جب اوسنے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جبتک خدا تعالی
کا حکم نہ آئیگا مین نہین کھول سکتا یہانتک کہ ایک صبحکو اونکے قبول توبہ کی آیہ ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اونکو

ع ای ایمان والون خیانت نکرو اللہ اور رسول کی ۱۲

کھول دیا پھر اور بعضوں نے عہد کیا کہ کبھی بنی قریظہ میں قدم نہ رکھیں اسواسطے کہ وہاں خدا اور رسول کے حق میں خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بعضے اور صحابہ کا بھی بعضے تعبیرات سے مذہب ثابت ہوتا ہے اور اس رسالہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفل کو اسی اسطوانہ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد نماز صبح کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین اصحاب اور مؤلفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگوں کو سوا اس مسجد کے اور کوئی جگہ سونے کی نہ تھی بیٹھے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر ان فقرا اور مساکین کے درمیان جا بیٹھا کرتے اور جس قدر قرآن رات کو نازل ہوتا ان لوگوں کو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور ان لوگوں سے باتیں کرتے اور ان کی باتیں سنتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحِمِ الْفُقَرَاءِ وَمُعِيْنًا لِّلضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ آفتاب نکلنے کے وقت اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف میں جگہ بیٹھنے کی نہیں پاتے تھے مقصد یہ کہ قلب و دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ان آنے والوں کی طرف بھی کھنچا تھا فرمان آیا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآیۃ اور کبھی اعتکاف کے واسطے سوا اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ بھی رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس سے تکیہ لگا کر بیٹھتے جو تھا اسطوانہ السریر کہ شباک شریف سے ملا ہوا ہے اور اسطوانہ توبہ سے شرق کی جانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ کبھی اسطوانہ توبہ کے پاس بچھا تھا اور کبھی اس اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اسی اسطوانہ کو کہتے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں اعتکاف کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت میں کنگھی کرتی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا شاخوں خرما سے کبھی وہ بھی محل اعتکاف میں درمیان اسطوان اور قندیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو چارپائی پر راحت فرماتے تھے اور دن

[illegible]

پای مبارک انکے نیچے اوسے ڈال لیتے تھے پانچوان اسطوانہ محرس اوسکو اسطوانہ علی ابن
ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے کی جگہ اکثر اوقات مین یہی تھی اور
یہ بھی ہی کہ وہ راتون کو اوسی جگہ بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے تھے
مطری کہتے ہین کہ اونکے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلے مین ہی جدھر سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف لاتے
چھٹھا اسطوانۃ الوفود وہ پیچھے ہی اسطوانۃ المحرس کے شمال کیطرف سے اور وفود جمع وافد
کی ہی اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جب جب وفود
عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مین اسلام لاتے اور
تعلم شرایع و احکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانے کے پاس جلوہ فرما ہوکر
اپنی جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظمای صحابہ آپ کے گرد الرد بیٹھتے
ساتوان اسطوانہ مربعۃ البعیر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام اکثر اوقات اسی جگہ وحی پونہچایا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے
اور اسطوانۃ الوفود کے ایک اسطوانہ اور ہی شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولتسرا
حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم حجرۂ شریف
سے برآمد ہونے کے وقت یہان کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ
زہرا و حضرت حسن اور حضرت حسین سلام اللہ علیہم کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اس زمانے مین اس اسطوانہ اور
اسطوانۃ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بجہت گھر جانے شباک کے
زائرین محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرد اگرد نہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ ظاہر ہی
کہ نصف اسطوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہی اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور
بیٹھنا میسر ہی اسی طرح حال اسطوانۃ الوفود کا ہی پس تخصیص کی وجہ معلوم نہین ہوتی ہی
توجیہ البتہ ہو سکتی ہی کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانۃ السریر

سکے پاس اوس جانب کو تھا جو اصل ستون مبارک ہی تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے
مین محرومی ہی واللہ اعلم آٹھوان استوانۂ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی محراب تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہی اوسی استوانہ میں ہی اور یہ استوانہ
حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حجرۂ مبارک کے پیچھے شمال کیطرف واقع ہی
روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے
تھے صحابہ نے آپ کا اتباع کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت وازدحام ملاحظہ فرما کر
حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اٹھا لیجاویں صبحکو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ
یہاں ہر شب نماز ادا فرماتے تھے ہم لوگ بھی آپکا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت
سے مشرف ہوتے تھے فرمایا کہ میں ڈرا اس بات سے کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض ہو جانے
اور تم سے اوسکے بجالانے میں کوتاہی ہو یہ احوال ہی اون استوانات کا جو سب ستون
استوانات مسجد شریف کے افضل اور شرف رکھتے ہیں ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری
مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہی اور کوئی استوانہ ایسا نہین ہی کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ
علیہم نے اوس جگہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ کبار صحابہ کو میں دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک اون میں کا ایک
استوانہ کے پاس مبادرت کرتا تھا اور روضۃ من ریاض الجنۃ میں بعضے استوانات پر
اونکا نام بھی لکھا ہی چنانچہ استوان ابی بکر و عمر و عثمان و علی و استوان سعد بن زید بن
عباس مترجم کہتا ہی غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہو گی اور
اب اس زمانے میں کسی بارہ ستونوں پر نام لکھا ہی چنانچہ استوانہ عائشہ
و استوانۂ ابو لبابہ و استوانۃ الحرس پر اور سوا اسکے شاید چار استوان پر اور لکھا ہے

فصل بیان صفہ اور اصحاب صفہ میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صفہ
بضم صاد مہملہ و تشدید فا ایک سایہ دار جگہ تھی پائیں میں مسجد نبوی کی کہ فقرا و مساکین
صحابہ وہاں رہتے تھے اوسی کی طرف اونکو منسوب کرکے اصحاب صفہ کہتے ہیں قریشی
نقل کرتے ہیں کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب تھا تحویل کے بعد

احاطہ قبلہ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقرا و مساکین فیہا ان رہین اور اصحاب صفہ
کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہوجاتے تھے اور کبھی
زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمای شریفہ اصحاب صفہ
کے ذکر کیے ہین اور خوابگاہ اونکا رات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوسکے اور
جاگہ نہین رکھتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی جل سلطانہ وَاصْبِرْ
نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ اونکے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے
اور محبت خاص اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال
درماندگی سے اون سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ شریف پر پڑ جایا کرتے
تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین
اور آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اونکے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی
اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم
اپنی قدر و منزلت جو حق تعالیٰ و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہے جان لو تو اس سے
زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے اغنیاء
صحابہ کو حوالہ فرماتے تاکہ اونکی مہمانداری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے اونکو اپنے
ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے
اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کا لقب اضیاف المسلمین تھا
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین
کہ مین نے ستر آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا
ایک ازار کے وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے
وقت اوسکو گردن سے سمیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت نہ ہو جاوے اور بھی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی
سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا یہانتک کہ ایک روز اوسی حال مین
مین رہگذر پر بیٹھا تھا ابوبکر صدیق اوس طرف سے گذرے مین نے اونکو سنا کر

ایک آیہ قرآن کی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کمائے اونھوں نے التفات بھی نکیا بعد اوسکے
ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال
دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا اَبَا ھُرَیْرَۃَ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا ادھر آ
میں آپ کے پیچھے پیچھے حجرۂ مبارک تک پہنچا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا جا کر اصحاب صفہ کو بلا لا
میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دودھ کتنا ہی جو اصحاب صفہ لائے گئے ہیں مجھی کو
عنایت کرتے تو میں اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا و لیکن چونکہ اطاعت
خدا اور رسول سے سر پھیرنا چاہیے اِمْتِثَالاً لِاَمْرِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَام میں اصحاب
صفہ کو حضور میں بلا لایا وہ سب آکر دولتسرا میں بیٹھے آپ نے فرمایا ابا ھریرۃ
میں نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا دودھ کا قدح اوٹھا کر ان اصحاب کو
دے میں نے قدح اوٹھا کر اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون میں سے خوب سیر ہو کر
پیا اور دودھ کچھ کم نہین ہوا بعد اون سب کے سیر ہونے کے میں قدح اوٹھا کر آپکے
حضور میں لایا آپ نے تبسم کیا اور فرمایا اب فقط ہم اور تم رہے میں نے عرض کیا
صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا بیٹھ جا جہاں تک تیری بھوک ہو پی لے میں نے
پیٹ بھر کر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور میں رکھدیا آپ نے
خطبہ شکر حق تعالی و تبارک پڑھا اور دودھ جو قدح میں باقی تھا اوسکو نوش فرمایا
اور قصیہ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صفہ کے واسطے ظہور میں آیا تھا حضرت ابو ہریرۃ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے اور روایات متعددہ میں آیا ہے کہ ہر ایک
انصاری اپنے اپنے درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشوں کو
ایک رسی میں باندھکر دو اسطوانوں مسجد کے بیچ میں لٹکاتے تھے اور اصحاب
صفہ کو اوسکے نیچے بٹھا کر خوشوں کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ بے تکلف کھائیں
ایک دن ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکا دیا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقے کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو ہوسکتا تھا

لہ واسطے حکم کے رسول علیہ السلام کے ۱۲

سلہ حاضر ہوں یا رسول اللہ ۱۲

سلہ سچ کہا آپ نے یا رسول اللہ ۱۲

لیکن اونسے نہ چاہا کہ قیامت کے دن اوس سے بہتر خرمے کہائے صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم ورضی اللہ تعالی عن اصحابہ اجمعین

فصل بیان حجرات شریفہ مین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف
کی بناڈالنے کے وقت دو حجرون کی بھی بناڈالی تھی کیونکہ اوس زمانے تک
دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہما تھین بعد اوسکے جتنے ازواج مطہرات بڑھتی گئین ہر ایک کے واسطے
ایک ایک حجرہ منیفہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی گھر حارثہ بن النعمان
انصاری کے تھے اونھون نے تھوڑے دنون کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب
عالمیان مآب علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات کئے اور آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام
کے اکثر بیوت موافق عرف دیار عرب کے شاخہای خرما سے تھے کملی سے ڈھنکے ہوئے
اور دروازون پر کملی کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف کی
جانب قبلہ اور مشرق اور شام واقع تھے جانب غربی مین کوئی گھر نہ تھا اور بعضے
گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخون خرما سے کہ
اوسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب
تھے اور بلندی چھتون کی ایک قد آدم اور ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھی اور حضرت
جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہان اب اونکی
قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہی اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے
گھر کے اور درمیان دولت سرای حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب تھا ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے
ہین اکثر اوقات حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ
کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم
کی خیر وعافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا اوس طرف سے تشریف لائین اونکے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ

کسی قسم کی گفتگو آگئی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کرکے اوس جو حد کو سد کروادیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف میں داخل
ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوسکے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف
لیجاتے اور اونکا حال پوچھتے بعد اوسکے حجرات ازواج مطہرات میں رونق افروز ہوتے
حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے گھر میں تشریف لائے ہمنے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا
اور ام ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے
طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا بعد اسکے آپکے دست مبارک دھلائے آپ نے
دست مبارک چہرۂ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اسکے بعد سجدے
میں چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کرسکے امام
حسین علیہ السلام آپ کی پشت مبارک پر گر کر رونے لگا آپ اوسکا رونا ملاحظہ فرماکر
اپنا رونا بھول گئے اور اوسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي
یَا حُسَیْنُ تم کیوں روتا ہے اوسنے عرض کیا ای باپ ہم نے آپ کو ایسا روتے کبھی
نہیں دیکھا آج آپ کیوں روتے ہیں فرمایا ای بیٹے میں آج تمہارے حال پر ملال کو
دیکھکر ایسا مضطر ہوا تھا کہ کبھی نہیں ہوا جبرئیل نے اللہ تعالی کی طرف سے میرے
پاس آکر خبر پہنچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کے حالت میں شہید کریگی
یہ خبر سنکر میں نے دعا کی کہ الہی دنیا میں یہ رنج و مصائب ہیں تو بارے آخرت اونکی بہتر کرنا
فصل ابتدای حال میں بعضے صحابہ کے گھروں کے دروازے اور راستے مسجد
شریف کی طرف تھے آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب
دروازوں کے بند کرنے کا امر فرمایا سوای دروازۂ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی
عنہ کے احادیث صحیحہ میں طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام
مرض میں کہ رحلت فرمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرما ہوکر خطبۂ بلیغ

پڑھا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندون مین سے مخیر کیا
اسبات مین کہ اگر چاہے دنیا مین رہے اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے
نے یہی اختیار کیا کہ اپنے مولی کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے اون مین سے
کسی کی سمجھہ مین نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہین سوای حضرت خلیفہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی رو دئے اور سمجھہ گئے
کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت قریب پونہچا بعد اسکے حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ بذل اور مدد کرنے والا صحبت
اور مال مین ابوبکرؓ ہی اگر مین سوا خدا کے کسی اور کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابوبکرؓ کو ٹھہراتا
لیکن اخوت اسلام باقی ہی جتنے دروازے مسجد کی طرف ہین بند کر دو سوائے دروازہ
ابوبکرؓ کے اور بعضے احادیث مین آیا ہی کہ کوئی خوخہ مسجد مین نچھوڑو سوای خوخہ ابوبکرؓ کے
اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین جو گھر مین روشنی کے واسطے رکھتے ہین اگر خوخہ پائین
کی طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی ہو سکتا ہی اور خوخہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے مسجد شریف مین حاضر ہوتے اسی واسطے
اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا ہی ورالا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع نہ تھا علمای سنت وجماعت کو اس حدیث سے
تمسک ہی فضل حضرت ابوبکرؓ مین سارے صحابۂ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ امتیاز اونکو
آخر حیات آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہان تک کہ نقل
کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک
سوراخ رکھون کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت و ولتسرا سے دیکھہ لیا کرون آپ نے
فرمایا کہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر چاہو تو روا نرکھون گا اس درمیان مین بعضے
لوگون نے آپس مین کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھولدیا اور سبکا دروازہ بند کردیا
آپ نے فرمایا کہ یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین کی حق تعالی نے حکم دیا ہی
اور مجھکو اسمین کچھہ اختیار نہین اور فرمایا کہ ابوبکر کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہون

اور دوسروں کے روایۃ دونوں پر ظاہر ہے تشت علماء نے باب تاویل میں آکر ادعا کیا ہو کہ
اس حدیث سے ظاہر مراد نہیں بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہی اور ستونوں کے
دروازہ بند کرنے سے کنایہ ای منع طلب خلافت سے ورنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا
کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی مدینہ میں تھا اور دوسرا
بقیع میں یہ بات اس بعض شارحے تکلف نہیں یہ جو کہا ہی کہ کوئی گھر ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر
متعدد تھے بتعداد ازواجات اور وہ گھر جسکے دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب تھا
مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان میں کہ ایک وقت میں اس گھر کو
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اونکے
پاس کچھ نہ تھا اوسکو انفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں نقل کرتے
ہیں کہ اس باب میں احادیث اور بھی منقول ہیں کہ ظاہر اون احادیث کا مخالف ہے
حدیث مذکور کا ازجملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہی وہ کہتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سوای دروازہ علی
بن ابی طالب کے اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہیں اور اسناد اس حدیث کے
قوی ہیں طبرانی اوسط میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے دروازے بند کر دیے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا
نہ میں نے بند کیا نہ میں نے کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہی
کہ میں سبکے دروازے بند کروا دوں سوای دروازہ علی کے اور بھی امام احمد و نسائی
نقل ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب دروازوں کے بند
کرنے کا حکم ہوا سوای دروازہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کہ اونکے گھر کا دروازہ
مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اسی راہ سے
آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہیں کہ وہ کہتے
تھے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ

وسلم کے ابوبکر کو جانتے تھے اونکے بعد عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری کا
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لاتا ہے کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ابوبکرؓ کو پھر اونکے بعد عمرؓ کو پھر اونکے بعد
عثمانؓ کو اور دوسری روایت مین ہے کہ برابر نہین کرتے تھے ہم ان مین شخصوص سے
کسی کو انتہی اور سید علیہ الرحمۃ نے فقط ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا
کہ کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالی نے تین فضیلتین علیؓ ابن ابیطالب
کو دی ہین اگر اون فضائل مین سے ایک فضیلت بھی مجھہ مین ہوتی تو مین اپنے تئین دنیا
اور مافیہا سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی
اونکے نکاح مین دی اور اونسے اولاد ہوئی دوسری یہ کہ سبکے دروازے بند کئے اونکا
حکم ہوا سوا اونکے دروازے کے تیسری یہ کہ خیبر کے دن جھنڈا اونکے ہاتھہ مین دیا گیا
اور نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ عثمانؓ و
علیؓ کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث پڑھکر کہا کہ علیؓ سے کچھہ تو پوچھو
اور اوسکا کسی سے قیاس نکرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک کتنی ہے ہم سبکے دروازے بند کروانے کا حکم دیا سوا دروازہ علیؓ کے شیخ
ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے حجت اور قبول کے لائق ہے علی الخصوص
جبکہ بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ
ابن جوزی نے اس حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات
مین لکھا ہے اور اوسکے بعضے طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح
کے ہے جو باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہوئی ہے غالبًا رافضیون نے اوسکو
اوسکے معارضے مین وضع کی ہے اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اسباب
مین خطاے شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو فقط توہم معارضے سے موضوع ٹھہرائی اس حدیث
کے طرق بہت ہین بعضے اون طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچی ہین
اور یہ حدیث حدیث ابوبکر کے ساتھہ معارض نہین ہے جمع اور توفیق ان دونون حدیثون کے

اور بیان اس بات کا ہے اور بزار نے اپنی مسند میں اسکو لایا ہے اور کہا ہے کہ حدیث علی روایات
اہل کوفہ سے ہے اور حدیث ابی بکر روایات اہل مدینہ سے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سد ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے
مستثنیٰ کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کیطرف
تھا اور سوا اوسکے کوئی راہ آنے جانے کی نہ تھی اور مؤید اس کلام کا وہ ہے جو مروی ہے
حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جنابت کی حالت میں کوئی شخص اس مسجد میں
نہ آوے مگر میں اور تو اسوقت سارے دروازے بند کر دیے سوا باب علی کے اور
دوسرے وقت جو جو کہ اور دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اوسوقت استثنا کیا ابی بکر
کا سارے اصحاب میں اسواسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جسکی راہ مسجد کیطرف ہو
جیسا حضرت علی کا تھا اونکا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کیطرف جیسا کہ علمای سیر اور
احادیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلاباذی نے معانی الاخبار
میں اسی توجیہ کے ساتھ توفیق میں تصریح کی ہے یہاں تک تمام ہوا حاصل کلام شیخ
ابن حجر کا شرح صحیح بخاری میں سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جو خبر دلالت کرتی ہے اس
بات پر کہ قصیۂ فتح باب علی مرتضیٰ مقدم ہے یہ ہے کہ اس رسالہ میں نقل کرتے ہیں کہ جب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوا دروازہ
علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و
سلم میں حاضر ہوئے اور آنکھوں سے اونکے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ
آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا ای چچا میں نہ ہوں
مجھکو اس امر میں اختیار نہیں پس اس روایت میں ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیہ
فتح باب علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیہ فتح خوخۂ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ
عنہ کی غزوۂ احد میں • فی اور سید علیہ الرحمہ نے قضیۂ فتح باب علی کو بہت سے

احادیث سے بہت طرح سے ثابت کیا ہے از جملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن قبال اور کسی ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہین کہ سب اصحاب کرام مسجد شریف مین بیٹھے تھے کہ یکایک منادی نے ندا دی یا ایہا الناس سدّوا ابوابکم یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہوئے لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اوٹھا نہین پھر دوسری بار ندا آئی یا ایہا الناس سدّوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب آدمی سب نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضی بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہوگئے تو علی مرتضی کی طرف آپ نے متوجہ ہوکر فرمایا تو کیا کھڑا ہے جا اپنے گھر مین بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سننے سے لوگون کے دلون مین کچھ رنج سا آیا اور آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد وثنای الہی جل وعلا وشانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو بہ صفت طہارت اور اوس مین کوئی نرہے سوا تیرے اور ہارون کے اور سوا ہارون کے دونون بیٹون کے کہ شبر اور شبیر ہین اسی طرح اللہ تعالی نے وحی کی مجھپر کہ مین ایک مسجد طاہر بناؤن اور اوسمین کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے اور علی کے دونون بیٹون کے کہ حسن اور حسین ہین پس اون نے مدینے مین آن کر مسجد بنائی اور مجھکو مدینے کے آنے مین اور مسجد کے بنانے مین کچھ اختیار نہ تھا مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہین جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آئے تا کہ مین اونکے یہان اوترون اور مین اونکے کہنے سے نہین اوترا اور مین نے کہا کہ میرے ناقے کو روکو نہین وہ مامور ہے جہان بیٹھ جائے گی مین وہین اوترونگا اور وہین میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازون کو نہ مین نے بند کیا ہے نہ مین نے کھولا ہے اور علیؓ کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہے مین اسمین کیا کرون اور حق یہ ہے کہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث

علی رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہیں ہو سکتا پس ہو سکتا ہی کہ دونوں قصے حق ہوں اور وجہ توفیق وہی ہی جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے علمای حدیث سے نقل کیا ہی وَبِاللہِ التَّوفِیق وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحقِیق

باب ساتواں بیان تعمیرات اور زیادات میں جو بعد رحلت فرمانے سرور عالم

صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی میں ائمہ اور امرا اور سلاطین سے ظہور میں آئی اور ذکر اون کے اوصاف اور احوال میں بسبیل اختصار اور اجمال کے مسجد نبوی میں پہلے زیادتی اور بڑھانا حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہیں ہوئی یا اونکے نظر شریف میں مصلحت یہ تھی کہ مسجد نبوی کو تغیر و بیئت اوسکے وقت میں آئی البتہ ہو لی کہ بعضے ستون جو کہ پڑے سگئے اونکی جگہ پر اور ستون اوسی جنس کی سا نوں حزبات سے بنائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چونکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات میں اشارہ پائے تھے پس سترہ ہجری میں قبلہ اور شام اور مغرب کی طرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا کیوں کہ اوس طرف حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا قبلہ سے شامی طرف تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوسکا جانب مشرق سے جہت غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھسے فرمایا تھا کہ تو مسجد کو بڑھا اسواسطے میں نے بڑھائی اور نہیں تو یہ بات میں ہرگز نہ کرتا اگرچہ جگہ نمازیوں پر تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی از جنس بنای حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھی یعنی انہوں نے بھی کچی اینٹوں اور خرما کی شاخوں اور لکڑیوں سے بنائی نقل ہو کہ دار عباس رضی اللہ عنہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے اون سے کہا کہ مسجد مسلمانوں پر تنگی کرتی ہی اور میں چاہتا ہوں کہ وسیع ہو جائے ایک طرف اوسکے حجرات امہات المومنین ہیں اور دوسری طرف کو تمہارا گھر ہی

حجرات امہات المومنین کھود ے کی تو میری مجال نہین رہا تمھارا گھر اوسکو یا تم بیچ ڈالو
اوسکی جو قیمت کہو مین بیت المال سے ادا کرون یا اسکی عوض مین جو مکان مدینے مین
جس جگہ تمکو پسند آوے تم کہو مین تمھین دلوا دون یا اس گھر کو مسلمانون پر تصدق کرو
بہرحال ان تین شقون سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
لا واللہ مین ان تین شقون مین سے کوئی شق اختیار نہین کرونگا یہ وہ جگہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ کو رفع مخاصمت کے واسطے حکم دیا اونھون نے ایک حدیث پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہی کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالی نے داؤد علیہ السلام پر وحی
بھیجی کہ تو میرے واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر مین کرین داؤد علیہ السلام
نے بحکم الہی بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بنای عمارت کا خط ایک طرف سے ایک
اسرائیلی کے گھر پر آیا داؤد علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے
ہاتھ بیچ ڈال اوسنے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نمانا داؤد علیہ السلام نے اپنے دل مین
یہ بات ٹھہرائی کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالی نے
وحی بھیجی کہ ای داؤد علیہ السلام مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا کہ اوس مین
میری عبادت کرین تو آدمیون کے گھر غصب کرتا ہی تیری عقوبت یہ ہی کہ تو اس گھر کو
نہ بنا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق دے
کہ اس بنا کو تمام کرے پس بعد داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو تمام
کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھہ تعرض نکیا بعد
اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آپ اس گھر کو مسلمانون کے واسطے
تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد مین داخل کر لیا اور ایک گھر
اور جعفر بن ابی طالب کا اوسی گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھہ درہم کو

خرید کرکے مسجد شریف میں داخل کیا دوسرا لطف اسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر مسجد شریف میں شرقی طرف پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطحا رکھا تھا بنایا تاکہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی بات آواز بلند کرنے کو چاہے تو وہاں جائے اور مسجد شریف میں آواز بلند کرے اور شعر پڑھے ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف میں باتیں کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ طائف کے ہیں فرمایا اگر غریب الوطن اور مسافر ہوتے تو ایسی سزا کو پہونچتے یہ مسجد پیغمبر کی ہے اسمیں آواز بلند کرنا جائز نہیں اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد میں بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے حضرت نے انکی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا کہ تم کیا دیکھتے ہو ای امیر المومنین میں نے اوس شخص کے سامنے شعر پڑھا ہی جو تجھسے بہتر تھا یعنی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ وہاں حاضر تھے حسان نے اونکی طرف منہ کرکے کہا کہ ای ابو ہریرہ میں تجھکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تو نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ اللّٰهم أيّده بروح القدس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللّٰهم نعم یعنی ہاں ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہی **فائدہ** مسجد میں شعر پڑھنا جو حرام ہی تو شعر جاہلیت و رذائل بطالت ہی اور جو مشتمل ہو کذب اور زور پر روایت کی ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے واسطے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہوکر کفار کی ہجو پڑھتے اور کلام مفصل بیان اسکا یہ حدیث ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الشعر حسنه حسن وقبيحه قبيح دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف کو بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیواریں اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی

لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونون کو لوہے اور شیشے کے عمودون سے
مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کی
طرف کم اور جانب شرقی کو حرمت حجرات ازواج مطہرات سے اپنے حال پر چھوڑا اوس
طرف کچھ زیادتی اور کمی نہین کی اور ابتدای عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول
سن انتیس ہجری مین واقع ہوئی اور اتمام اوسکا اوائل محرم سن تیس مین ہوا پس مدت
عمارت دس مہینے ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
آخر سال خلافت سن چتالیس ہجری مین واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم
مین آیا ہی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگون مین اس
بات سے کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ مَن بَنیٰ مَسجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیتًا فِی الجَنَّۃِ
اور شاید آدمیون مین انکار ہدم کرنے بنای اول و منقش پتھرون کے لگانے کی جہت سے
پیدا ہوا ہوگا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی
اسواسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع
ہوئی اور حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس
میری مسجد کو صنعای یمن تک بنا دین تو وہ میری ہی مسجد ہی نقل کرتے ہین کہ جب
سن چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو آدمیون
نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوتی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے اسباب مین اصحاب کرام سے جو اہل فتوی اور اصحاب رای تھے مشاورت کی جب
اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون مین خطبہ پڑھا اور اس بات مین حدیث
نبوی اور قول سیدنا عمر اور اجماع صحابہ کو متمسک کیا کہ شبہات لوگون کے اوہان سے
اوٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنای مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے
اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ
روایت کرتے ہین کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بنای عثمانی کے وقت کہتے تھے کہ کاشکے

۲ یعنی جو بناوے مسجد واسطے اللہ کے بناوے گا اللہ اوسکے واسطے گھر جنت مین ۱۲

یہ بنا تمام ہوا ایک طرف سے تو دوسری طرف سے کہنے لگے لوگوں نے کہا یا ابا اسحٰق
تم ایسی بات کیوں کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہیں کرتے تھے کہ ایک نماز
اس مسجد میں افضل ہے ہزار نماز سے دوسری مسجد میں سوا مسجد الحرام کے اونھوں نے کہا
ہاں میں کیوں نہیں کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہوں مگر اس عمارت کی بنا
کی بہت سے اسرار سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور
درمیان زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس
عمارت کے اتمام پر موقوف ہے ادھر یہ عمارت تمام ہوئی اودھر فتنہ نازل ہوا لوگوں
نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے اونھوں نے کہا اس شیخ یعنی عثمان بن عفان کا قتل ہو جانا
ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان کا قتل مثل قتل عمر ہے اونھوں نے کہا نہیں بلکہ
اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہے بعد اوسکے عدن سے روم تک قتل ہی قتل اور
ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اشارہ اسبات کی طرف کیا
کہ جتنے لوگوں کے دلوں میں پہلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ
عداوت تھی او رہدم بنای مسجد سے اور زیادہ ہوگئی اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو
اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اسکے جیسا فتنہ اونھوں نے اوٹھایا ظاہر ہے اور آخر
عہد امارت مروانیہ میں جو فساد اور قتال و کشت و خون کثرت سے ظاہر ہوا اوسکا
بھی سبب قوی قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اون ہی کا ارادہ انتقام چنانچہ
بیان بنیان واقعہ حرہ سے جو یزید کے زمانے میں واقع ہوا اور سوا اوسکے اور وقائع
سے اوسکی طرف اشارہ پاسکتے ہیں تیسری مرتبہ مسجد نبوی میں تغیر اور زیادت ولید
بن عبد الملک بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی نے خلفا اور
امرا سے عمارت عثمانیہ میں دخل نہیں کیا تھا اور اس وقت میں ولید کی طرف سے
عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اونکو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد جس کسیکا
گھر واقع ہوا اوسے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے تو اوسکا گھر گرا دے
اور بدل اوسکے اوسکو کچھ مال دیدے اگر مالک بھی نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا کو

دے دے اور حجرات ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد میں داخل کر دے عمر بن عبد العزیز نے موافق اوسکے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین کو ہادم کر کے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ مطہرہ مین آیا اور حجرات ازواج مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینے مین ایک قیامت برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھکر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا ہوتا کہ پچھلے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون و مکان سید انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہی اور کیا زہد اختیار کیا ابن زبالہ نے بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا تو بعد اتمام مناسک حج کے مدینے مین بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا تھا اثنای خطبہ خوانی مین اوسکی نظر حضرت امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے جمال جہان آرا کو آئینے مین مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن عبد العزیز کو بلا کر بہت جھڑکی دی کہ تو نے ان لوگون کو ابتک یہان کیون چھوڑ رکھا ہی اور نکال کیون نہین دیا مین نہین چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر انکو یہان دیکھون گھر انسے مول لے کر مسجد مین داخل کر دے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر گھر سے نہ نکلین تو گھر اونپر گرا دو اور بغیر اونکی اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے تو بحکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت کرام باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ سے واقع ہوا سات ہزار دینار گھر کے بدل مین اونکو دیتے تھے حضرت امام حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لونگا یہ قضیہ عمر بن

عبدالعزیز نے ولید کو لکھا اوسنے حکم بھیجا کہ بہتر ہی وہ دینار لیں گھروں سے چھیر
اور اونکو باہر نکالیں اور بیت المال میں داخل کرو یہی منزل حضرت ام المومنین حفصہ
گھر میں واقع ہوئی جس میں اولاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رہتی تھی جب اولاد
حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نکلیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کے گھر کی عوض کچھ نہ لیں گے تو حجاج بن یوسف بھی اوسوقت مدینہ منورہ میں تھا اوسنے
حکم دیا کہ گھر اونکا گرادو ولیکن اس قصے کو ولید نے سنکر عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ اولاد عمر
بن خطاب کی دیکھو کی گرا اور اونکو راضی رکھو اور قیمت گھر کی اونکو دے اگر وہ لیں تو اونکا اگر
اور کچھ تھوڑی سی رہیں اوسکے گھر کی اوسکے تحت تصرف میں رہنے دے اور مسجد کیطرف
اونکا دروازہ بھی باقی رکھو اور زمانہ ولید میں طول مسجد دوسو گز اور عرض ایکسو ستر گز کا
ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت میں نہایت تکلف اور تقسیم کیا یہانتک کہ چھتیں اور
دیواریں اور ستون سب مطلا اور مرصع جواہر کیے اور انواع طرح کے نقش و نگار سے
اونکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ کچھ مصالح اور استادکار یا تحفہ لکھکر روانہ
کرے قیصر روم نے حسب الامر چالیس استادکار رومی اور چالیس قبطی مسجد بنانے کو اور اوکے
ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیریں نقرئی اور قندیلیں اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار
مثقال طلا اور چیزیں جواہرات سے مرصع پیشکش کیے اور علامت محراب جو اب تک مساجد
میں متعارف ہے اوسی سے ایجاد ہے اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہیں کہ ایک
شخص نے ان روم سے چاہا تھا کہ معاذ اللہ حجرہ مبارک پر پیشاب کرے مجرد اس قصد کے
ایسا زمین پر گرا کہ سر اوسکا ریزہ ریزہ ہوگیا بعضے اون میں سے اس حال کو دیکھکر مسلمان
ہوگئے اور ایک دوسرے ملعون نے اونمیں سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سور کی
تصویر کھینچدی عمر بن عبدالعزیز نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اوسکے حکم کے
عمل میں آیا اوس خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی شخص اون میں سے
کسی درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوبصورت کھینچتا تھا تو تیس درہم اوسکی اجرت پر
بطریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے اس رسالہ نقل کرتے ہیں کہ جب ولید مدینہ میں آیا

عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک روز بتماشای عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی
نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور تحسین و آفرین کی
کہا کہ ساری مسجد کی چھت ستنے ایسی کیون نہ بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری
مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت پڑتا اوس نے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی
بنواتے عمر بن عبد العزیز نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہی کہ دیوار قبلہ پر
کیا خرچ پڑا اوسکے فقط نقش و نگار پر پینتالیس ہزار دینار صرف ہوا ہی ولید یہ بات سنکر
پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا .. خرچ تو نے کیون کیا کیا تو نے اپنے باپ کا
خزانہ سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثنای تماشای مسجد مین حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ دیکھہ تیرے باپ کی
عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہی اون صاحبزادہ والا رتبت نے جواب دیا کہ
ہان میرے باپ کی عمارت عمارت مسجد تھی اور تمھاری عمارت کنایس یہود و نصاری کی سی
ہی اور ابتدای عمارت ولید سن اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکانوے سن ہجری مین
پس مدت عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف
پر چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبد الملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب السلام
کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان تھا اوسکے صحن مین
اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ولید کی عمارت
سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسی نے ایجاد کی ہی واللہ اعلم اور زمانہ ولید مین نماز
جنازہ مسجد شریف مین پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفہ عباسی نے
کچھہ مسجد شریف مین بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹھہ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کیطرف
دس ستون اور بڑھائے اور رسم تکلف و زیب زخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی رکھی اور
اوس سے پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے پھر کسی نے
زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہی کہ سن دو سو دو مین مامون خلیفہ نے
کچھہ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم فصل بیان حجرہ مبارک مین

جو مشتمل ہے قبور شریفہ پر پہلے یہاں پر ایک حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں
کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا واقع اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے
اسمیں بحکم الٰہی جل جلالہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا بھی اپنے گھر میں رہتی تھیں اور اونکے اور قبر شریف کے درمیان میں کوئی پردہ نہ تھا
آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ بے دھڑک گھسنے لگے اور
کچھ مبالغات باقی نہ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر کی دو قسمیں کیں اور ایک دیوار
اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان میں اوٹھالی اور جبتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں
دفن نہیں ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہ ہوتیں حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر
حاضر ہوتیں اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر
ستر کامل اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتیں اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے مسجد شریف میں زیادت کی حجرہ شریفہ کو کچی اینٹوں سے بنایا وہ حجرہ زمانہ عمارت ولید بن
عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوسکو ہدم کیا اور منقش پتھروں
سے پھر بنایا اور اوسکے باہر ایک حظیرہ دوسرا بنایا اور اون دونوں حظیروں میں سے کسی میں دروازہ
نہ رکھا اور بعضے کہتے ہیں کہ سمت شامی میں ایک دروازہ ہے لیکن مسدود اور تحقیق پہلا قول ہے
اور عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرہ شریفہ کو
اپنے حال پر چھوڑو اور اوسکے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین
نے مجھے اسی طرح پر حکم دیا ہے سوا امتثال کے مجھے چارہ نہیں اور محمد بن عبد العزیز سے روایت کرتے
ہیں کہ حجرہ مبارک کی نیو کھودنے کے وقت ایک پاؤں ظاہر ہوا بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پاؤں
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرہ شریفہ کی نیو میں آگیا تھا اسواسطے کہ
اصح سے ثابت ہے کہ قبور شریفہ کی وضع اس طرح پر ہے کہ سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا
محاذی سینہ مبارک جناب سرور کائنات علیہ آلاف التحیۃ والسلام ہے اور سر مبارک حضرت عمر خطاب
رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس شکل پر

اینجا بعد از زیارت حضرت خیر الاسلام کرده بگرد مسجد دیگر مساجد مسجد الغمره و مسجد حضرت علی و حضرت فاطمه و حضرت عمر رضی الله عنهم واقع
و مسجد النخاره و چاهی که در آن سر شریف ... و چاه بئر انگشتری مبارک در آن افتاده بود ... چپ یک نیم کرده
باین جهت واقع شده

نقشه مدینه منوره

پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں دیوار حجرۂ شریفہ کی نیو تک نہیں پہنچ گیا تھا
ہو اور بعد بنای عمر بن عبد العزیز کے پھر آج تک کوئی حجرۂ مذکورہ کے اندر داخل نہیں ہوا سوا
اوسکے کہ نقل کرتے ہیں کہ سن پانچسو اڑتالیس میں ایک آواز حجرۂ شریفہ کے اندر سے سنی
گئی جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص سے مشائخ صوفیہ سے
کہ طہارت و نظافت اور ریاضت نفس میں مشہور تھے چنا اور اونکو بھوکا رکھکر کہ
لطافت اون میں اور زیادہ ہو جائے اونکی کمر میں رسی باندھکر چھت کے دریچے سے
اندر اتارا معلوم ہوا کہ کچھ خاک چھت سے گری تھی اسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اوس
نجاست سے پاک کرکے شرف دوجہانی حاصل کیا اسی طرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت
کے واسطے کہ طہارت مقام مقدس سے متعلق تھی ایک خوجے کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی
خدمت پر تعینات تھا ایک ثقہ عمارت کے ساتھ ملکر اتارا وہ دونوں مکان اطہر کی حاضری
سے ممتاز و سرفراز ہوئے اور سن پانچسو پچاس ہجری کے قریب جمال الدین اصفہانی
نے ایک جالی صندل کی سوا گرد حجرۂ شریفہ کے نصب کی اور چھ سو نوے میں اس
الی ایسجار شریف نے ایک غلاف دیبای سفید کا کہ جسپر سرخ ریشمی پھول سے تھے
اور سورۂ یس لکھی تھی اوسکو مستضی باللہ خلیفہ عباسی سے اجازت لے کر حجرۂ شریفہ پر
پہنایا اور اوس تاریخ سے عادت بادشاہوں کی یہی رہی کہ ابتدای جلوس میں ایک غلاف
حجرۂ مبارک کے واسطے بھیجا کیے چنانچہ اب تک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سن
چھ سو اٹھتر میں قلاؤن صالحی کی سلطنت میں حظیرۂ مقدسہ پر قبہ بر مسجد شریف
کی چھت سے اونچا تانبے کی جالیوں سمیت جیسا آج تک موجود ہے بنایا گیا اور پہلے اوس سے
قبۂ شریفہ مسجد کی چھت سے آدھے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا بعد اوسکے سن آٹھ سو
اکیاسی میں ملک قایتبا بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف کا
ویسا ہی خاک پاک کا رکھا کچھ پتھر وغیرہ نہیں لگائے کہ اس خاک میں برکت اقدام سید انام
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے بعد اوسکے دسویں صدی کے درمیان میں سلطان سلیمان
رومی نے روضۂ مقدسہ یعنی رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ کا فرش سنگ رخام سے کیا

اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ سے امتیاز دیا اور گرد روضۃ من ریاض الجنۃ
کے ایک دیوار تھی کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا مترجم عفی اللہ لہ
کہتا ہی کہ بعد اوسکے اب بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید خان رومی نے
مسجد نبوی پھر سنئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ اوس سے پہلے
کبھی نہوا تھا ساری مسجد نبوی قباب اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا اور
سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہی کمال صنعت و دستکاری صناعان روم پر
معمور کیا سارے ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصًا باب السلام کو سونے سے
لاد دیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ
باب جبرئیل کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم
تھے اوسنے ایک پانچوان دروازہ اور بنایا وہ باب مجیدی کر مشہور ہی اور پانچ منارون
قدیم مین چار منارے بوضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہی نہایت
خوبصورت کہ دیکھنے والے کا اوسکے دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے
آنکھ نہین پھرتی اور روضۃ من ریاض الجنۃ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک
ہر بنجی بطور کٹہرے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد سے سوای باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کر مشہور ہی ایک کٹہرا سبز اوسکے گرد لگا کر باقی رکھا اور جو چیز تھی از قسم قبہ
روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد شریف مین قالین ریشمی منقش بیش قیمت کا
فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ و ہانڈی بہ کثرت آویزان کر دیے کہ رات پر کثرت
روشنی سے دن کا گمان جاتا ہی اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات کیے ہین کہ آدمی
اونکو بغیر دیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرہ شریفہ مین سوا ترمیم اور
تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا مین اوسکی مغفرت کرے اور
اوسکے حق مین شفاعت قبول فرما وے تخمینا بارہ برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی
اور سن اتمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہی کہ اس مائہ اخیر مین کہ لوگون کے
ایمانون مین ضعف آ گیا ہی ایسی ہی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے تھی جیسی اسنے

مالی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ **فصل** ان جملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت میں ان جملہ معجزات
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا چاہیے قصۂ نقب حجرۂ شریفہ ہے کہ سن پانچسو ستاون
ہجری میں واقع ہوا نقل کرتے ہیں کہ سلطان نور الدین شہید محمود بن زنگی نے کہ حال اوس کا
اصفہانی مذکور اوس کا وزیر تھا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات میں تین مرتبہ خواب
میں دیکھا کہ آپ دو شخصوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ مجھکو ان دونوں کے
شر سے خلاصی دے سلطان نے فراست سے دریافت کیا کہ شاید کوئی امر غریب
کہ ایذاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مدینہ منورہ میں حادث ہوا اور مجھکو وہاں جلد
ہو پہنچنا چاہیے پس سلطان اوسی وقت بیس خواص مخلص اور بہت سا مال و متاع اپنے
ساتھ لے کر تیز سانڈنیوں پر سوار ہو کر روانہ مدینہ مطہرہ ہوا سولہ دن کے عرصے میں
شام سے مدینے میں پہنچکر اون دونوں ملعونوں کی تلاش میں مشغول ہوا اور حیلہ
اونکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام اور اکرام دینے کے واسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہونے کا
حکم دیا حسب الارشاد سارا شہر حاضر ہوا اوسنے ہر شخص کو مال بیکراں عطا کیا مگر اون حاضر
ہونے والوں میں کسی کو شکل مطبوع اون دو ملعونوں کے جنکو خواب میں دیکھا تھا
نہ پایا تو پوچھا کہ سوا ان حاضر ہونے والوں کے کوئی اور شخص بھی شہر میں باقی ہے جو
حاضر نہیں ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہیں جو حاضر نہ ہوا ہو مگر دو مغربی کہ نہایت
صالح اور سخی اور جواد اور عفیف ہیں شب و روز اپنی جگہ پر عبادت میں رہتے ہیں اور کسی کے
ساتھ اختلاط نہیں رکھتے اور حجرے سے باہر بہت کم نکلتے ہیں سلطان نے حکم دیا کہ اونکو
حاضر کریں لوگ اونکو حسب الحکم بلا لائے سلطان نے مجرد دیکھنے کے پہچان لیا کہ یہ وہی
دو شخص ہیں اوسی ہیئت کے جنکو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دکھایا ہے
پوچھا کہ تم دونوں یہاں کس جگہ رہتے ہو کہا اس رباط میں جو حجرۂ شریفہ کے پاس ہے
سلطان اون دونوں کو اوسی جگہ چھوڑ کر اونکے حجرے میں گھس گیا دیکھا کہ دو قرآن
طاق پر رکھے ہیں اور کچھ کتابیں وعظ و نصیحت کی اور کچھ مال ایک طرف ڈھیر ہے کہ
فقرای مدینہ منورہ پر صرف کیا کرتے تھے اور ایک چٹائی اونکے سونے کی جگہ پڑی ہے

سلطان نے چٹائی کو اوٹھایا دیکھتا کیا ہی کہ ایک بڑی بھاری سرنگ حجرۂ شریفہ کی طرف
اون دونون ملعونون نے کھودی ہی اور ایک طرف کو ایک کنوان کھودا ہی کہ سرنگ
کی مٹی نکال نکال کے اوسمین بھرتے ہین اور ایک روایت سے یون معلوم ہوتا ہی کہ چمڑے
کے دو تھیلے اون ملعونون نے رکھے تھے اون مین مٹی بھر کر رات کو بقیع کے گرد پیش
ڈال آتے تھے آخر کو بعد تعذیبات شدیدہ کے حقیقت حال کھلی کہ وہ دونون ملعون
نصرانی تھے اور نصاری نے اونکو حجاج مغاربہ کے بھیس مین بہت سا مال ساتھہ کر کے
مدینۂ منورہ مین بھیجا تھا تاکہ کسی حیلے سے حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہو کر معاذاللہ جسد
مطہر کے ساتھہ گستاخی سے پیش آئین جس رات کو کہ سرنگ کو قبر شریف کے پاس پہنچا
ہین ایسا ابر وباران آیا اور رعد وبرق اور زلزلہ عظیم پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہین اور
اسی کی صبحکو سلطان سعید پہونچتا ہی سلطان کو یہ بات سنکر حالت عظیم پیدا ہوئی اور
نہایت رویا اور اون دونون ملعونون کی شباک حجرۂ شریفہ کے نیچے گردن ماری اور
آخر روز مین جلا دیا اور گرد حجرۂ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی تک پہنچ گئی وہان
سے سیسہ گلا کر نیہ بھر لائے تاکہ وہان تک پھر کوئی نہ پہنچ سکے اور دوسرا قضیہ یہ
ہی کہ ابن النجار تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ بعضے امرای عبیدیہ کو کہ حکام مصر تھے اور
ولایت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما وتکریما اونکی تحت تصرف تھی اور اون
اشقیا کے احوال تواریخ جاننے والون پر روشن ہین بعضے زندیقون نے صلاح دی
کہ اگر جسد مطہر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام اور اجساد شریفۂ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مصر
مین نقل کرائین تو یہان کے لوگون کی منقبت عظیمہ کا موجب ہو اور سارے جہان کے
لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ یہین آیا کرین حاکم مصر نے یہ مصلحت پسند کر کے اس خیال
محال مین ایک مکان لق ودق اور حظیرۂ عظیمہ بنواکر تیار کیا اور ایک شخص معتمد کو
جسکا نام ابو الفتوح تھا نباشی قبور شریفہ کے واسطے مدینۂ مطہرہ مین بھیجا اکابر مدینۂ
منورہ کہ ابو الفتوح کے وصول سے پہلے اس حال سے مطلع ہو گئے تھے اول مجلس مین
جو ابو الفتوح کو دیکھا تو ایک قاری نے یہ آیۂ کریمہ وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم

وَطَعَنُوا فِی دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ
اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَکَثُوْا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ
تک بڑی جلالت اور ہیبت سے پڑھی آدمیوں میں ایک حرکت و ہیجان پیدا ہوا قریب
تھا کہ ابو الفتوح کو اوسی مجلس میں مار ڈالیں لیکن چونکہ یہ ملا و شریفہ اوسمیں اتر رکے
شہر میں تھی ہوا سطے اوسکے قتل میں سرعت و تعجیل مناسب نہ دیکھی ابو الفتوح کو بھی
ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجکو قتل کر ڈالیں تو میں راضی ہوں اس سے کہ
موضع شریف میں ہاتھ لگاؤں اور اوسی رات کو ایک ہوای تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی
اور اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گیند کی طرح ڈھلکتے پھرتے ابو الفتوح بھی یہ حال
دیکھکر بہاست ہیبت و رعب میں آگیا اور بادشاہ کی طرف سے جو لیے دلمیں تمامی کرام
رکھتا تھا اوسکے دل سے نکل گئی آخر کو وہ بھی صدق ہمت سے سالم نکل گیا میسر اقیب
حسب بعض ملاحدہ ہی محب طبری کا اس شہر میں نقل کرتی ہیں کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ کے
پاس آئے اور بہت سا مال اور ہدایا اوسکے لائے اس غرض سے کہ حجرہ شریفہ میں دروازہ
کرکے اجساد مطہرہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالدیں
امیر مدینہ نے کہ ہمذہب اور طامع دنیا تھا اس بات کو قبول کیا اور اوس فعل نا مشروع
و قبیح کا اذن دیا اور دربان حرم شریف کو بلا کر حکم دیا کہ یہ لوگ جس وقت آن کر دروازہ حرم شریف
کھلوائیں کھولدیا اور جو فعل یہ کریں اوسکا مانع ہو دربان کہتا ہی کہ جس وقت نماز عشا کی
لوگ فارغ ہوئے اور دروازہ حرم شریف بند کیا چالیس آدمی پھوڑے اور کدال اور
شمعیں ہاتھوں میں لئے کر باب السلام پر آکھڑے ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے
امیر کے حکم سے دروازہ کھولدیا اور میں ایک گوشے میں جا بیٹھا اور رونے لگا کہ الٰہی
یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہی سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذات
تک نہ پہونچے تھے پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب و آلات جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون
کے پاس جو زیادت عثمان کے قریب واقع ہی زمین میں دھس گئے امیر مدینہ اوسکا منتظر تھا جب
بہت دیر ہوئی تو امیر نے مجھے بلا کر اوس قوم کا حال پوچھا میں نے جو کچھ دیکھا تھا کہدیا

امیر نے اسباب کو باور نہ کیا اور کہا تو دیوانہ ہی مین نے کہا امیر خود چل کے دیکھے
اب تک خست کا اثر باقی ہی اور طبری اس حکایت کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہین
جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہین اور بعضے مورخان مدینہ نے بھی ذکر کیا ہی
چنانچہ تاریخ سمہودی مین مذکور ہی واللہ اعلم **باب آٹھوان مسجد شریف اور روضة
من ریاض الجنة اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب مین** از جملہ
فضائل مسجد نبوی یہ حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین مذکور ہی قال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم صلوٰة فی مسجدی هذا خیر من الف صلوٰة فیما سواه من المساجد
الا المسجد الحرام مسلم بھی مثل اسکے روایت کرتے ہین مگر وہ اتنا اور زیادہ کرتے ہین کہ
فانی آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد پس روایت مسلم کی ملا کر یہ نکلتا ہی کہ ایک
نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد مین برابر ہزار نماز کے ہی جو اور انبیا کی مساجد مین وا کیجائین
جیسے مسجد اقصی ہین کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہی سوای مسجد الحرام کے کہ مسجد ابراہیم
علی نبینا وعلیه السلام ہی چنانچہ اور احادیث مین اس بات کی تصریح آئی ہی طبرانی معجم کبیر
مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے
کہ بیت المقدس جانے کی رخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیون جاتے ہو کیا
قصد تجارت ہی اونھون نے عرض کیا قصد تجارت نہین مگر اسواسطے کہ وہان جاکر
نماز پڑھون فرمایا ایک نماز میری مسجد مین ہزار نماز کے برابر ہی اوس مسجد مین اور بعضے
احادیث مین آیا ہی کہ ایک نماز بیت المقدس مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین
پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ مین اور مساجد کے نماز پر برابر ہزار ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا
مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہی الا المسجد الحرام احتمال رکھتا ہی کہ بیان مساوات کے واسطے
ہو کا درمیان مسجد مکہ اور مدینہ کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر یا واسطے کمی
مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضے علما نے احتمال اول کو ترجیح دی ہی یعنی مساوات کو اور
ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے احتمال ثالث کی طرف گئی ہین یعنی
کہ ایک نماز مسجد مدینہ مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام

کے ہزار نماز سے کم کے برابر ہی ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوس کم کی تعیین میں اختلاف ہی بعضے مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہی اور بعضے دوسرے نو سو نماز مسجد حرام کے برابر کہتے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث سے مستند کیا ہی اور جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ استثنای مذکور بیان مزیت مسجد حرام کے واسطے ہی زیادتی ثواب میں مسجد مدینہ پر اسواسطے کہ وارد ہوا ہی کہ نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجے زائد ہی اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے زائد ہی اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کے اور مساجد کی نماز پر سوای مسجد مدینہ کے لاکھ درجے زائد ہوئی جیسا کہ دوسری حدیث میں تصریح کے ساتھ وارد ہوا ہی کہ اَلصَّلٰوةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَالصَّلٰوةُ فِي مَسْجِدِيْ بِاَلْفِ صَلٰوةٍ وَالصَّلٰوةُ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوةٍ اور یہ ورود عدد و مزیت اِن مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف احادیث میں غالب ہی کہ اوقات مختلفہ میں بحکم الٰہی ہوا ہوگا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ میں ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہی کثرت اعداد اور زیادتی کمیت کی طرف اور ہو سکتا ہی کہ ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادت ہو عدد اکثر پر اور واقع ہو باعدد ناقص کا صحت زائد کے ساتھ منافی نہیں ہی اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہی یہ ہی کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی کی بہ نسبت اور مساجد کی مذکور ہوئی آیا مخصوص ہی اوسی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تھی یا شامل ہی اون زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور امرا کے زمانے میں بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئیں قول مختار موافق احادیث و اعمال سلف و اقوال جمہور علما کے یہی ہی کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ لَوْ مُدَّ هٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰى صَنْعَاءَ كَانَ مَسْجِدِيْ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى ذِي الْحُلَيْفَةِ لَكَانَ مِنْهُ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت میں دلیل قاطع ہی مساوات پر

[illegible]

در میان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک کرنے اگرچہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم ہونا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہی
ابن تیمیہ کہتا ہی کہ اس باب مین سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہی شاید
مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہی قول مخالف کے نفی مین ورنہ اسباب مین
کچھ شک نہین کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام نووی
کے بعض کتب مین اسباب مین خلاف مذکور ہی اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہین کہ امام
نووی نے اوس قول سے رجوع کیا ہی وہو الصواب **فائدہ** اکثر علما کے نزدیک مضاعفت
مذکورہ مین فرض و نفل دونون برابر ہین اور بعضے علمای حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس
حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہین ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہی
افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ لیکن ظاہر ہو چکا ہی کہ بغیر مضاعفت کے
فضیلت پائی جاسکتی ہی اور ساتھ اسکے ہوسکتا ہی کہ نماز نفل مکے اور مدینے کے
گھرون مین مضاعف ہو اون نمازون سے جو اور بلاد کے گھرون مین ادا کی جاتی ہی
جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہی اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہی اسی طرح
ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الصلوۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام
والجمعۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف جمعۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام وشہر
رمضان فی مسجدی ھذا افضل من الف شہر رمضان فیما سواہ الا المسجد الحرام
اور یہ بات بھی جانی چاہیے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہین کہ ثواب کثیر بات
لکھا ہی نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز
یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وھذا ظاھر اور ایک
عالم نے لکھا ہی کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے
بیس روز کے نمازون کے برابر ہوتی ہی قطع نظر اوس تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کے سوا اور

ع بہتر نماز آدمی کی وہ ہی جو اوسکے گھر مین ادا ہووے مگر نماز فرض ع یعنی ایک نماز میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار نمازون سے اور جگہہ سوا مسجد الحرام کے اور جمعہ میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار جمعون سے اور جگہہ سوا مسجد الحرام کے اور مہینہ رمضان کا اس میری مسجد مین افضل ہی ہزار مہینے رمضان سے اور جگہہ سوا مسجد الحرام کے

جگہ میں ایک جسم کے دس لکھے ملتے ہیں اور قطع نظر اوس تناسب کے جو حجامت اور
مسواک وغیرہ پر مترتب ہیں ورنہ گنتی اوس عدد کو پہنچ جاوے جسکا تمام شکل ہو فسبحان
اللہ ذی الفضل العظیم والصلوٰۃ علی النبی و رسولہ الکبیر الکریم
اور ازجملہ اسکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بنقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ مَن صَلّٰی فِی مَسْجِدِی اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً اور زیادہ کیا طبرانی نے
لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ
یعنی آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے بغیر اس بات کے
کہ کوئی نماز درمیان میں سے فوت ہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہے کہ وہ بندہ دوزخ کی آگ سے
اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور شاید حکمت چالیس عدد
کی تعیین میں یہ ہے کہ عدد اربعین موجب استقامت و سبب کمال ہے اور منافق کو اوسکا
حاصل ہونا متعذر ہے اور جسکو حاصل ہو اوسکو برات نفاق سے بلاشبہ حاصل ہوگی اور جسکو
برات نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو البتہ اللہ تعالیٰ برات نار و عذاب سے بھی نصیب کرے
اور ازجملہ اسکے وہ حدیث ہے جسکو بیہقی نے نقل کی ہے اوسکا مضمون کرامت مشحون یہ
ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کرکے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے
اوسکے نامۂ اعمال میں حج کامل لکھا جاتا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد
میں نیک بات سیکھنے یا نیک بات سکھانے کو آئے وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہے اور جو
شخص بے اس قصد کے آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مشاہدت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا
تو وہ بمنزلہ اوس شخص کے ہے کہ اپنے محبوب کو اوروں کے ہاتھوں میں دیکھے
فصل وسائل رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ میں جو احادیث وارد ہوئے ہیں ازجملہ اونکے
وہ حدیث ہے جو صحیحین میں آئی ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ
اور بعضی روایات میں ہے مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ اور زیادہ کیا ہے بخاری نے
وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ اور بعضے روایات میں ہے وَاِنَّ مِنْبَرِیْ عَلٰی تُرْعَۃٍ مِّنْ
تُرَعِ الْجَنَّۃِ ترع کے معنی بعضوں کے نزدیک دروازہ ہیں اور بعضوں کے نزدیک

دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجہ اور بعضے کے نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہوا ایک دن حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہی ترع جنت سے اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ میرا منبر میرے حوض پر ہی اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگہ کو کہتے ہین جہان سے حوض مین پانی داخل ہو اور منبر کے پاس جھوٹھی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہی فرمایا ہی کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹھی قسم کھائے تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہی فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور جبکہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہوئی تو بموجب آیۂ کریمہ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذَّابًا اوس جگہ جھوٹھ پایا جانا دار دنیا مین ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت مین معدوم اور منتفی ہی اور بعضے احادیث مین آیا ہی کہ مَا بَیْنَ حُجْرَتِیْ وَمُصَلَّایَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ بعضے لوگ مصلا کو مصلی مسجد نبوی پر حمل کرتے ہین جو منبر شریف سے حجرۂ مبارک کے پاس تک ہی اور بعضے مصلای عید پر جو شہر پناہ مدینۂ منورہ کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کیطرف واقع ہی لہذا نقل کرتے ہین کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلای عید کے درمیان مین اپنے واسطے ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی ساتھ اون آبادات کے جو غرب کی جانب واقع ہوئے ہین رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ ٹھہرے گی اور خصوصیت اوتنی جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہی باقی نرہے گی اور ان احادیث کی تاویل اور تحقیق مین وجوہ متعددہ علما سے منقول ہین بعضون نے کہا ہی کہ منبر کا حوض پر ہونا کنایہ ہی اسبات سے کہ اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنا سبب ورود ہی حوض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور موجب ہی شرب کا اوسکے زلال جان افزا سے بعضے دوسرون نے کہا ہی کہ ممکن ہی کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تھا اور آپ نے اوسکو مشرف فرمایا ہی قیامت کے دن اوسکا بھی اعادہ فرمادین اور کنار حوض

کو تربیت جنت سے بشارت دیں سے ہی قائم کریں تعلیماً لنبیّنا و تکریماً لشأنه صلی اللہ
علیہ وسلم اور کچھ لوگ اسبات کیطرف گئے ہیں کہ یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس منبر سے دین ہیں جو اللہ تعالی آخرت میں آپکے واسطے حوض کوثر پر رکھیگا
اور اس منبر سے جو مسجد شریف میں ہی یہ قول ہوتی لفظ حدیث سے نہایت بعید ہو آپ فرماتے
ہیں کہ درمیان میرے حجرے کے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہی ریاض جنت
سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہی ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہی جو روضۂ
مقدسہ کی حد بتانے کو فرمایا ہی اسی طرح یہ حدیث روضہ میں بھی مختلف توجیہیں
آئی ہیں بعضوں نے کہا ہی کہ اسمیں نزول رحمت اور حصول سعادت میں تشابہ ہی
روضۂ جنت کے ساتھ نہ یہ کہ حقیقت میں روضۂ جنت ہی چنانچہ تشبیہ مساجد کے ساتھ
ریاض جنت کے حدیث إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا میں اشارہ اوس بات
کیطرف ہوتا ہی حضور صاحبان سعادت نشان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کہ آپکی
مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل کرتے تھے اور بعضے اسبات
کیطرف گئے ہیں کہ اس سے مقصود بیان شرف عبادت ہی اس مکان عظیم میں کہ موصل ہی
روضۂ رضوان کیطرف چنانچہ کہتے ہیں اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ وَالْجَنَّةُ تَحْتَ
اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ باعتبار اسبات کے خدا کی راہ میں تلوار مارنا اور اپنی امہات کی خدمت
بجا لانا ریاض جنت میں پہنچاتا ہی یہ دونوں قول نہایت ضعیف اور بعید ہیں اسواسطے
کہ ریاض جنت کے ساتھ مشابہ ہونا اور سبب ٹھہرنا اور روضۂ جنت کیطرف موصل ہونا
سارے مساجد کو شامل ہی خصوصیت مسجد نبوی کی کیا ہی اور اگر اللہ تعالی کی رحمت
خاص پر اور ایک روضۂ خاص پر جنت سے حمل کریں تو باوجود اسکے بھی ان تک
تکلف سے خالی نہیں اور تحقیق یہ ہی کہ کلام اپنی حقیقت پر محمول ہی اور درمیان حجرۂ
شریفہ اور منبر شریف کے حقیقت میں ایک روضہ ہی ریاض جنت سے اس معنی کر کہ
قیامت کے دن اوسی زمین کو جنت فردوس میں نقل کر لیجائیں گے اور اوسکو ساری
زمینوں کی طرح سے معدوم اور فنا نہ کریں گے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے

امام مالک سے نقل کی ہی اور استحباب پر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہی اور
شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علمای حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہی ابن ابی حمزہ کہ اکابر
علمای مالکیہ سے ہین فرماتے ہین کہ احتمال رکھتا ہی کہ اللہ تعالی نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا
ریاض جنت سے دنیا مین بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم مین واقع ہوا ہی
اور بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنی مقام اصلی پر لیجائین اور نزول رحمت اور
استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہی یہ معنی حقیقت مین جامع ہین سارے
اون معانی کو جو اور لوگون نے کہین ہین علاوہ اوسکے اس معنی سے ایک سر اور بھی
ظاہر ہوتا ہی کہ جیسا اللہ تعالی نے رتبہ خلیلیہ ابراہیمیہ کو ایک پتھر جنت سے عنایت
کرکے امتیاز دیا ہی اگر حضرت حبیبہ محمدیہ کو اعطای روضۃ من ریاض الجنۃ سے خاص
کیا ہو تو کیا تعجب ہی اور اگر بچشم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینون کے معلوم ہو تو چندان
عجب نہین اسواسطے کہ آدمی اوراک حقائق اشیای آخرت اس حیات فانی مین اپنی
کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا کہ چاہیے کر نہین سکتا اور رہ وہ جو بعضون نے فقط
عزیت ثواب اور فضیلت عبادت پر حمل کیا ہی اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی
ہو سکتی ہی جو شان اُحد اور عیر مین وارد ہین کہ اُحد جبال جنت سے ہی اور عیر جبال
دوزخ سے پس کوئی عالم اس بات کی طرف نہین گیا ہی کہ جوار اُحد مین عبادت کرنا
موصل ہی جنات نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم مین پونہچاتا ہی بلکہ
آخرت مین جبل اُحد دروازہ جنت پر ہوگا اور عیر دروازہ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب اتنی
زمین حقیقت مین روضۃ من ریاض الجنۃ ہی تو چاہیے کہ بھوک پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے
ہی نہ لوازم جنت سے اوسمین نہو جیسا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی ان لك ان لا تجوع
فیھا ولا تعری اسکا جواب یہ ہی کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعہ شریفہ سے لوازم
جنت منفک ہوگئے ہون جیسا منفک ہوگیے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اون مین بھی
لوازم جنت نہین پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہین ہوتی
رکن و مقام کی شان مین تو دلائل و براہین وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا

اور روضہ کے اصار لیسے نہیں ہیں اسکا جواب یہ ہی کہ وہ پہل تو عمارت ہی حضرت سرور انبیا محمد صادق علیہ الصلوۃ والسلام سے ہیں جس طرح رکن اور مقام کی حقیقت حضرت مخبر صادق سے معلوم ہوئی ہی اوسی طرح روضہ شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہی اور اگر کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونوں جگہ ممکن ہی اور اگر حقیقت پر جاؤ تو دونوں کو ثابت ہی پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہی واللہ اعلم وما التوفیق وبیدہ الکمیہ الحقیق وھو یا واصل العلوم علی من یشاء من عبادہ بحل سر دقیق

باب نواں ذکر بنای مسجد قبا اور اول مساجد نبویہ میں جو تورہ اور مطاہر انوار محمدیہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوۃ کاملہ تکملہ

پہلے معلوم ہو چکا ہی کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لاسکے تو قبل اندر داخل ہونے مدینہ مطہرہ میں روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو بن عوف میں کہ ساکنان قبا تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی بنہ ڈالی اور ایک روایت میں ہی کہ اہل قبانے بھی بنای مسجد کے باب میں عرض کیا تھا آپ نے صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تم میں سے میرے ناقہ پر سوار ہو کر لوٹے پھر اوسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اوسکی پیٹھ پر سوار ہوئے ناقہ نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے جب بھی نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اوٹھ کر پاؤں کاب میں ڈالا ہی تھا کہ ناقہ مبارک کود کر کھڑی ہو گئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اوسکی باگ چھوڑ دے اللہ تعالی نے اوسکو حکم دیا ہی جہاں ٹھہرے کی آخر جس جگہ وہ ٹھہری اوسی جگہ آپ نے مسجد قبا کی بناڈالی اور قبا والوں کو حکم دیا کہ پتھر جمع کریں پھر آپ نے ایک خط تعیین قبلہ کے واسطے کھینچ دیا اور ایک پتھر اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر بنہ کی جگہ رکھدیا بعد اوسکے صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ترتیب ایک ایک پتھر اپنے ہاتھ سے رکھدے اور وہ جو بعض روایات میں آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا

کے وقت ہوا ہی جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوس وقت مین بیت المقدس کیطرف
تھا اور روایت ثقات سے ثابت ہی کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم بنای مسجد قبا کے وقت
آپ بھی پتھر ڈھوتے تھے اور بقول بعضے مفسرین آیہ قرآنی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰی
مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ مسجد قبا کی شان مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے وہی
مسجد بنی ہی اور اوس مسجد والون کی مدح مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ
اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای بنی عمرو
تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق ہوئے اونھون نے عرض
کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے سے استنجا کرکے
پانی سے خوب طہارت کر لیتے ہین فرمایا یہی سبب ہی جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہوئے
ہو تمکو چاہیے ہی کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ
مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہی اس قول کی موید بعضے احادیث
بھی ثابت ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اس آیہ کریمہ کا مفہوم دونون مسجدون پر صادق ہی
اسواسطے کہ دونون کی بنا اول ہی دن سے تقوی پر ہی پس ہوسکتا ہی کہ دونون مراد
ہون جیسا کہ بعضے علمای حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہی واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ
علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرۂ اصحاب کرام
سے حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقوی کیطرف
اور پیچھے پیچھے اونکے آپ بھی تشریف لے چلے اس ہیئت پر کہ دونون دست مبارک
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھون پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات
کی تاکید کرتی ہی کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقوی ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَسْجِدُ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰی مِنْ
اَوَّلِ یَوْمٍ هُوَ مَسْجِدُ قُبَا قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا
وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے

ع البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہی اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے
ع بیچ اوس کے مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین اوسکو کہ پاک رہین اور اللہ دوست رکھتا ہی پاک رہنے والونکو
ع یعنی وہ مسجد جسکی بنا تقوی پر ہی پہلے دن سے وہ مسجد قبا ہی

اور دو رکعت نماز اوس میں پڑھتے تھے اور دوسری روایت متفق علیہ صحیح بخاری میں آیا
ہے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے
تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یونہیں کیا کرتے
تھے اور ابن شیبہ دوشنبہ کے روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہیں اور محمد
بن منکدر سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھویں کو صبح
کے وقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسیکو وہاں نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا
کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا
ہے کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ
مسجد کسی کنارے پر عالم کے کناروں سے واقع ہوتی تو اسکے طلب میں ہم کمر اونٹوں
کے جگر پہ کیا پٹتے پھر شاخیں خرما کی طلب کرکے اوسکی جھاڑو باندھ کے جس جاتا کی
وہ مسجد میں بڑا اچھا پاک کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہیں
ہیں ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑیں فرمایا واللہ تم لوگ کافی نہیں ہو اور ابن ابی شیبہ اس کلم
سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَرَّبَ مِنَّا مَسْجِدَ قُبَا وَلَوْ کَانَ بِاُفُقٍ مِنَ
الْاٰفَاقِ لَضَرَبْنَا اِلَیْہِ اَکْبَادَ الْاِبِلِ باسناد صحیح طرق متعدد سے حضرت سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا
کرنی مسجد قبا میں مجکو محبوب تر ہے دو بار زیارت بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر تم
لوگ جان لو کہ اس مسجد میں اللہ تعالی نے کیا سر رکھا ہے تو کتنی سعی اوسکی زیارت میں کرو
اسی طرح باسناد صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ثابت ہوا ہے اور کتاب
حرز میں آیا ہے کہ مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ اور مراد مساجد اربعہ سے
مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی اور مسجد قبا ہے اور حدیث ترمذی میں آیا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّلٰوةُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَا کَعُمْرَةٍ اور عمرہ کی فضل ہونے
میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور بعضے طرق میں چار رکعت کی تصریح آئی ہے

اور وہ چبوترہ جو صحن مسجد میں آج لیتے ہین کہ ناقہ مبارک کی بیٹھنے کی جگہ ہی اور سمہودی کہتے
ہین کہ سوای کلام ابن جبیر کے اسبات کی کچھہ اصل مین نے نہین پائی لیکن لوگون مین
مشہور ہی اور طول و عرض مسجد کا چھاسٹھہ گز کہا ہی اور علما کہتے ہین کہ کچھہ زمین منارہ
کی طرف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہی اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد
شریف نبوی کیطرح اس مسجد کی بنا مین بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جب وہ طول
زمان کی جہت سے گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرناً بعد قرن اوسکی تجدید
کرتے رہے اور اوس مسجد شریف مین جسکا تبرکاً زیارت کرنا لازم ہی وہ سعد بن خیثمہ کا گھر ہی
کہ مسجد کے قبلہ مین واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کیطرف تھا
اوسکو بند کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلای شریف تیسرے ستون کے پاس ہے
اگر پہلی راہ سے داخل ہون اور مسجد کے مغربی کونے سے قبلے مین ایک جگہ ہی اوسکا نام
مسجد علی ہی سمہودی کہتے ہین کہ شاید یہ مسجد وہی گھر سعد بن خیثمہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسمین آرام فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی ہی اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہی چنانچہ
اسکا بیان ذکر آثار متبرکہ کے ساتھہ آویگا آب ذکر مسجد قبا کے ساتھہ ذکر مسجد ضرار کا بھی
کہ ضد مسجد قبا ہی تفنناً کیا جاتا ہی سننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق
کو لازم ہین بمقابلہ مسجد قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ
كُفْرًا الآیہ اوس باب مین نازل ہوئی بیہقی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے
ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک تھا اوسنے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد
بناؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ حیلہ او رنفاق کرتے رہو اتنے مین مین قیصر روم کے
پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لا محمد کو اور اونکے اصحاب کو یہان سے نکالون اسمین
وہ منافقین مسجد ضرار تیار کر کے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت شریف مین حاضر ہو کر
عرض کرنے لگے کہ ہمنے ایک مسجد بنائی ہی اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوسمین نماز پڑھین
تو موجب برکت اور سعادت اوس مین کا ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ

تقوم فیہ الی قولہ واللہ لا یہدی القوم الظالمین اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ جس جگہ
مسجد بنائی ہی ایک عورت کی ملک میں تھی اوس عورت کا نام لبنہ تھا اور اوسکے پاس
ایک گدھا تھا وہ اسی جگہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم گدھے
بندھنے کی جگہ پر نماز پڑھیں ہم اپنے نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد اور بناویں گے یہاں
تک کہ ابو عامر کبیر آوے اور ہمارا امام ہووے اور یہ ابو عامر کافر تھا کہ خدا اور رسول سے کینہ رکھتا تھا
اور اہل مکہ کے ساتھ سازش کرکے شام کو گیا وہاں جا کر دین نصرانی اختیار کیا اور وہیں
واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول کے حکم سے مسجد ضرار میں آگ لگائی گئی اور ویران کی
گئی طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے مسجد ضرار کو منصور
کے زمانے میں دیکھا تھا اوس سے دھواں نکلتا تھا اب اوس مسجد کا نام و نشان باقی
نہیں معلوم نہیں کہ کس جگہ پر تھی فقط اتنا معلوم ہی کہ جانب قبا مسجد قائم تھی واللہ اعلم بالصواب
اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہیں پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہی کہ
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی جل سلطانہ بلدۂ طیبہ مدینہ کیطرف
روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی سالم بن عوف تک پہنچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپنے نماز جمعہ
وہیں ادا فرمائی اول ہی جو مدینہ منورہ میں تشریف لا کر جمعہ قائم فرمایا یہ تھا اور قریب
اوس مسجد کے ایک وادی ہی جس کی جانب بنی سالم بن عوف کے گھر تھے اور
اب اون گھروں کے نشان باقی ہیں اور عتبان بن مالک کا بھی گھر اسی وادی میں تھا
جسکا قصہ صحیح بخاری میں آیا ہی کہ اونھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر
ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت میں ضعف آگیا ہی اس جہت سے پانی برسنے
اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکتا میرے گھر میں
آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائیے تو میں اوسی جگہ نماز
پڑھا کروں اور بعضے علمای سیر نے لکھا ہی کہ بنی سالم کی دو مسجدیں تھیں اور مسجد جمعہ اون
دونوں مسجدوں میں چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہو گی جسکا ذکر حدیث مذکور میں آچکا ہی
واللہ اعلم اور عمارت قدیم اس مسجد کی گر گئی تھی قریب نو سو سن کے کسی عجمی نے اوسکی تجدید

لی اوسمین چھت اور مینار نہ تھی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب تیس گز اور عرض اوسکا
شرق سے غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہیں
وہ ایک چھوٹی سی مسجد ہی مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے
مربع کالے پتھرون سے بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہی گیارہ گیارہ گز جس زمانے مین
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تھا اسی مسجد کے قریب قبہ مبارک
نصب کیا گیا تھا اور اس مسجد کی جگہہ پر چھہ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوسکے
اوسی جگہہ مسجد بنا دی گئی ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت
انصار کے ساتھ اس مسجد کی جگہہ پر بیٹھکر فضیخ کو کہ ایک قسم ہی اقسام مشروبات سے
استعمال کرتے تھے جب آیہ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے مُنہ کھول دیے
اور جسقدر اوس مین فضیخ تھی گرا دی اس جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علمانے
کہا ہی کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہی یا نجاست خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا
اور امام احمد اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی جگہہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوسکو نوش فرمایا
اسی جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین
واللہ اعلم اور شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے
کی وجہ معلوم نہین ہوئی سوا اسبات کے کہ بہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع
ہین اوسکا مکان اونچا ہی اور طلوع شمس وہان سب سے پہلے ہوتا ہی اور کہا ہی کہ یہ گمان نکرنا چاہیے
کہ یہ وہ جگہہ ہی جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادہ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ
قضیہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہی چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تصریح
کی ہی اور جاننا چاہیے کہ یہ حدیث اعادہ شمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باسناد
حسن ثابت ہوئی ہی اور اوسکے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا
صحیح ہونا ثابت کیا ہی اور ابن جوزی اوسکو موضوعات مین لکھتے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری
مین کہتے ہین کہ ابن جوزی نے خطا کی ہی اسبات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتے ہین

اور مسجد قریظہ یہ مسجد ساری ماعون کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی طرف
واقع ہی جسکو قف میں کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا
تو آپ اسی مسجد کی جگہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت میں آیا ہی کہ اوسکے جوار میں
ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمیں نماز پڑھی تھی ولید بن عبد الملک
نے اس مسجد کی بناکے وقت اوس گھر کو بھی مسجد میں داخل کر دیا اور وہ جگہ مسجد کے شمال
کی طرف پیچھاں کی کوسے پر واقع ہی اور عمارت قدیم مین اوس جگہ ایک منارہ تھا یہ مسجد
قبا کے منارے کے وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گر گیا اس سات سو کے قریب
اوسکا کچھ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قد آدم کا اونچا بنا دیا گیا
کہ اب تک موجود ہی اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد قبا کی وضع پر تھی کہ اس میں
چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ تھے اب ایک چار دیواری ہی قبلے سے شام کی طرف
جو لمبائی اسکی گز کی ہوگی اور شرق سے غرب کی طرف تخمیناً ۳۳ گز کی اور قصہ محاصرہ
بنی قریظہ یہ ہی کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فراغت پاکر
مدینہ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسل خانے میں تھے اور ایک طرف سر مبارک میں
شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کر کے مشقت و کلفت کو جسم شریف سے دور کریں
کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلود حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ شریف پر پہنچے اور عرض کیا کہ اب تک ملائکہ نے ہتھیار
نہیں کھولے اللہ تعالی و تقدس کا حکم ہی کہ آپ سوار ہو جیے اور بنو قریظہ پر دوڑ مارئیے
اور میں اوس قوم پر جاتا ہوں کہ اونکو شکستہ و ذلیل کر دوں جبرئیل علیہ السلام
یہ خبر پہنچا کر پھرے کہتے ہیں کہ ملائکہ کے گھوڑوں سے کوچہ و بازار میں غبار بلند
ہو گیا تھا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال موذن
رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کو حکم دیا کہ جو شخص خدای تعالی کے حکم کا مطیع اور سامع ہی
اوسکو چاہیے کہ نماز عصر بنی قریظہ میں جاکر پڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا
جھنڈا خاص عنایت فرماکر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک کو پچیس روز تک محاصرہ

مین رکھا کہ وہ عاجز آ گئے اور اونکے دل مین رعب پڑ گیا آخر کار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم دے اوس پر راضی ہین
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوہ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ ابتک زخم سے خون
جاری تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا
اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہو گیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین
حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ نے بنو قریظہ سے فرمایا قُومُوا اِلیٰ سَیِّدِکُم بعضے علما اس
حدیث سے استدلال کرتے ہین مشروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے
اور محققین کہتے ہین کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے
کی تعظیم کرین بلکہ اسواسطے تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی
بغیر کسی کی اعانت سواری سے اوتر پڑین تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اوٹھو
اور اونکو اوتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا
نہ سارے حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اسبات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو
اوسکا امتثال کرین بعد اوسکے فرمایا یا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ بنی قریظہ کے باب مین تو کیا
حکم دیتا ہی اونھون نے عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیے
اور اونکے اموال کو مسلمانون پر بانٹ دیجیے اور اونکے جورو لڑکون کو لونڈی غلام
بنا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا
کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو سات پردہ آسمان سے نازل ہوا پس چھہ سو یہودیون
کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ کی گردن ماری گئی اور سر اَنَا الضَّحُوکُ القَتُول
تجلی باسم الٰہی محیی و ممیت سے ظاہر ہوئی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور مسجد مشربہ ام
ابراہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کیطرف ہی حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے
درمیان مین ایک فقط چار دیواری ہی نہ چھت کی قبلے سے شام کیطرف گیارہ گز ہی اور
مشرق سے مغرب کیطرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ
نماز پڑھی ہی اور مشربہ کہتے ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ ہین والدہ حضرت ابراہیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اون کا ایک باغ یہاں تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہیں پیدا
ہوئے اور یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ فقرا پر وقف فرماتے
تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہا
خوبصورت تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے پہلے اونکو حارثہ بن النعمان
کے گھر میں رکھا آخر کو اس جہت سے کہ تھا اونکی نسبت ایک غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی
مدینہ میں جہاں یہ مسجد ہی اوٹھا لے گئے اور اوسکے دیکھنے کو کبھی کبھی وہیں تشریف
لیجانے لگے یہ بات مجھپر پہلے سے بھی زیادہ گراں ہوئی آخر کو اللہ تعالی نے اونکو ایک لڑکا
دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول آیہ کریمہ یا ایہا
النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الایہ ہوا مشہور ہی اور مسجد بغلہ اوس مسجد کو اب مسجد
بغلہ کہتے ہیں اور عوام الناس اوسکو مسجد بغلہ بھی کہتے ہیں اور بقیع سے پورب کیطرف واقع
ہی اوس مسجد کی بابت ابن زبالہ نے حضرت فاطمہ بنت سعد ام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا
سے دکوہی اور روایت کو پوچھا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان
کو ساتھ لیکر بنی ظفر میں تشریف لاکر بنا اوا فرما کر ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوئے
اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن وہ قاری جب آیہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ
بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا تک پوہنچا تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
رونے لگے اور فرمایا اے اللہ میں گواہ اون لوگوں کا ہوں جنکے درمیان میں تھا
اور جن لوگوں کو میں نے نہیں دیکھا اونکو میں کیا جانوں اور بعضے علمای تاریخ لکھتے ہیں
کہ جس عورت کو حمل ہوتا ہو اوس پتھر پر جاکر بٹھاویں اللہ تعالی اوسکی تاثیر سے قالب
حاملہ ہوجانے کی عنایت فرماتا ہی اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ منورہ میں
اور مجاورین کے نزدیک حد شہرت کو پوہنچی ہی مسلری کہتے ہیں کہ حرہ میں بہت سے
پتھر ہیں کہ اون پر آثار رہیں کہتے ہیں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے سم کے
نشان ہیں اور ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہی کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا
تکیہ لگایا تھا اور انگلی کی انی سے تشریف لیجا رہے سیر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ انگلیوں کا سا نشان ہی

حجاج ان سکی زیارت کرتے ہین اوراسی محراب مین ایک پتھر ہی اوسپر لکھا ہی خلد اللّٰہ ملک
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللّٰہ امیر المؤمنین عمر سنہ ثلثین و ستمائة
اور مسجد الاجابۃ یہ مسجد بقیع سے شمال کیطرف ایک اونچی زمین پر واقع ہی قبلے سے شامی کیجانب
قریب بیس گز کے ہی اور مشرق سے مغرب کیطرف پچیس گز ہی اور اسکا نام مسجد بنی معاویہ
بھی ہی صحیح مسلم مین آیا ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کیطرف تشریف
لاتے تھے آپکا گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا
فرمائی اور جتنے صحابہ کہ ہمراہ رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز کے آپ نے
دعا کی نہایت طویل جب وہان سے پھرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار
عالم سے تین دعائین کین ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط مین مبتلا کرکے ہلاک نکرے دوسری
یہ کہ عذاب غرق انپر مسلط نفرماوے تیسری کہ میری امت آپس مین قتال نکرے ان مین سے
دو دعائین پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک اور فنا تیری امت کا
تلوار سے ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا امام مالک مین
بجای اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہی کہ کافرون کا انپر غلبہ نہو اور سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر کھڑے ہوگئے
اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور
لذت کی بات اوس مسجد مین یہ ہی کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت
حاصل کرکے باہر نکلو تو نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہی اسکا مزا اوسی وقت کے ساتھہ تعلق
رکھتا ہی حق تعالی اس مترجم غفر اللہ لہ کو پھر وہان پونچاوے اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور سب مسلمانون کے
حق مین یہی دعا ہی آمین اور مسجد طریق السافلہ پورب کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو
جاتے ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہی اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کر مشہور ہی
بیہقی شعب الایمان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز مین مسجد
نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے جو

جواوس کوتے کے متصل تھا برآمد ہوکر تشریف باہر کو لے چلے میں بھی اٹھکر پیچھے پیچھے
ہولیا پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہوکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اوسکے
آپ سجدے میں گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ میں خیال اسکے کہ شاید آپنے
اس جہان فانی سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اوسکے آپ نے سر مبارک اٹھایا اور مجھے
میرے رونے کی وجہ پوچھی میں نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس
جبرئیل آیا اور میرے رب کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے میں اوسپر درود
بھیجوں اور جو تجھپر سلام بھیجے میں اوسپر سلام بھیجوں اور ایک روایت میں ہے کہ جو تجھپر ایک
درود بھیجے میں دس نیکیاں اوسکے واسطے لکھوں اور ایک روایت میں ہے میں اوسپر
دس درود بھیجوں پس میں نے اس نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم
سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور سجدۂ شکر کے ثبوت میں اس حدیث سے
زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی اور امام احمد حنبل نے بھی اس حدیث کو
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور جو کہ سجدۂ شکر کا تعبیر نماز سے
کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے طول وعرض مین اٹھہ گز ہے اور مسجد بقیع یہ مسجد بقیع کے
دروازے سے نکلتے ہوئے داہنے ہاتھہ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین
رضی اللہ عنہن سے پچھان کیطرف واقع ہے شاید بعضے علما کو اس مسجد کے باب مین
کوئی سند معتمد علیہ ہاتھہ نہیں لگی اسواسطے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ
ہے جو بقیع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلای عید تھا اور سمہودی بعضے
دلائل پر نظر کرکے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے
جس میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تشریف لاکر نماز پڑھا
کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگوں کے ہجوم کا خوف ہوتا تو میں اکثر اوقات یہیں
نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہانتک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر جہت شرقی
اور شمالی میں مدینہ مطہرہ تک واقع ہیں اب اول مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی مدینہ
مطہرہ میں جہت شمالی تک واقع ہین وَاللّٰہُ المُوَفِّق مصلی عید یہ مسجد مدینے کے باہر

پچھان کیطرف دروازہ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکہ معظمہ سے آتا ہی
واقدی کہتے ہین کہ پہلی نماز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے
کے بعد دوسرے سال ہجرت مین پڑھی ہی اور ابن زبالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت لاتے ہین کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر و عید ضحی
اوس جگہ ادا فرمائی جو دار حکیم بن العدا سے قریب ہی اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے
ہین کہ وہ جگہ باب السلام سے ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہی اور اب وہ ایک مسجد
ہی مصلا کر مشہور اور سمہودی دلائل و علامات پر نظر کر کے کہتے ہین کہ وہ جگہ وہ
ہی جہان ایک مسجد بنی ہی مشہور یہ مسجد علی اگلے زمانے مین مدینے کا بازار وہین
تھا اور دار حکیم بن العدا بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہ ایک اور مسجد ہی کہ
اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرم مدینہ نے اوسکی تجدید کی نہایت
ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اوسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری
کی اس مسجد کے قریب ایک باغچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوسکا ابتک کچھ نشان باقی ہی
اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہی اور یہ مسجد بڑی ہی بڑا صحن رکھتی ہی
کہتے ہین کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
اپنی دولتسرا سے نکل کر اسی جگہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ ادا فرمائی
تھی اور سمہودی اسی مسجد کو مصلای عید سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے
ہین کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید اس جگہ اتباعاً السنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادا کی ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مصلای عیدین کچھ
عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی اور آپ نے خطبۂ عید منبر پر نہین
پڑھا پہلے جسنے خطبۂ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر
عسقلانی بعضے احادیث سے استنباط کرتے ہین اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ
پہلے جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت مین
آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجا کر ادا فرمائی

اور سر پر آمد ہو کر خطبہ پڑھا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اتفاق اتحاد منبر نماز و استسقا
میں شاید اسواسطے ہوا ہو کہ حضرت کے افعال شریفہ کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین
اور سوا اسکے جو نماز استسقا میں ہوا کرتا ہے سب آدمی دیکھیں اور احداث منبر خطبہ عید
کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہیں کہ سات تینوں
مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں ہوئی ہے اور مصلای شریف کی فضائل
میں اور اس مضمون میں کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سے اخبار اور
آثار وارد ہیں اور حدیث مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمُصَلَّايَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ
بھی اوسی قبیل سے ہے اسواسطے کہ مابین ان دونوں مکانوں کے فضیلت یقینی
ہے کیونکہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام یہاں اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ حسب حکم
سے تشریف لاتے مصلی میں قدم رنجہ فرما کر مستقبل قبلہ ہو کر دعا فرماتے اور روایت
عبد بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نجاشی کی اسی جگہ
پڑھی ہے اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اوسکے پاس اوسکی سمت قبلہ پر واقع ہیں
سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہیں لیکن حقیقت میں مسجد فتح وہی ایک مسجد ہے جو
کوہ سلع سے پچھاں کیطرف اونچی سی ہے اور مشرق اور شمال کیطرف اوسکی سیڑھیاں
ہیں اور اوسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلی بھی کہتے ہیں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے
مسند میں بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین روز دعا کی دو شنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ کو
پس چہار شنبہ کے روز بین الصلوتین اجابت دعا کی بشارت پائی اس طرح پر کہ آثار
فرح و سرور آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتا تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ جب کوئی مشکل مجھکو درپیش ہوئی میں نے اوسی وقت مسجد فتح میں جا کر دعا کی
اللہ تعالی نے مجھے اجابت دعا کی بشارت پہونچائی دوسری روایت میں حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہاں مسجد فتح
ہی ہے تشریف لا کر کھڑے ہوئے اور دست مبارک اوٹھا کر کفار قریش پر جو خندق کے

روز صبح ہو کر جمعہ آئے تھے بد دعا کی اور وہان نماز نہین پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف
لائے اور بد دعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر
و عصر و مغرب پڑھنے کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کی سب نمازین قضا کین اور
جاننا چاہیے کہ روز احزاب اور روز خندق ایک ہی ہی اس غزوے کو غزوۂ احزاب
بھی کہتے ہین اور غزوۂ خندق بھی اور اس غزوے کے بعد پھر کبھی کفار قریش کو
مجال اسکی نہین ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اوس دن جب
مسلمانون پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر
دعا کی اللہ تعالی نے ایک ہوا ایسی تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لا کر بھاگے
چنانچہ قرآن مجید سورۂ احزاب مین بتفصیل اس بات پر ناطق ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز تمھارے ساتھ مقابلہ نکر سکین گے اور تم پر
چڑھکر نہ آوین گے اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد فتح اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح
اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد و پیش مین ظاہر و باہر ہین اور
اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہی اوسکا نام سیح ہی اوس مین کھجورون کے درخت
بہت ہین اور بہت ہی فضای پر انوار ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
اپنے آبای کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح
مین داخل ہو کر ایک دو قدم چل کر کھڑے ہو گئے اور دونون دست مبارک اوٹھا کر
دعا کی اور دست مبارک اتنے اوٹھائے کہ ردای مبارک شانۂ شریف سے زمین پر گر پڑی
اور آپ ویسہی دعا مین مشغول رہے اور روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہی کہ اس مسجد
مین آپ کی دعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت
اوس مسجد کی متغیر ہو گئی ہی تو صحن مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن
اسکے ساتھ اور روایات کو ملا کر ثابت کرتے ہین کہ آپکا کھڑا ہونا مغرب کیطرف اقرب
تھا اور اوپر تشریف لیجانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا شرقی

۱۰ وادی سیح کا بیان ۱۱

کی جانب سے اور اوس طرف سے دو ہی قدم چل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے
ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہیں کہ اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو دعا کی تھی یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ھَدَیْتَنِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ فَلَا مُکْرِمَ لِمَنْ اَھَنْتَ
وَلَا مُھِیْنَ لِمَنْ اَکْرَمْتَ وَلَا مُعِزَّ لِمَنْ اَذْلَلْتَ وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ اَعْزَزْتَ وَلَا
نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ
لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَلَا رَافِعَ لِمَنْ
خَفَضْتَ وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ وَلَا خَارِقَ لِمَنْ سَتَرْتَ وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ
وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ
الْمُضْطَرِّیْنَ اِکْشِفْ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ وَکَرْبِیْ فَقَدْ تَرٰی حَالِیْ وَحَالَ اَصْحَابِیْ پس
جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگار تعالیٰ وتقدس نے آپ کی دعا قبول
فرمائی اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ہول و غم سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دو زانو بیٹھ گئے اور دست مبارک پھیلا کر اور جبین مبارک
نیچی کر کے جناب باری میں عرض کیا شُکْرًا لِّمَا رَحِمْتَنِیْ وَرَحِمْتَ اَصْحَابِیْ اور ابو نعیم
طریق شافعی رحمہ اللہ سے لائے ہیں کہ دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احزاب
کے دن یہ تھی شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاَنَا اَشْھَدُ بِمَا شَھِدَ اللّٰہُ بِہٖ وَاَسْتَوْدِعُ ھٰذِہٖ
الشَّھَادَۃَ وَھِیَ وَدِیْعَۃٌ عِنْدَ اللّٰہِ یُؤَدِّیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ
قُدْسِكَ وَعَظَمَۃِ طَھَارَتِكَ وَبَرَکَۃِ جَلَالِكَ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ وَّعَاھَۃٍ وَّمِنْ طَوَارِقِ
اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَطَارِقِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ غِیَاثِیْ
بِكَ اَغُوْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِیْ بِكَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِیَاذِیْ بِكَ اَعُوْذُ وَاَعُوْذُ بِجَلَالِ
وَجْھِكَ وَکَرَمِ جَلَالِكَ مِنْ خِزْیِكَ وَکَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْیَانِ ذِکْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ
عَنْ شُکْرِكَ اَنَا فِیْ حِرْزِكَ وَکَنَفِكَ وَکَلَائِكَ فِیْ لَیْلِیْ وَنَھَارِیْ وَنَوْمِیْ وَقَرَارِیْ
وَظَعْنِیْ وَاَسْفَارِیْ وَحَیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ ذِکْرُكَ شِعَارِیْ وَثَنَاؤُكَ دِثَارِیْ لَا اِلٰہَ

اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ تَنَزَّہُ اِلٰا اِسْمِکَ وَعَظَمَتِکَ وَتَکَرَّمَ اِلسَّحَابَ وَجْهِکَ اَجِرْنِیْ مِنْ خِزْیِکَ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِکَ وَاضْرِبْ عَلَیَّ سُرَادِقَاتِ حِفْظِکَ وَقِنِیْ سَیِّاٰتِ عَذَابِکَ وَجُدْ عَلَیَّ وَعُدْنِیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْکَرِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ الْمُرْتَضٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اوسوقت یہ دعا پڑھی تھی کہ ہارون رشید نے اونکے ساتھ کچھ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے نے اوسکی برکت سے شر و آفت اعداسے اونکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اوسکے نیچے واقع ہین سب مین نماز پڑھی ہی پہلی مسجد جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہی مسجد سلمان فارسی کہلاتی ہی اور جو اوسکے پیچھے ہی اوسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہین اور جو پہاڑ کی جڑ مین قبلے کی جانب سب مساجد سے چھوٹی ہی اوسکو مسجد ابوبکر کہتے ہین وجہ نسبت ان مساجد کی ان حضرات کیطرف خوب کھل کر نہین معلوم ہوئی مگر ظاہر یہ ہی واللہ اعلم ایسا معلوم ہوتا ہی کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انھین جگہون مین ٹھہرے ہون گے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہو کر نماز پڑھی ہوگی پہلے ان مسجدون کو عمر بن عبد العزیز نے بنایا بعد اوسکے طول زمان کی جہت سے جب یہ مساجد منہدم ہو گئین تو سیف الدین حسین ابن ابی الہیجا نے سنہ پانچسو چھہتر مین اوپر والی مسجد کی تجدید کی بعد اوسکے سنہ پانچسو ستھتر مین دو مسجدین اور بنائین پھر بعد بنای ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضی کو سنہ آٹھسو چھہتر مین امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصوری نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی اخراب پڑی رہی آخر کو سنہ نوسو بیاسی مین بعضے آدمیون کو اوسکے تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی مین مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھ پر مسجد بنی حرام ہی بعضی روایات مین آیا ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان تشریف لا کر نماز پڑھی ہے

سلہ سیف الدین حسین
ابن ابی الہیجا علیہ
ایک مصری وزیر
تھا اور اسکا ذکر
[illegible] ۱۲۱

عمر بن عبدالعزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور اصل بنا ستون واسطوانات زمانی تھی
اب فقط ایک چار دیواری باقی رہی ہے اور اوس گھاٹی کے قریب ایک غار ہے کہ حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوہ خندق میں اوسکو رونق بخشی تھی بعضے اوقات بار
شب باش بھی ہوئے ہیں طبرانی ابو قتادہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ
بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے آپ کو حجرات امہات المومنین
رضی اللہ عنہن میں نہ پایا ناچار انہوں نے کوچے کیطرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا
کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر کو لوگوں نے جبل ثواب کیطرف نشان دیا جبل ثواب پر
چڑھ گئے اور ہر طرف دائیں بائیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے
میں ہیں معاذ ہیبت سے وہاں سے اتر کے نیچے اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک
آپ نے سجدے سے سر مبارک نہیں اوٹھایا تھا انکو گمان ہوا کہ شاید آپ نے
اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپ نے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا
کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالی آپکو سلام ارشاد فرماتا ہے
اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمہاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کرینگے
میں نے کہا کہ اللہ اعلم تو دانا تر ہے میں کیا جانوں پھر جبرئیل نے آکر بشارت پہنچائی
کہ پروردگار تعالی وتقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمہاری امت کے ساتھ
وہ بات کرینگے جس سے تمہارا دل خوش رہے اور تمہاری خاطر آزاری کا سبب نہو
میں نے یہ بشارت پاکر سجدے میں سر رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکرانہ ادا کیا ابن معاذ
حنفی جالیس کہتے ہیں کہ سب سے کوہ سلع کے نزدیک کریں اور سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین
یہ مسجد مساجد فتح سے پچھاں کیطرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی
عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک واقع ہے محمد بن الحسن سے روایت کرتے ہیں کہ ام بشر
ایک بی بی تھیں بنی سلمہ سے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اونکے یہاں تشریف
لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا تیار کر کے لائیں آپ نوش فرماتے تھے کہ
لوگوں نے آپ سے احوال ارواح مومنین کا قبر میں پوچھا ابن ہرد او سجد میں ما

جواب ارواح مومنین ہو کا قرین مین وارد ہوئی ہے یہی مجلس شریف تھی جب ظہر کا وقت
آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لاکر نماز مین
مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی الٰہی آئی کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے
کیطرف پھر گیا حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے اور بیت المقدس کیطرف
سے کعبے کیطرف مُنہ کر لیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کیطرف ادا کی اسی جہت سے اس مسجد کو
مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت لاتے ہین کہ ایک جماعت
بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ خبر تحویل قبلہ اونکو پہونچی
وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف پھر گئے اس روایت
مین حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت اس مسجد مین واقع نہین ہوا
شیخ مجدالدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے ساتھ مسجد قبا اولی واحق ہی اسواسطے
کہ صحیحین مین آیا ہی کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع ہوئی تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح
دیتے ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد الرایہ کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے
سے شام کی راہ پر جلنے والے کے داہنی طرف کو پڑتی ہی ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب
ہی اصل بنا اوسکی عمر بن عبدالعزیز سے تھی اوسکے منہدم ہو جانے کے بعد سنہ آٹھ سو چھیالیس
یا چھیالیس مین بعضے امرای مدینۂ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے
اور مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہی اسکی پچھان کی طرف مساجد فتح واقع ہین اور
اور پورب کیطرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت منفرح اور مفرح اور منور واقع
ہی مدینۂ منورہ اور روضۂ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم بھی وہان سے نظر آتا
ہی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب پر نماز پڑھی ہی اور غزوہ
تبوک سے پھرتے ہوئے آپ کا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہی حارث بن عبدالرحمن
سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر ذباب نام اوسکو اوسنے جبل ذباب
پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ وای تجھپر کہ جہان رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تو نے اوس شخص کو سولی دی بعد مروان کے

اور بعضے امراء نے بھی ایسا کیا ہی آخر کو بعضے ساعیوں کے منع کرنے سے یہ بات موقوف ہو گئی اور
بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق میں نصب
ہوا تھا اور خندق واقعۂ احزاب میں سلع سے پچھاں کیطرف مصلای عید تک اور
مساجد فتح سے مسجد راتج تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ میں
واقع ہی اب حسن بن کاشان نامی ہیں سوا اس جگہہ کے جس کی لوگ زیارت کو جاتے
ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہیں
شاید یہ امر اس جہت سے ہوگا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہہ سے قریب ہی اور مسجد فتح
وہ وادی میں واقع ہی متصل اسکے مسجد سید نا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کیطرف جبل احد
کی جڑ میں واقع ہی کہتے ہیں کہ آیۂ کریمہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی
الْمَجٰلِسِ الآیہ اسی مسجد میں نازل ہوئی مطری کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے احد کے دن بعد قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہہ پڑھی تھی اور اس تسمیہ کے بھی
مطابق اسکے نقل کی ہی لیکن نماز خاص کی تعیین نہیں کی واللہ اعلم اور مسجد عینین
یہ مسجد مشہد سید الشہدا کے قبلے کیطرف واقع ہی اور اس جبل کو جبل الرماۃ کہتے ہیں
کہ احد کے دن تیر انداز لشکر اسلام اوسپر کھڑے ہو گئے تھے اب بہت طرف سے
یہ مسجد گر گئی ہی کہتے ہیں کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہہ برچھی لگی تھی جابر
رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر
جبل عینین پر پڑھی تھی مطری کے پاس اور بھی روایت آئی ہی کہ سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام مسلح وہاں نماز پڑھی ہی اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین
کے شامی کنارے پر واقع ہی مطری کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
کی جگہہ وہی ہی اور برچھی کھا کر پہلی جگہہ سے آکر وہیں گرے تھے اور اس تسمیہ کو نقل کرتے
ہیں کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بعد شہید ہو جانے کے کچھ اسی جبل الرماۃ پر تھے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھا کر جہاں اونکی
قبر شریف ہی لا کر دفن کر دیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکر بھی کہتے ہیں واللہ اعلم

[illegible]

اور جب السقیا بضم سین مہملہ وسکون قاف ایک کنوین کا نام ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرضت کر دہ بدر و ہان لیا اس جگہہ نماز پڑھی ہی اور اہل مدینہ کے واسطے دعای برکت کی ہی اور بعضے علما نے اس مسجد کا ذکر نہین کیا ہی اور اوسکی جگہہ مین متردد رہے ہین سید سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہہ کی تعیین کی فکر مجھے ہوئی یہانتک کہ زمین کے نیچے سے اوسکی زینہ نکلی اور مقدار آدہ گز کی ہر طرف سے اوسکی دیوار پیدا ہوئی پس لوگون نے اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ کے راہ پر سوا مدینے سے قریب واقع ہی حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اونکو پہلے اسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہی اور یہ مسجد چھوٹی ہی تخمیناً سات گز چوڑی سات گز لمبی ہوگی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق اللہ مشرف ہوتی ہی سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہی کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی مگر اونین سوای طرف کے کہ اس طرف واقع تعیین اور کچھہ معلوم نہین ہی اور اگر بالفرض بعضے مواضع کی جہت کی تعیین ہی کی جاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت اور تردد کے کچھہ حاصل نہو اسواسطے اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی علیہ الرحمہ نے اون سبکا ذکر کیا ہی واللہ الموفق اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

باب دسوان ذکر مین بعضے کنوون کے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف

فرمایا ہی اور مشہور و ماثور ہین کنوین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے گر گیے ہین اور معدوم ہو گئے کہ اونکا کچھہ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمہ اپنی تاریخ مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوون کی اب زیارت ہوا کرتی ہی سات ہین بعضے علما نے اونکو نظم کیا ہی اس طرح پر کہ اشعار اذا رمت آبار النبی بطیبۃ فعدتھا سبع مقالا بلا وھن اریس وغرس رومۃ وبضاعۃ کذا بصۃ قل بیرحاء مع العھن اس تخصیص کی جہت سے اون کنوون کا ذکر مناسب ہوا بیر اریس بر وزن جلیس ایک یہودی کی طرف سے منسوب ہی جسکا

عیسیٰ ثانی
بضع
یہ کنوان سقیا کا
بیر حاء کی
علاوہ ان سات کے
بیر اریس بیر اور
بیر غرس
بیر رومہ
بیر بضاعہ
بیر بصہ
بیر عہن
جاہ ہیں
سے ۲۲

نام اریس تھا قریب مسجد قبا کے پچھاں کی طرف واقع ہے پانی اوسکا شیریں اور لطیف
ہے روایات متعددہ میں آیا ہے کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا لعاب دہن شریف اوس میں ڈالا ہے اور مٹھاس اوسکی اسی سے پیدا ہوئی ورنہ
پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
نے قبا میں آکر لوگوں سے اس کنوے کا نشان پوچھا ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس کنوے سے پانی
نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مع اپنا لعاب دہن شریف اُس
میں ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوے پر تشریف لاکر وضو کیا اور موزوں پر
مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہیں کہ یہ قصہ بیر غرس پر واقع ہوا ہے واللہ اعلم
اور جو کچھ بیر اریس کے باب میں صحت کو پہنچا ہے اور صحیحین میں آیا ہے یہ ہے کہ حضرت
ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے وضو کرکے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور میں نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے حضور ہی میں حاضر رہوں پس مسجد شریف میں حاضر ہوا آپ کو نہ پایا لوگوں نے
کہا کہ آپ ابھی وقت برآمد ہوکر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہیں میں بھی پیچھے پیچھے
چلا جب پاس آیا لوگوں نے کہا کہ آپ بیر اریس پر رونق افروز ہیں میں وہاں حاضر ہوکر
دروازے پر باڑ دیواری جو بیر اریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حوائج بشری سے فارغ ہوکر وضو کیا پس میں اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ آپ
کنوے کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونوں پای مبارک کنوے میں لٹکائے ہوئے
بیٹھے ہیں میں نے سلام کیا اور پھر آکر میں دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل میں کہا
کہ آج میں سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہونگا ایک ساعت میں حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھوکا میں نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابوبکر
میں نے کہا ٹھہر جاؤ میں حضور میں عرض کرلوں پھر میں نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ

یا رسول اللہ ابو بکر دروازے پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا کھول دے دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے مین نے ابو بکر کے پاس آکر اونکو بشارت جنت کی دی پس ابو بکر اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھکر اتباعاً لسنتہ اونھون نے بھی کنوئے مین پاون لٹکا دئے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر مین وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کسی بشارت سے مبشر ہو اس درمیان مین عمر بن خطاب نے دروازہ ٹھونکا مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین عرض کر لون پس مین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر آئے ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا آوین اور اونکو جنت کی بشارت دے مین نے عمر کے پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمر بھی اندر آئے اور بائین طرف حضرت کے اوسی جگہ جا کر اوسی وضع سے پاون لٹکا کر بیٹھے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اس خیال مین کہ کاشکے میرا بھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پونہچے اونکی خبر مین نے پونہچائی فرمایا آوین اور بشارت دے اونکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو اونکے سر پر آنے والی ہے مین نے عثمان سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت دیتے ہین جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو تمھارے سر پر آنے والی ہے عثمان اندر آئے اور دیکھا کہ جس رخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہین جگہہ کی تنگی ہے تو دوسری طرف مقابل اونکے بیٹھے اور صحیح بخاری مین وارد ہے کہ انگوٹھی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دست مبارک مین تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھون مین رہی اور بعد اون دونون صاحبون کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ مین آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوئے پر بیٹھے انگوٹھی انگلی سے نکالکر بحسب عادت اوسکو ہاتھہ مین پھرا رہے تھے کہ دفعۃً انگوٹھی شریف کنوئے مین گر گئی تین دن اوسکو ڈھنڈوایا اور کنوے کا پانی کھینچا گئے لیکن ہاتھہ نہ لگی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت لائے ہیں کہ انگوٹھی شریف معیقیب کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر پڑی حاکم
تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونوں حدیثوں کے مضمونوں کو موافق کرنا
ناممکنات ... ل وتحویل ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھ برس کے خلافت
عثمانیہ سے ہوا اور یہی زمانہ ہے اونکی خلافت میں تزلزل آگیا خاتم سلیمانی کا سا حال ہوا
کہ اوسکے گم ہونے کے وقت اوسکے ملک میں خلل آگیا تھا ویسی ہی یہاں بھی ہوا بعضے
کہتے ہیں وہ دوسرا کنواں تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات میں سے اور
وہاں پر اونکا حصہ تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر سے اوسکے ساتھ
خاص کیا تھا اور مال وہ بھی تھا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار
دینار کو مول لے کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو
بھی بیرارِیس پر بانٹتے تھے واللہ اعلم اور بیرارِیس میں سیڑھیاں تھیں کہ نیچے اوتر کر
اوس میں وضو کر سکتے تھے سنہ سات سو چودہ میں اوس کنوئیں کی تجدید ہوئی اسکے اوپر
جانے کی راہ ہی نہیں ہے اور اوسپر جو عمارت سی ہوئی تھی معتقد وہی کہتے ہیں کہ بنا ہوا
تھا کسی رومی کا بیت المقدس ... اوسکا ایک باغ تھا اوسنے نقشہ مٹا دینے
آثار محمدی کے اوس کنوئیں پر جانے آنے کی راہ بند کر دی اور عمارت گرا دی خذلہ
اللہ وَدَمَّرَہٗ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال بیرارِیس کا شیخ علیہ الرحمہ کے زمانے میں
ہوگا اب تو اوسپر عمارت بنی ہے اور اوسکے گرد ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات سنہ بارہ اوپر
کی کہتا ہوں بیر عریس شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہیں کہ بعض شیخ تین معجمہ سکون
تا ہے یعنی درخت تھجلانے کے اور بعضوں نے بفتح را اور زیر تحریک کبھی ضبط
کیا ہے اور کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہے کہ غین کو معجمہ پڑھتے ہیں
لیکن صواب یہی ہے کہ عین پڑھا ہے اسی اور اب متعارف لوگوں میں بضم عین و ایک کنواں
ہے مسجد قبا سے شمال کی جانب نور ... کو قریب وادی بیل کے اور یہیں تمام اون مواضع
کا ہے جو اس کنوئیں کے گرد ہیں اور یہ بہت بڑا کنواں ہے دہ دردہ سے زیادہ اور کثیر الما
ہے اور پانی اسکا کچھ شیرین مائل ہے اور اوس میں سیڑھیاں بھی ہیں کہ آدمی اندر اتر سکتا ہے

اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین اوسکی تجدید ہوئی ہی اور یہ بات ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس کنوے کے پانی سے وضو کیا ہی اور بقیہ وضو اوس مین ڈال دیا ہی اور ابن حبان
ثقات سے نقل کرتے ہین کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے
تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہی کہ اوس بیر کا
پانی پیتے تھے اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے
ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک روز آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے آج رات کو دیکھا
کہ مین نے بہشت کے کنوون مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہی یعنی صبح کو ایک کنوے پر
پونہچا ہون کہ وہ کنوان بہشتی کنوؤن مین سے ہی پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوسمین ڈالا اور تھوڑا سا
شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا
اور ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت
کی تھی کہ مجکو بعد رحلت کے سات قربے پانی میرے کنوے سے کہ بیر غرس ہی منگوا کر
غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش
فرمایا کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربی بیر غرس سے
کہ جنکا بند دہان کسی سے نہ کھولا ہو منگوا کر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
وعن ابایہ الکرام سے بھی منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے
بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوسکا پانی پیا کرتے تھے
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور بیر رومہ بضم رای مہملہ وسکون واو
اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہی مسجد قبلتین سے شمال کیطرف
وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہی کہ تعریف مین نہین آتا
حدیث شریف مین آیا ہی کہ نِعْمَ الْقَلِيبُ قَلِيبُ الْمُزَنِيِّ اور مزنی وہی رومہ ہی جسکا
کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کر کے تصدق کر دیا تھا

نقل ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث ہوئی تھی تو آدھا اوس
کنوے کا مول اوس کے عوض میں سے لیکر تصدق کر دیا بعد اوسکے ہجوم خلائق کی جہت
سے جو کنوے والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہو گیا اوسنے دوسرا آدھا بھی بقدر
قلیل پر بیچ ڈالا اور اس قصہ کی روایت زہری سے لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مَنْ یَّشْتَرِیْ رُوْمَةَ یَکُرت دَلْوًا فِی الْجَنَّةِ پس عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کر تصدق کر دیا اور بغوی تفسیر اسلمی سے نقل کرتے ہیں
کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں بکثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر میں بہت کم تھا
یہاں تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنواں تھا چشمہ دار اوسکو بئر رومہ
کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مُد کو بیچتا تھا ایک دن سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس شخص سے فرمایا کہ تو اس کنوے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت میں
ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال
کے واسطے اسکے سوا کوئی اور وجہ معیشت نہیں ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سنی
تو پینتیس ہزار درہم کو اوس سے خرید کر کے مسلمانوں پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل
کرتے ہیں کہ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا کہ اوسکا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بیچا کرتا تھا
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی
اور اوسکے مول لینے والے کو جنت کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے
آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف میں دقت ہوئی
تو اوسنے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ میں مفسدوں سے فرمایا
کہ تمکو میں خدا اور دین اسلام کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مدینے میں سوا بئر رومہ کے اور
پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بئر رومہ کو مول لے لے
اوسکو اللہ تعالی مثل اوسکے جنت میں عنایت کرے گا میں نے اوسکو مول لے لیا

اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ
جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے اوسکے واسطے جنت واجب ہو جائے مین نے اوسکی
تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سنکر اون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے
ہین اور اسی طرح کی روایت صحیح مین بھی آئی ہی اور اس کنوے کا وجود جاہلیت کے
وقت سے ہی منہدم ہو گیا تھا ساڑھے سات سو سن کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور
یہ جو بعضی روایات مین آیا ہی کہ مَن حَفَرَ بِئرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّةُ اُس سے ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ اوس وقت مین بھی اوس کنوے مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم
اور بیر بضاعہ بضم بای موحدہ بنا بر شہرت اور بعضی حکایت کسری کی بھی کرتے ہین
اور ضاد معجمہ اور بعضے مہملہ کہتے ہین اور آخر مین اوسکے عین مہملہ ایک کنوان ہی باب
شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اوس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی
زیارت کو جاسے تو داہنے کو پڑتا ہی خبر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ
تشریف لائے اور ایک ڈول پانی مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع
اپنا لعاب دہن اوس کنوے مین ڈالدیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی
برکت سے اللہ تعالی شفای عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر
بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پا جاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی
اور احمد وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک دفعہ
لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی
آپ کے واسطے آتا ہی اور حال یہ کہ اوس کنوے مین کتون کا گوشت اور حیض کے
لتے اور اور نجاسات بھی پڑی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہی اوسکو کوئی چیز
ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا مین نے

دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اِس
پانی سے وضو کرتے ہیں اور حال آنکہ اوسمیں بہت سی نجس چیزیں ڈالی جاتی ہیں
فرمایا اَلْمَاءُ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ اور سہل بن سعد روایت لاتے ہیں کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ میں ڈالا اور اوس کو بوسہ کیا
نوش فرمایا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ سے
نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف ڈالنے کے
بعد ہم بیر بضاعہ کا پانی تبرکاً پیتے تھے ایکبار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس میں
بیر بضاعہ ہے کوئی کاٹ لے گیا میں نے اوسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہے جو میوہ چرا لیجاتا ہے اسکے بعد
اگر بستان میں وہ آوے تو کہنا بِسْمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ابو اسید نے حکم رسالت مآبی
یہ کلمہ جو کہا تو اوس غول بیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر مجھے حضور
جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ لیجا میں اسکے بعد کبھی اس بستان میں
نہ آؤں گا اور میں تجھکو ایک آیہ سکھاتا ہوں کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر
والوں کو کوئی رنج و مصیبت نہ پہونچے اور وہ آیہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے یہ قصہ آکے
حضور حضرت رسالت مآب میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اوس نے کہا سچ کہا لیکن وہ جھوٹا ہے
مستملی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہیں اور بعضے اس حدیث کو ضعیف
بتاتے ہیں واللہ اعلم اور اب یہ بیر بضاعہ بعضے آدمیوں کے باغ میں پڑ گیا ہے
اسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بصہ بضم بای موحدہ و تخفیف صاد مہملہ جنت البقیع
کے قریب ہے جو شخص بقیع کیطرف سے شہر پناہ کے پیچھے پیچھے مسجد قبا کو چلے یہ کنواں
اوسکے بائیں کو پڑتا ہے ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہیں کہ ایک دن حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اسکے یہاں تشریف لائے
اور فرمایا تمہارے یہاں کچھ تھوڑی سی سدر ہو گی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک
دھوویں کہ آج جمعہ کا دن ہے ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہے

اور مین سے لاکر حاضر کی اور آپ کے ساتھ ساتھ بیر بصہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون بیر بصہ مین ڈال دیا اور
اس بیر بصہ مین سیڑھیان ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہی اور بیر حا اس لفظ کو بہت
طرح سے لوگون نے پڑھا ہی چنانچہ شراح حدیث نے اسکی تحقیق کی ہی سب جہون سے
مشہور تر رای موقوف و حای مقصور کے ساتھ ہی اور حا نام ایک مرد کا ہے یا ایک
عورت کا کہ یہ کنوان اوسکی طرف منسوب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ حا ایک مکان کا
نام ہی جس مین یہ کنوان واقع ہی اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال کی طرف قلعے
کی دیوار سے بہت قریب ہے بیانشا کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد شریف سے اوس کنوئے پر
جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہان تشریف
لاتے تھے اور اوسکے درختون کے سایے مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی
نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ
تھے نخل سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اونکے نزدیک بیر حا تھا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لایا کرتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرمایا
کرتے تھے اور ابو طلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور
حسان اونکے ذوی الارحام مین سے تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے
ہاتھ بیچ ڈالا اون سے لوگون نے کہا کہ تم نے صدقۂ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے
کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خریدتا ہی
حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہہ پہلے بنی جزیلہ کا قصر بنا ہوا تھا
اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک چھوٹے سے
باغیچے مین واقع ہی اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہی اور اوس کا پانی شیرین ہی اور
ہوا وہان کی نہایت فرحت انگیز ہی اور بیر عہن بکسر عین مہملہ وسکون ہا عوالی مدینہ
مین ہی مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف کے بستان کبیر مین اوسمین بہت
اور اشجار بہت ہین وہ جگہہ نہایت نظافت ولطافت رکھتی ہی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم

وہاں تشریف فرما ہوئے ہیں اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہی اور دوسرے آثار و اموال و صدقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہاں بانی مساجد کا کہ بلاد متفرقہ میں آپ نے اون جگہوں کو مشرف فرمایا ہی اور چشموں اور وادیوں وغیرہ کا جو اس بلدۂ طیبہ سے متعلق ہیں تواریخ مدینہ طیبہ میں مسطور و مذکور ہیں اختصار کی جہت سے یہاں اونکے ذکر میں تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون طاہرۂ مدینہ مطہرہ کہ آج کل جاری اور مستفیض ہیں عین زرقا ہی کہ ملک کے مخلصان سے نکلی ہی مروان بن حکم نے اوس زمانے میں کہ مدینے کا عامل تھا حضرت معاویہ کے حکم سے اوس عین کو جاری کیا اور مدینہ منورہ میں لایا اوسکا پانی نہایت شیریں اور لطیف ہی کہ اوسکا مزا العیرﷺ معلوم نہیں ہو سکتا اور آثار جملہ اودیہ جو مشہور و متبرک ہی وہ وادی عقیق ہی کہ احادیث نبوی میں اوسکے فضائل مذکور ہیں اور اشعار عرب میں اوسکا ذکر بے حد و حساب ہی چنانچہ اون میں سے کسی کا شعر ہی شعر یَا صَاحِبِ

هَذَا الْعَقِيقُ فَقِفْ بِهِ + مُتَوَالِهًا إِنْ كُنْتَ لَسْتَ بِوَالِهِ + اور شیخ عبدالہادی سودی کہتے ہیں کہ اشعار شعر

الْعَقِيقُ وَدَمْعُ جَفْنِكَ مُطْلَقُ + قَدْ بَدَا الْحُسْنُ الْبَدِيعُ الْمُطْلَقُ

قَدْ صَادَنِي فِيهِ غَزَالٌ أَحْوَرُ + فَبَدَتْ عَنْهُ وَأَسِيرًا فِي مُطْلَقُ + عبدالسلام بن تو کہتے ہیں اشعار علیٰ سَاكِنِ النَّطِنِ الْعَقِيقِ سَلَامُ + وَإِنْ أَسْهَرُونِي بِالْفِرَاقِ وَنَامُوا

حَظَرْتُمْ عَلَى النَّوْمِ وَهُوَ مُحَلَّلٌ + وَحَلَّلْتُمُ التَّعْذِيبَ وَهُوَ حَرَامُ + اور حدیث صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر سے آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے سنا کہ وادی عقیق کی شان میں فرماتے تھے کہ آج کی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْعَقِيقِ اور دوسری حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ اَلْعَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اونھوں نے کہ میں ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی عقیق میں گیا آپ نے فرمایا ای انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی سے بھر کر لا کہ میں اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہوں اور یہ مجکو دوست رکھتا ہی اور سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے فرمایا کہ میں جنگلی جانوروں کا شکار بہت کرتا تھا

اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیۃً بھیجا تھا ایک دن آپکے حضور میں حاضر ہوا
آپنے پوچھا تم کہان گئے تھے مین نے عرض کیا کہ شکار کیلئے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے
جانتے تو ملتا ہے ساتھ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور حاصل سیلان وادی عقیق کا
مدینہ منورہ کے قبلے کیطرف سے ہو قبا کے اور اوسکے درمیان مین ایک دن کی راہ کی مسافت
ہو بلکہ زیادہ کی اور وہان سے ذوالحلیفہ کی طرف ہوکر بیر رومہ کے غرب کیطرف پہونچکر
مدینہ منورہ مین پہونچا ہو اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی مین جو حکایات
نقل کرتے ہین وہ عجیب و غریب ہین واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

باب گیارھوان ذکر بعضے مقامات متبرکہ مین جو مکے اور مدینے کے راہ مین ماثور

و مشہور ہین علمای سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد نبویہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے غزوات و اسفار مین مشہور و ماثور ہین جمع کیا لیکن اب اون مین سے اکثر مجہول
و مبہم ہوگئی ہین اون مین سے بعضے کا کچھ پتا اور نشان ملتا ہو کہ لوگ اونکی زیارت سے
مشرف ہوتے ہین اور جو کچھ ان اوراق مین ثبت ہوتا ہو وہ ذکر ہو اون بعض مساجد کا
جو مکے مدینے کی راہ مین واقع ہین ایک مسجد ذی الحلیفہ ہو کہ بعضے مناسک والے
اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم دونون مرتبہ مکے جانے کے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسرے مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ
مین ایک درخت سمرہ کے سایہ مین بیٹھے ہین اور وہان نماز بھی پڑھی ہو اور شب باش
ہوئے ہین اور اوس جگہہ سے احرام باندھا ہو اب میقات و محل احرام مدینے والون کا بھی
ذی الحلیفہ ہو اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی اس آٹھ سو آٹھ
مین اوسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیچ والے ستون
کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہہ پر تھا مطری کہتے ہین کہ اس بڑی مسجد
سے قبلے کیطرف ایک چھوٹی مسجد اور ہو ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی ہو مسعود بھی کہتے ہین کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے
ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] مسجد معرس [illegible]

سے بعض روایات سے یہ ثابت ہے کہ اوس جگہ تعریس فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور بھی حدیث صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تشریف لیجانا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہے اور تشریف لانا معرس کی راہ سے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پہونچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریس فرمانے کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد شرف الروحا ہے روحا ایک جگہ ہے کہ اوسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان میں اکتالیس میل کا فاصلہ ہے اور صحیح مسلم میں چھتیس میل لکھے ہیں اور اس سے آگے مدینہ منورہ کی جانب وادی سیالہ ہے اور اس شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینہ سے مکہ کو جانے والے کے داہنی طرف پڑتی ہے حضرت عباس بن عثمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر نماز پڑھی ہے اور وادی سیالہ میں بعد زمان سعادت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر بن گئی تھیں اور چشمے وغیرہ جاری ہوگئے تھے اور نہایت آبادی ہوگئی تھی اور والی مدینہ کی طرف سے وہاں ایک حاکم رہتا تھا اور اس وادی کے رہنے والوں کے بہت سے اشعار و اخبار صفحہ روزگار پر اب تک باقی ہیں اور اب تک اوس جگہ بعضے آثار عمارت بھی پائے جاتے ہیں اور وہاں کے گرد گاؤں ہے جو پرانی قبریں بنی ہوئی ہیں وہ اہل سیالہ کا قبرستان تھا سمہودی نے کہتے ہیں کہ لوگ اون مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہیں شاید مزارات اہل بیت کے جو ظلم سے شہید ہوگئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہے اور اوس وادی کو وادی بنی سالم کہتے ہیں اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس زمانے میں اوس دیار کا اور اوس دیار والوں کا رسم و اسم بھی باقی رہا اور سیالہ و اہل سیالہ سیل فنا میں آگئے اوس جگہ ایک پہاڑ ہے اوسکو جبل ورقان کہتے ہیں اور عرق الظبیہ بھی بولتے ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوے میں کہ غزوہ ابوا تھا جب وہاں عرق الظبیہ کے پاس اوترے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس جبل ورقان کا نام کیا ہے اسکا نام حمت ہے یعنی بہشت جاوداں میں بعد اوسکے آپ نے دعا کی اور فرمایا اللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَبَارِکْ لِاَھْلِہٖ فِیْہِ بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی کا نام کیا ہے اسکا نام سجاسج ہے اور یہ وادی جنت کے

اور یہ سے ہی مجھے پہلے اس مین ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہی اور موسی بن عمران علی
نبینا وعلیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبای قطوانی
پہنے ہوئے تھے اور ناقہ ورقا پر سوار تھے اور قیامت قائم نہو گی جبتک کہ عیسی بن مریم
بھی بقصد حج یا عمرے کے اس وادی کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے
ہین کہ قبر مضر بن نزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے ہین اسی روحا مین ہی
اور روحا ہی مین ایک مسجد ہی پہاڑ کے کنارے پر مدینے سے مکے کے جانے والے
داہنے پڑتی ہی اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز
پڑھی ہی اور وہان پر ایک جگہ خاص ہی اوسکو تاز یہ کہتے ہین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے هٰذَا مَنْزِلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اور وہان پر ایک درخت ہی جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان
اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور فرماتے هٰكَذَا رَأَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب اسی مسجد تک پہونچے تو وہ راہ جس سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے تھے بائین طرف کو
رہتا ہی زمانہ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین اسواسطے کہ انبیا صلوات
اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے
تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہی اوسکو بیر السقیا کہتے ہین ایک
پہاڑ کے کنارے پر واقع ہی جسکا نام ہرشا ہی اب اس زمانے مین دوسری راہ جو اس راہ
کے داہنی طرف ہی وہی جاری ہی اور علما سیر نے مکے اور مدینے کی راہ مین بہت سی
مساجد ومشاہد نبویہ ذکر کئے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہو چکین کسی اور کے
آثار وعلامات باقی نہین رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدہ دل انوار ہدایت وعنایت سے
منور ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون پر اثر جمال محمدی اور ظہور
کمال احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر وباہر ہی کہ جسکی انتہا نہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ ان
جگہون مین کوئی ذرہ ایسا نہین کہ جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو یا وہ جمال محبت آل سرور

اس جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا ہو بیت ہجر ہیں کہ نیمی زر لعل نہ
بردہ است، بہ شور ازدوم آن بوکی عشق می آید * مسجد بدر بدر ایک وادی کا نام ہی جہاں پہلا
غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہاں سے اسلام اور شوکت مسلمین نے
ترقی پائی اور کافروں کو خواری اور ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اسکی کتاب غزوات
میں لکھی ہی وہاں پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش سا یا تھا اللہ اوسکے
اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہی اور بدر کے شہیدوں کے مقابر
متبرک ہیں قبور شہدا ہیں جو اس بدر کو تشریف لیجاتے ہیں تشریف شہداے کو دیکھینگے اور وہاں پر
ایک عجیب عجیب بات یہ ہی کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی
آواز سنائی دیتی ہی اور اس بات کے راوی ثقات ہیں بعضے علما یہ کہتے ہیں کہ نقارے
کی سی آواز ہوجانے اصل ہی چنانچہ ایسا سبب ہی کہ ہوا اوس پیچ کھاکر آواز پیدا کرتی ہی
اور بعضے مادرس کہتے ہیں کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہی کہ ہمکو معلوم نہیں ہو واللہ اعلم
سمہودی نے اپنی تاریخ میں مسجد مذکور کا ذکر نہیں کیا اور از جملہ مساجد نبویہ جو مکہ معظمہ
مین معلوم متعین ہیں مسجد خلیص ہے نام جائی تھمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین منزلکے فاصلہ
سے ہی وہاں کھجوروں کے درخت ہیں اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہی اور وہاں پر
ایک مسجد تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمیں نماز پڑھی تھی اور سنہ نوسو اٹھانو
میں سلطان روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن میں جاری
کیا اور سمہودی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ خلیص میں ایک اور مسجد ہی جو حرۂ عقبہ میں جو
اصل قریب سے تین میل پر واقع ہی اور بھی سمہودی کہتے ہیں کہ قدید بسم قاف میں
ہی کہ خلیص سے مدینہ منورہ کیطرف دوسری منزل ہی راہ سے داہنی طرف کو
ایک مسجد ہی اور خیمۂ ام معبد بھی قدید میں تھا جس میں زمان ہجرت میں حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لیگئے تھے
اور آپ کے معجزے سے دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد شرف مع
سیل عملہ دکسر را اور ایک نسخے میں بفتح شین معجمہ اور کسر را ہی یہ ایک مسجد ہی معظم کی راہ

سے مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
کی قبر شریف وہین ہی اور تزویج و زفاف بھی اونکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم
تنعیم ایک جگہہ کا نام ہی کہ مکہ معظمہ سے لوگ جا کر عمرے کا احرام وہین سے باندہ آتے ہین
سمہودی کہتے ہین کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہی اور اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور مسجد عائشہ ہی رضی اللہ
عنہا کہ اونھون نے حجۃ الوداع مین حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا
احرام اسی جگہہ سے باندھا تھا اور یہ جگہہ نہایت مشہور ہی حاجت بیان کی نہین رکھتی اور مسجد
ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہی شہر مکہ معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث
مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لانے کے وقت وہین اوترے
تھے اور وہین شب باش ہو کر صبح کو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور مصلی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بر کہ غلیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین بنی ہی واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل مین اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین

مشہور و معروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین
کہ جس رات کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع
کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والون پر سلام کرتے تھے اور اونکی مغفرت
اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ
مَا تُوْعَدُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ
اور دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ ایک رات کو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دولتسرا سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ کسی اور بی بی
کے گھر مین تشریف نہ لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہو لی یہانتک کہ آپ بقیع مین پہنچے اور
بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اوٹھائے
بعد اوسکے وہان سے بسرعت پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے گھر مین ہو چکر
لیٹ رہی آپ نے اثر اضطراب ملاحظہ فرما کر مجھہ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہی اتنی گھبراہٹ

سلام اوپر تمہارے گھر قوم مومنین کے اور دیا گیا تمکو جس چیز کا وعدہ دیئے گئے تھے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین اے اللہ بخش دے واسطے بقیع غرقد والون کے

اسوقت تم میں کیوں ہو میں نے صورت حال عرض کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے اپنے
آگے آگے دکھائی دی تھی تمہیں تھیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے
میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان ہو کہ اللہ و رسول تجھ پر حیف کریں گے
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی سے کچھ چھپا نہیں ہے جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی
ہے لیکن میں کیا کروں مجھسے یہ امر مقتضای بشریت ہوا بعد اوسکے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل
آکر مجھکو پکارا واسطے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھسے بات پوشیدہ رکھی میں نے بھی تجھکو اطلاع
نہ کی اور عادت جبرئیل کی یہ ہے کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے الگ کرلی ہو تو وہ گھر کے اندر
نہیں آتا اور مجھے یہ گمان ہوا تم سو لی سو میں نے یہ جگانا نہ چاہا کہ تم متوحش نہو جاؤ پھر میرے پاس جبرئیل
کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ اہل بقیع پر جاکر اونکے واسطے استغفار کرو الفاظ دعا کی
روایت نسائی میں اس طرح پر آئی ہیں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاَنَا وَاِیَّاکُمْ
مُتَوَاعِدُوْنَ غَدًا مُتَوَاکِلُوْنَ اور بعضے روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے اَللّٰہُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَہُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہُمْ اور روایت بیہقی میں آیا ہے کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات
میں واقع ہوا ہے اور یہی آیا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ
لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اور حضرت ابی مویہبہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ
اونہی انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگا کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ بقیع میں جاکر اہل بقیع کیواسطے استغفار کروں
تو میں بھی حضرت کے ساتھ ہولیا حضرت بقیع میں پہنچکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْمَقَابِرِ لِیَہْنَ مَا اَصْبَحْتُمْ فِیْہِ مِمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ فِیْہِ اَقْبَلَتِ الْفِتَنُ
کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یَتْبَعُ اٰخِرُہَا اَوَّلَہَا وَالْاٰخِرَۃُ شَرٌّ مِّنَ الْاُوْلٰی بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ
یا ابا مویہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی کنجیاں لائے اور مجھکو مخیر کیا اس بات میں کہ یا ہوں
ہمیشہ دنیا میں رہوں اور چاہوں اللہ تعالی سے ملاقات کروں میں نے اللہ تعالی کی ملاقات
اختیار کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خزائن دنیا کی کنجیاں لے لیجیے بعد اوسکے اجل پر
راضی ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا مویہبہ میں اپنے پروردگار کا لقا چاہتا ہوں یہ فرماکر بقیع سے
پھرے اور سر مبارک میں درد لاحق ہوا پھر وہ درد بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس جہان فانی سے

جنت فرمائی اور کبھی خبر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد مین تشریف لائے اور تین
مرتبہ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اور کبھی فرمایا آرام سے رہو ای اس جہان سے
گذرنے والو چھوٹ گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمھارے بعد آنے والے ہین بعد
اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اس جہان سے
گذرے ہوئے تم سے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا
یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال
صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے
کوچ کر گئے ہین ہم بھی اس جہان سے کوچ کر جائینگے پھر ان لوگون کو ہمپر زیادتی کیا ہی
آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع
نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا کام کروگے اور کیا فتنہ تمھارے
درمیان مین اوٹھیگا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کیطرف تشریف لے گئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اور فرمایا ای کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین
ہین فرمایا تم ہمارے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوینگے
اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے ہین اونکا فرط ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
جو لوگ آپ کی امت سے آپ کے بعد دنیا مین آئینگے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ
اونکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم مین سے کسی کے پاس مشکی اور پنچکلیان گھوڑے ہون تو آیا
وہ شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے پہچان نہین سکتا امت میری قیامت
کے دن سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤن پنچکلیان گھوڑون کی سی آوینگی اور یہ سفیدی
منہ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ مقبرۂ
بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منہ اونکے ایسے ہونگے
جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال نہین

جاتے تھے اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے تھے اور دوسری روایت میں کہتی ایک لاکھ کی فتح ہوئی
اور اسباب اور اوسمیں زائد ہی کیا اور افسوں نہیں پڑھتے تھے اور مداوات نہیں کرتے تھے
اور حضرت مصعب بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک دن بقیع کی طرف سے مدینہ منورہ
کو جاتے تھے اور اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے اس راہ میں جالوت نام اونکے
نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا یہی ہے یہی ہے مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلاکر پوچھا کہ تو نے
یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہے اوسنے کہا کہ اس مقبرے کا ذکر میں نے توریت میں
پڑھا ہے کہ ان دونوں سنگستان کے اندر ایک مقبرہ ہوگا معروف بہ محل نام اوسکا مشہور
ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھیں گے بدر منیر کی شکل میں اور ایسی ہی حشر میں مقبرۂ معلیٰ
کی شان میں بھی وارد ہیں اور بقیع اور بقیع کے دفن ہونے والوں کے فضائل میں
اور اس بات میں کہ یہاں دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابۂ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت میں کہ جو شخص یہاں مر
اور دفن ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہیں احادیث و آثار و اخبار
بہت سے وارد ہوئے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے
زمین سے اوٹھیگا وہ سرور انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بعد اونکے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اونکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل بقیع بعد
اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث میں آیا ہے کہ مَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بُعِثَ مِنَ
الْآمِنِيْنَ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہیں کہ جنکی روشنی
آسمان پر ایسی ہے جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرۂ بقیع ہے دوسرا مقبرۂ
عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ
مقبرۂ بقیع پر ملائکہ موکل ہیں کہ جب بقیع مردوں سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع کے
تھام کر جنت میں جھونک دیا کریں اور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع میں مدفون ہیں وہ حصر
سے باہر ہیں اکثر اصحاب جناب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
یا بعد آپ کے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہیں اس مقبرۂ شریفہ میں مدفون ہیں

اونکا حصر علما نے کیا ہی قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
نقل کرتے ہین کہ مقدار دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ مین اس جہان
فانی سے گذرے اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علمای
تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہی اور غالب یہ ہی کہ قبور ان حضرات کے بعینہ معلوم
نہین مگر بعضون کے قبور سو بھی یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہوگی کہ فلانی طرف کو دفن ہین
اسواسطے کہ عہد سلف مین بنای قبور اور کتابت اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے
اونکے نشان مٹ گیے اور اس زمانے مین جو بعضے قبور اور قباب کی لوگون نے تعیین
کی ہی ظن غالب پر نظر کر کی ہوگی یا بعضے روایات وارده اوس باب مین پائے ہونگے
والا حقیقت حال وہی ہی جو ہم پہلے کہہ چکے اسی طرح کہا ہی سمہودی نے واللہ اعلم
فصل اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ مین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے
معروف ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ ہی اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ مین اول
من دُفِنَ فِیہا ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی
کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو بقیع مین دفن کرو تاکہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک
سلف ہو اور فرمایا نِعْمَ السَّلَفُ سَلَفُنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اور اوس زمانے مین درخت
غرقد بقیع مین بہت تھے اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے
ہین پس اون درختون کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن
کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہی جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہی رضی اللہ عنہ
اور حضرت صلی اللہ علیہ نے اوسکا نام روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہی اور خبر مین آیا
ہی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہین جسنے سارے مہاجرین سے
پہلے انتقال فرمایا اور جب اونکا انتقال ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت
رسالت مین عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بناوین
اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو اوٹھا کر اونکی قبر شریف کے

ہاشمی نسب فرمایا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سرہانے کی طرف رکھا نقل کرتے ہیں
کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ
عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوسنے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہاں سے نکال کر پھینک
ڈال دیں اور کہا میں نہیں چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ
جس سے وہ ممتاز و معین رہے تو امیہ نے اس امر میں اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تونے
یہ کام بہت برا کیا کہ جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے
اوٹھا کر رکھا ہو اوسکو تو نے اوٹھوا ڈالا اوسنے کہا کہ اب حکم ہمارا نہیں پھرتا اور ایک
روایت میں یہ آیا ہے کہ اوس پتھر کو اوسنے وہاں سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھوا دیا اور ابو داؤد نے روایت جید لاتے ہیں کہ جب
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ ایک پتھر بہت بڑا ایسا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا تب
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین شریف کو چڑھا کر حملہ کر کے اوس پتھر کو اوٹھا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو میں اپنے
بھائی کے سر کی علامت ٹھہراتا ہوں تاکہ جو کوئی میرے اہل بیت سے انتقال کرے تو
میں اوسکو اسی جگہ دفن کروں اور قبر شریف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی دولتسرای سلطان دارین ورہبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر کوئی شخص
اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر سے حجاب دولتسرا پر پڑتی تھی بعد اسکے سیدنا
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف چھ مہینے
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے بقیع میں عثمان بن مظعون کے
پہلو میں دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت میں ہوگی کہ رضاع
اوسکا تمام کریگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور پہلے اس سے
کسی قبر پر پانی نہیں چھڑکا گیا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جس میں

فاش ہوئے فرمایا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور بعد لکھے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع مین
بدن پر کر دے ایک بقیع کے گوشے مین اپنا مقبرہ ٹھہرایا یہانتک کہ سارا
بقیع الغرقد جای مزار مسلمین ہو گیا قَبْرُ رُقَیَّۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
دختون سے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِلْحَقِیْ
بِسَلَفِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ اونکو بھی وہین دفن کیا خبر مین آیا ہی کہ جب حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ اونکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے انکو اور رونے دے جو کچھ
ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہو وہ شیطان کی طرف سے ہی اور گریہ نوحہ منع نہین
روایت ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے
پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے
آنسوؤن کو اونکے چہرۂ مبارک سے پونچھتے تھے اور مشہور یہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت مدینۂ منورہ مین تشریف نرکھتے
تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی بیمار داری کے واسطے یہین مدینۂ منورہ مین
چھوڑ کر غزوۂ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بشارت فتح
غزوۂ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے ہین
اور اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی
خبر جس سے آپکا تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہی وفات حضرت ام کلثوم سے ہو گی یا وفات
حضرت زینب سے جو آٹھوین سن مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات
ہی کہ ان سب صاحبزادیون کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر
شریف کے آس ہی پاس ہون گی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت اور اونکی قبر کے پاس پتھر رکھنے کے وقت و

فرمایا تھا کہ اُدْفِنِ الْيَه مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِي اور اس زمانے میں اوسی جگہ کے
قریب ایک قبہ ہی اوسکو قبہ سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں قبر فاطمہ
بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ماں یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علی
بن ابی طالب قبر سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس مدفون ہی اور
اوراس روایت سوا اور روایات بھی اسکے موید آئے ہیں سمہودی کہتے ہیں کہ یہ
اس بارے میں جو قبہ کہ قبہ فاطمہ بنت اسد کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی
قبہ سے اوتر کی طرف مشہور ہی صحیح نہیں ہی اگرچہ بعضے مورخوں نے بھی موافق
اسکے ذکر کیا ہی اور سید کہتے ہیں کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے
باوجود ایسی محبت وعنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول تھی بقیع سے اسی دور دفن
کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے وقت فرمایا تھا
اُدْفِنِ الْيَه مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِي اور جگہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
حقیقت میں اصل الصحیح نہیں ہی اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی
طرف منسوب ہی اوس سے بھی دور ہی لیس دفن اونکا بابت بعد میں ہوگا اور حضرت
محمد بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ
بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک پہنچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب ونکا انتقال ہو جائے تب ہمکو خبر دینا چاہیے ویسا ہی واقع ہوا پس
آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی جگہ پر جس جگہ کو اب قبر فاطمہ کہتے ہیں قبر کھودیں
اور لحد بنادیں جب موافق حکم عالی کورکنی سے فارغ ہوئے تو سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم اوس قبر میں اوترے اور لحد میں لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے
پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اونکے کفن میں اس پیراہن کو داخل
کرو و بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس چو تکبیروں سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص
ضغطہ قبر سے امن میں نہیں ہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا
کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَلَا الْقَاسِمُ یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی امن میں نہیں رہے

باوجود اسباب کے کہ صغر سن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا وَلَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا
کا حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم جو قاسم سے بھی چھوٹے سن مین اس جہان سے گئے
مین وہ بھی ایسے نہین رہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر
لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا فرمایا اوٹھو اپنے مان کی طرف
چلین پس آپ کھڑے ہو گئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہو گئے اور کمال خشوع وخضوع
سے بصفت کَاَنَّمَا عَلٰی رُؤُسِہِمُ الطَّیْرُ آپ کی ملازمت مین روانہ ہوئے جب آپ
اونکے دروازے پر پونہچے تو پیراہن شریف اپنے بدن مبارک سے اوتار کر عنایت
فرمایا کہ بعد غسل دینے کے یہ پیراہن اونکے کفن مین لگا دو پھر جب اونکا جنازہ باہر نکلا
آپ نے اونکے جنازے کا پایہ اپنے دوش مبارک پر لے لیا اور ساری راہ مین
کبھی اگلا پایہ جنازے کا اور کبھی پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پونہچے تو آپ اونکی
قبر مین اوتر کر لحد مین لیٹ گئے پھر باہر برآمد ہو کر فرمایا کہ اوتارو انکو قبر مین بِسْمِ اللّٰهِ
وَعَلٰی اِسْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پھر بعد اونکے دفن کے اونکی قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا
کہ جَزَاكِ اللّٰهُ مِنْ اُمٍّ وَرَبِیْبَةٍ خَیْرًا فَنِعْمَ الْاُمُّ وَنِعْمَ الرَّبِیْبَةُ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنے آپ سے دو چیزین فاطمہ بنت اسد کے باب مین
ایسی دیکھین کہ کسی کے باب نہین دیکھین ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیص مبارک سے اونکو
کفن دیا دوسری یہ کہ اونکی قبر مین اوتر کر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے اونکے کفن دینے
سے غرض تھی کہ ہرگز آتش دوزخ اونکے بدن کو مساس نکرے اور مقصود اونکی قبر مین
لیٹنے سے یہ تھا کہ حق تعالی اونکی قبر کو وسیع کر دے اور حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد
ابو طالب کے میرے ساتھ سوا فاطمہ بنت اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنے والا نہ تھا
مین نے اونکو پیراہن اپنا پہنایا تا کہ حلہ ہای بہشت اوسکے نصیب ہون اور اونکی قبر مین
لیٹا تا کہ وہ بلای قبر سے خلاصی پاوین اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین

آیا ہی کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اونکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور بہت سی آپ نے اونکی تعریف فرمائی اور اپنے پیراہن سے اونکا کفن کیا بعد اسکے اسامہ بن زید اور ابوایوب انصاری اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے کو حکم دیا جب وہ لوگ جب لحد کھودنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے قبر میں اوتر کر لحد اپنے دست مبارک سے بنائی اور خاک اونکی ایسے ہی دست مبارک سے باہر نکالی پھر اوس لحد میں آپ لیٹ گئے اور فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مُدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ پھر برآمد ہوکر چار تکبیریں پڑھیں اور لحد میں اونھیں لٹایا اور عباس اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی اس کام میں آپکے شریک تھے اور عبدالعزیز بن عمر سے روایت آئی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی قبر میں نہیں اوترے سوا پانچ شخصوں کے اون میں تین عورتیں دو مرد ہیں ایک قبر خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا ہیں کہ مکہ معظمہ میں ہی اور چار قبریں ہیں جو مدینہ طیبہ میں ہیں اون میں سے ایک قبر اوس لڑکے کی ہی جو حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنی کنار تربیت میں پرورش فرمایا تھا دوسری قبر عبداللہ مزنی کی جنکو ذوالبجادین کہتے تھے تیسری قبر حضرت ام رومان والدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد کی رضی اللہ عنہم اجمعین قبر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انکی قبر شریف بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہی ابن ابی حمید بن عبدالرحمن سے روایت لاتے ہیں کہ جب وقت رحلت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قریب پہونچا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اون سے کہلا بھیجا کہ اگر تمہارا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائیوں ابوبکر وعمر کے پہلو میں دفن ہونے کو چاہتا ہی تو ویسا ہی کیا جاوے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ گھر کو تمہارے اوپر تنگ کردوں میرے اور عثمان بن مظعون کے درمیان میں عہد تھا کہ ہم تم دونوں ایک ہی جگہ گڑیں گے پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

[illegible]

فرمایا کہ بعد انتقال عبد الرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھیو دیکھیو لوگون نے
ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی سنتے ہین کہ حجرۂ مبارک مین ایک قبر کی جگہ خالی
ہی اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ حضرت عیسی بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اوس جگہ
دفن ہون گے اسی واسطے حکمت الٰہی مقتضی اسبات کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہو سکا
چنانکہ بتبعین اخبار سے ظاہر ہی قبر سعد ابن ابی وقاص ابن شیبہ بن دہقان سے روایت
لاتے ہین کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ مجکو بقیع مین
لے گئے اور چند منخین بھی اپنے ساتھ لے لین جب گوشۂ شامیہ مشرقیہ دار عقیل مین جہان عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہی پوہنچے مجھے ایک قبر کھودنے کا حکم دیا مین حکم بجالایا بعد اوسکے
وہ منخین جو ساتھ لے گئے تھے اوتھون نے اوس جگہ گاڑ دین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے
کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے یہین دفن کرین ابن دہقان کہتے ہین کہ مین نے
بعد رحلت فرمانے حضرت سعد بن وقاص کے اونکے صاحبزادے کو اوس جگہ کے نشان
دئے پس وہ وہین دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر عبد اللہ بن مسعود ابن سعد اپنے
طبقات مین نقل کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی
کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرین اور دوسری
روایت بھی آئی ہی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ مین سن بتیس ۳۲ مین
انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئے اور بعضے اخبار مین آیا ہی کہ اونکا انتقال کوفے
مین سن چہتیس مین واللہ اعلم قبر ابن حذافۃ السہمی یہ مہاجرین اولین سے ہین اور
اصحاب ہجرتین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے
شوہر تھے اُحد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ بسبب اوسکے سن تین
مین شوال کے مہینے مین مدینہ منورہ مین انتقال فرمایا اور رحلت فرمانا حضرت عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان کے مہینے مین قبر سعد بن زرارہ
انھون نے ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بننے کے وقت رحلت کی تھی قبر
انکی روحا مین ہی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک بیچ جانب

کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر سلام کریں اور سیدنا ابراہیم
کے قبہ شریفہ میں جو مزاریاں سب حضرات مذکورین کے اسمای شریفہ بھی لکھے ہوئے ہیں
لیکن وہ دو قبریں جو ان دونوں قبوں کے اندر جاوت ہوئی ہیں کچھ اصل نہیں کسی جاہل
سمہودی نے کہا ہی واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی تعیین
میں اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہیں جیسا کہ حلیہ جمال آپ کا آپ کی حیات میں چشم
اعدا سے چھپا تھا دنیا ہی جمال جسم انکا بعد ممات کے چھپایا اور تحقیق یہ ہی کہ انکی وصیت کے موافق انکے انتقال
اور دفن کی خبر کسی ایک بشر کو نہیں دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ میں سوا حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو دفن ہوئیں سلام اللہ
علیہا بعضے اس طرف گئے ہیں کہ مطہرہ کی بقیع ہی میں ہی اور اسی جگہ جہاں سارے اہل بیت
نبوت آرام کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ انکو انکے گھر میں دفن کیا ہی جو کہ گھر کہ
مسجد نبوی میں داخل کر دیا گیا ہی اور بھی اقوال آئے ہیں کہ ان میں سے بعض کی طرف
جو صحت سے قریب ہیں آخر کلام میں اشارہ کیا جائے گا اور سمہودی نے اپنی تاریخ
میں اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح و تضعیف بعضے اقوال کی کی
اور شاید کہ انکے نزدیک مختار قول اول ہی واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سی روایتیں یہاں
میں نقل کرتے ہیں قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاتے
ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشہ خانہ
دار عقیل میں ہے جو شارع ہی بقیع میں اور دوسری روایت آئی ہی کہ دلالت کرتی ہے
اثبات پر کہ آپ کی قبر شریف اسی جگہ کے قریب ہی یہاں تک کہ تحقیق اثبات کی بھی
آئی ہی کہ دار عقیل سے کئی گز کے فاصلے ہی بعضی روایات میں چھبیس گز شرعی
مذکور ہیں اور بعضے میں سینتیس گز اور امثال لکھے اور وہ جو قصہ ہی امام المسلمین حسن
بن علی بن ابی طالب سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میری
لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے دیں تو بقیع میں ہو

انت کے پاس مجھے دفن کرنا دلالت ایات ۔ پڑتا ہو کہ قبر شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی
بقیع مین ہو جہان قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہو اور حضرت امام جعفر صادق رضی
اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو اونکین کے حجرے مین جسکو عمر بن
عبد العزیز نے مسجد مین داخل کر دیا دفن کیا ہو جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرے
شریفہ مین دفن کیا ہو اور دفن کرنا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیونکو
اوس سے اطلاع نہوئی اور یہی نقل کرتے ہین کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے
وقت فرمایا تھا کہ مین اپنے جبالت جسم سے شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجاوین
اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر
باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت مین ہو کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ مینے
دیکھا ہو کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہو ویسی ہی ہم
تمہارے واسطے بھی تیار کرینگے اور دوسری خبر مین آیا ہو کہ حضرت جناب سیدہ نے
وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متکفل
ہون اور دوسرے شخص کو اوسمین دخل نہو یہ روایت رد کرتی ہو اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ
کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی
اور اسی جہت سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے اسواسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے
مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہو کہ زوجہ
اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ ہوسکتا ہو کہ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی ہو اور اونھون نے آنے کا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ
برخلاف قصد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور شاید کہ اونکے وہان نجانے
مین مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہوسکتا ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو اطلاع ہوئی ہو اور اونھون نے گمان کیا ہو کہ شاید علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور
دفن کے واسطے اونکو بلا لینگے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رض

بغیر طلب کے آویں گے ولقد اعلم اور اس سے صریح تر دلالت میں یہ اثبات پر کہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہے کہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لاش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے
ساتھ اپنی فراست کے موافق رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے
گذرانا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئیں اور تبسم فرمایا اور
اس سے پہلے بعد رحلت حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم
فرماتے نہیں دیکھا تھا اور جو تبسم فرمایا تھا اور اسما بنت عمیس کو یہ وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت
مرتضوی مجھے غسل دیں اور دوسرا شخص کوئی آنے نہ پاوے پھر جب وفات پایا تو حضرت
عائشہ نے دروازے پر تشریف لاکر اندر آنا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت حضرت سیدہ
کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عائشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت کی کہ اس خثعمیہ کو
کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حائل ہوتی ہے اور
مجھے اندر آنے نہیں دیتی اور اوسکے جنازے کے واسطے ایک چیز مثل ہودج عروس اپنی
عقل سے تراش کر بنائی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر حضرت سیدہ کے دروازے
آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا یا اسما تو کیوں پیغمبر کے بی بی کو پیغمبر کی بیٹی کے پاس آنے
سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اوسکے واسطے بنائی ہے اسما بنت عمیس
رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ مجھے وصیت کر گئی ہیں کہ میں کسیکو اونکے پاس
آنے نہ دوں اور یہ چیز میں نے بنایا ہے اونکی حالت حیات میں بنایا تھا اور اونھوں نے
اسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو تو کہتی ہے
تو جیسا تجھے وصیت فرما گئی ہیں ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا اسی طرح
دلالت کرتی ہے اس بات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ شریفہ میں دفن ہوئیں
اور نہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیوں پڑتی اور بعضے روایات صحیحہ میں آیا ہے کہ ایک
روز حضرت جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبح کو بہت خوش خرم اوٹھیں اور

لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کر پس آپ نے نہایت مبالغہ واحتیاط سے غسل فرمایا
اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھا کر قبلہ رخ لیٹ گئین اور اپنا دست مبارک رخسارہ
مبارک کے نیچے رکھہ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہی اور مین غسل کر چکی ہون اور پاک کپڑے
پہنے ہون کوئی میرا بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل دینے کو کپڑے نہ اتارے
اور اوسی جگہہ جہان لیٹی ہون دفن کر دین جب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا مین
تشریف فرما ہوئے تو لوگون نے صورت حال عرض کی آپ نے جا کر دیکھا تو روح مبارک
اعلی علیین کو پہونچ گئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اوسی غسل سابق پر اوسی
جامہ شریف کے ساتھہ جو پہنے ہوئے تھین دفن کر دیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہی حدیث
بنت عمیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علمای حدیث نے
نقل کی ہی اور حجت لائے ہین اور نیز اس خبر کے روات مین اختلاف ہی اور ابن جوزی
اپنے موضوعات مین اسکو لائے ہین واللہ اعلم اور مسعودی مروج الذہب مین نقل کرتے ہین
کہ امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور
شریفہ کی جگہہ پر ایک پتھر پایا گیا اوس پر لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُبِیْدِ
الْاُمَمِ وَمُحْیِ الرِّمَمِ هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدَةِ نِسَاءِ
الْعٰلَمِیْنَ وَقَبْرُ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو تینتیس مین چنانکہ اوس کلام کے فحوا سے
جو ذکر کیا ہی ظاہر ہوتا ہی اور دوسرا قول آیا ہی کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی
اوس مسجد مین ہی جو بقیع مین حضرت سیدہ کی طرف منسوب ہی قبہ عباس سے قبلے کی طرف
مائل بشرق اور امام غزالی نے بیان زیارت بقیع مین اس مسجد کا ذکر کیا ہی اور اوسمین
نماز پڑھنے کی وصیت کی ہی اور بعضے دوسرون نے اس مسجد کا ذکر کیا ہی اور کہا ہی
کہ وہ بیت الحزن کر کے مشہور رہی اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے غم مین آدمیون مین رہنے سے متنفر ہو کر وہان اقامت فرمائی تھی اور نیز بھی
کہتے ہین کہ یہ جگہہ وہ گھر ہی جو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم

سب تعریف اللہ کو ہی ہلاک کرنیوالا امتون کا اور زندہ کرنیوالا ہڈیون کا یہ قبر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سردار زنان عالمین اور قبر حسن بن علی و علی بن حسین بن علی و محمد بن علی و جعفر بن محمد علیہم السلام

محب طبری و جامع عشرہ میں نقل کیے ہیں کہ خبر دی مجھے ایک درویش صالح نے کہ مجھ سے سید ولی اللہ
بھی کہتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع
کو جاتے تو قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ
الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوا کہ قبر شریف حضرت
سیدہ کی اسی جگہ ہے اور شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہیں کشف میں طرح طرح کا تو اب کہ در باب اس کے یہ کہا اس اعتقاد پر نہ تھا
کہ مجھی حضرت شیخ کی خدمت میں تھا بارہا ماں کے پیش دو خبر ابن عبد البر نے تعیین مقام امام حسن سلام اللہ علیہ
میں نقل کی ہو دیکھی تو اعتقاد میرا اس بات پر جسکے کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ
ہو گیا سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ یہ ارجح اقوال ہے اگرچہ اوسط پہلے بعضے علمائے عصر
نے اس قول کو کہ گھر میں دفن ہوئی ہیں اظہر الاقوال کہا ہے اسد الغابہ میں ہے تُوُفِّیَتْ فاطمہ
الزَّہْرَاءُ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ لِثَلٰثٍ خَلَتْ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ سَنَۃَ اِحْدٰی عَشَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا وَاَوْلَادِہَا
وَکُبَرَا اِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ حَسَنِ بْنِ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی سَلَامُ اللہِ عَلَیْہِمَا روایت کرتے ہیں کہ
جب وقت رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہنچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری لاش
حجرۂ مبارک کے اندر میرے جد امجد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کریں
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا ہاں
ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہے وہاں انکو دفن کریں بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو
آئے اس طرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام
نے جب یہ خبر سنی کہ نوبت قتال و جدال کی پہونچنے والی ہے تو فرمایا بس کہ قتال
آپس میں ہونا اچھا نہیں فرمایا کہ اگر نوبت یہاں تک پہنچا چاہتی ہے تو میں راضی نہیں تب
مجھے بقیع میں لیجا کر میری ماں کے پہلو میں دفن کر دینا اور دوسری روایت میں
آیا ہے کہ وقت رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے
میرے جد کے پہلو میں دفن کرنا اور اگر یہ قوم اس بات سے مانع آوے تو ان سے الحاح
و نزاع نہ کرنا مجھے بقیع الغرقد میں دفن کر دینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسی کہ خبر دی تھی

مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اسبات کو روا نرکھونگا
کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو اتنی دور ڈالین حضرت ابو ہریرہ
وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ
یہ ظلم صریح ہی کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جدامجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن
ہونے سے منع کرین بعد اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے
پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر تمہارے بھائی نے وصیت نہین کی تھی کہ اگر نوبت
قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانون کے مقبرے مین دفن کرنا اور قوم کے ساتھ
نزاع نکرنا آخر کو ان حضرات کے الحاح سے مقبرۂ بقیع مین جاکر دفن کردیا سلام اللہ علیہ
وَعَلٰی سَائِرِ اَھْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور بعضی روایات مین آیا ہی
کہ اوس زمانے مین امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کی طرف سے سعد بن العاص تھا
جسوقت جنازۂ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے
کہا کہ آگے آؤ اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی
کہ امام جنازہ امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نکرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام
کے قبر شریف کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام ہی اور قبر امام ابو جعفر
محمد باقر بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
اور درحقیقت یہ سب ائمہ ہدی سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر
جسے قبہ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبے نے
جسد مطہر حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بھی لاکر بقیع مین دفن کیا ہے
سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ سن آٹھ سو سرسٹھ مین مشہد حسین وعباس مین ایک قبر جانب
قبلہ مین کھدائی تھی کہ زمین کے اندر سے ایک تابوت لکڑے کا نکلا اوسپر سرخ
پوشش تھی اور میخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب کی بات یہ ہی کہ پوشش بھی پرانی
نہین ہوئی تھی اور میخون مین بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ نہین لگا تھا سید کہتے ہین
کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہی

اور بھی روایت کرتے ہیں کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المومنین حسین بن امیر المومنین
علی مرتضی سلام اللہ علیہما کو عمرو بن عاص کے پاس کہ اوس مدینہ کی طرف سے عامل مدینہ
مطہرہ تھے بھیجا اونھوں نے اوسکو کفن دے کر بقیع میں اونکی والدہ سیدۃ نسا العالمین
رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہیں کہ
سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانے میں پایا گیا
لوگوں نے اوسے کفن دے کر دمشق ہی میں باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا ہے
بلکہ بعضے ایک لایا ہو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ اور ہر تقدیر اگر اس شہد کی زیارت سے
وقت سارے ائمہ ہدی پر سلام پڑھا جائے تو بہتر ہے وَقَبْرُ عَمِّنَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ابن شبہ روایت لائے ہیں
کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا
کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم میں کہ گوشہ دار عقیل میں واقع ہے دفن کیا
اور بھی ابن شبہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع
کے بیچوں بیچ میں دفن کیا ہے ابھی اس زمانے میں ایک بڑا سا قبہ ہے بقیع میں اوس میں
قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدی واقع ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے وَقَبْرُ صَفِیَّۃَ
بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابن شبہ روایت لاتے
ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچے کے آخر میں جدھر سے بقیع کو جاتے ہیں
دار مغیرہ بن شعبہ کے نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے مقطع
کیا تھا دفن کیا ہے اور آخر میں جب مغیرہ بن شعبہ نے اپنی دار تعمیر کی تو حضرت زبیر بن
العوام رضی اللہ عنہ اودھر سے نکلے اور دیکھ کے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو
میری والدہ کی قبر پر کھڑی کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اونکے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
تلوار کھینچکر اونکی سایہ جاکر کھڑے ہو گئے یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ نے
مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کروا بھیجا اور اس بارے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازے کے متصل جو جانب بقیع کے ہی واقع ہے
قَبْرُ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان
بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین پوچھا یا ابن
عم کیا ڈھونڈہ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہہ ڈھونڈھتا ہون پس حضرت
عقیل انکو اپنے احاطے مین لائے اور ایک جگہہ معین کردی وہان اونکی قبر کھودی گئی
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت بیٹھ کر چلے گئے دو روز اس حال سے
نہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کئے گئے اونکا
وَفَاتُہٗ سَنَۃَ عِشْرِیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور اب اس زمانے مین اونکا
نام مبارک اور اسم شریف حضرت عبد اللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر
لکھا ہی سید سمہودی کہتے ہین کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قبے کے اندر جو حضرت
عقیل کیطرف منسوب ہی مدفون ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ
ابن زبالہ اور ابن شبہ نے حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے
بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو اون لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے
ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ نے ذکر کیا ہی کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات
شام مین ہوئی ہی حضرت معاویہ کی امارت کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اس طور
پر کہ یہ قبہ عقیل ہی اس جہت سے ہی کہ دار عقیل اس جگہہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہو چکا ہی
اور یہ بھی احتمال ہی کہ اونکی لاش مبارک کو شام سے نقل کرکے یہین لا کر دفن کردی ہو
اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس قبے مین ہونے کو ابن نجار نے
ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ قبر عقیل بن ابی طالب بقیع کے پہلے قبے مین ہی اور اونکے
ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہی یعنی عبد اللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی کہ اجود
عرب کثیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہی رضی اللہ عنہ اور بعضے علمای سیر
وتواریخ کہتے ہین کہ وہ ابواء مین جو کہ اور مدینے کی راہ مین واقع ہی سن نوے مین مدفون

ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ دس برس
کے تھے ہیں ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال میں ہوئی ہو گی رضی اللہ عنہ قُبُوْرُ
اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ یہی دار عقیل کے نزدیک ہیں
جرمیں آیا ہی کہ عقیل رضی اللہ عنہ اپنی دار میں کنواں کھدواتے تھے وہاں ایک پتھر نکلا
اوپر لکھا تھا قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل نے اوس کنوئے کو بند کروا دیا اور قبر پر
عمارت بنوائی اور سمہودی کہتے ہیں کہ سارے روایات اسی بات کی طرف ناظر ہیں
کہ قبور شریفہ امہات المومنین اسی جگہ ہوں کے جہاں اب زیارت کرتے ہیں مگر بعضے
روایات کہ دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ بعضے ازواج مطہرات کے قبور سر لحد مقبرہ
امام حسن و عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہیں ابن شبہ محمد بن یحییٰ سے نقل کرتے
ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ہی لوگوں کو کہ کہتے تھے کہ قبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کی بقیع میں وہاں پر ہی جہاں محمد بن زید بن علی مدفون ہیں قریب موضع دفن سیدنا امام
حسن سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اوسی جگہ پر آٹھ گز کے قدر زمین
کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوپر لکھا تھا ھٰذَا قَبْرُ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجَۃِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحیح بخاری شریف میں مذکور ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا مجھے دفن کرنا میرے صَوَاحِبُ نِسَاءِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بقیع میں اور سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
کے قبور شریفہ مدینے میں ہیں مگر قبر شریف حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کی کہ مکہ
معظمہ میں ہی اور قبر شریف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی سرف میں قریب تنعیم کے
اور کہتے ہیں کہ انکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہی
اور خلوت بھی اسی جگہ ہوئی قَبْرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
ابن شبہ نقل کرتے ہیں کہ جب چاہا لوگوں نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کو حجرہ مبارک میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دفن کریں اور اونھوں نے خود بھی

اپنی حیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت لے لی تھی مصریوں نے انکار کیا اور وہاں
دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اونکو کہیں دفن
نکرو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ سنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوگئیں اور فرمانے
لگیں مع اللہ تم لوگ ہٹ جاؤ میں اوسکو دفن کروں اور نہیں تو میں باہر نکل آتی ہوں اور کشف ستر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہوں یہ سنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اوسی رات کو
جسکے دنکو وہ شہید ہوئے ہیں جبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عبد اللہ بن زبیر اور بعضے اور اصحاب
کرام نے آکر اونکو وہاں سے اوٹھایا جہاں لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع میں لے گئے وہاں
بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حسن کوکب میں لے گئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ
عنہ وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہہ قبر کھود کر اونکو اوسمیں رکھکر ایک دیوار اونکی قبر پر
کرا کے اونکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حسن کوکب ایک جگہہ تھی بقیع سے باہر کہ وہاں لوگ اپنے
مردوں کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ اوس جگہہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہہ دفن
کیا جائے گا اوس جہت سے یہ جگہہ آدمیوں کو مانوس ہو جائے گی پس اول جو شخص وہاں
دفن ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے میں
حضرت معاویہ کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہہ کو بقیع میں داخل کیا اور جس
پتھر کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائیں اور فرمایا تھا
لاجعلنك للمتقين اماما اوس پتھر کو اوٹھا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں کے گرد اپنے مردوں کو دفن کیا کریں
قبر سعد بن معاذ اشہلی رضی اللہ عنہ ان کو غزوہ خندق کے روز ایک زخم
لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب میں حکم کرنے کو اونکو
طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ میں اشارہ اس طرف ہو چکا ہی تو خون بند ہو گیا
پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر بنی قریظہ کے

[illegible]

باب میں حکم دیکر لے لیے دولت خانہ پر پہنچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور
اسی جہان سے رحلت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی
اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطے کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی
کے ایک طرف کو اقصی بقیع میں اونھیں کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے
ہیں کہ جو تعریف کہ قبر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قدما نے کی ہے وہ اوس قبے کی جگہ پر
جو حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف منسوب ہے صادق ہے پس شاید کہ یہ قبر حضرت سعد
بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور اسی قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شبہ سے کہتے ہو
نگے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر
شریف منزو اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہے قَبْرُ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مصر میں آیا ہے حضرت
عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایکدن میرے باپ نے
مجھسے فرمایا کہ بیٹا میں اب بوڑھا ہوا اور میرے یار سب کے سب اس عالم فانی سے گذر گئے
اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب ہو گیا ہے تو میرا ہاتھ پکڑکر بقیع میں لے چل میں نے
تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑکر بقیع میں لے گیا حتی کہ اقصائے بقیع میں پہنچے اوس جگہ کہ وہاں
کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہوجائے تو میرے واسطے یہیں پر قبر کھودنا اور
کسی کو خبر نہ کرنا اور کوچہ تنگ سے کہ اودھر سے آدمیوں کا گذر کم ہے میرا جنازہ نکالنا اور
جنازہ تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہ ہووے اور کسی کو مجھ پر رونے
اور نوحہ کرنے نہ دینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے نہ دینا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ جب حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت ہو گیا تو سب آدمی میرے گھر کو
گھیر کر کھڑے ہوگئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو سب ساتھ ہو لیں میں نے موافق
اونکی وصیت کے کسی شخص کو اونکے موت کی خبر دی اور بہت سویرے اونکی لاش
مبارک بقیع میں لے گیا دیکھتا کیا ہوں کہ سب آدمی آپ سے آپ پہلے ہی سے
بقیع میں ہو چکر منتظر کھڑے ہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْ جَمِیْعِ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کراون قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب تاریخ نے
اونکی تعیین اور جہات مین اخبار و آثار پا کر جنۃ البقیع مین ذکر کئے ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد
اس مقبرۂ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اس بلدۂ طیبہ کے گرد و پیش موجود ہین اور
پادشاہان قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے بنائے ہین وہ کئی قبے ہین
ایک قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفای عباسیہ نے سن
پانچ سو اونیس مین بنایا ہی وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہی دوسرا قبہ بنات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم بن
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اس
قبے کے پاس دعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہی چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا متصل شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے ساتوان قبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کا اس قبہ شریف مین ایک قبر ہی اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اس مین دفن ہی آٹھوان قبہ
فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچ بیچ مین
بقیع کے درمیان قبۂ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انمین سے ایک مین امام
دار الہجرۃ حضرت امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ و مقیم بلدۂ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی ابن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا
کہ لکھا ہی سمہودی نے اور مشہور اہل مدینہ مین یہ ہی کہ وہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہی اور سمہودی
کہتے ہین کہ کلام ابن جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہی کہ درمیان قبۂ
سیدنا ابراہیم و قبۂ امام مالک کے ایک قبر ہی عبد الرحمن بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف ہین ابو شحمہ کر حد زنا اونپر لگائی گئی تھی
اوسی صدمے سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق
ہی اوس قبے پر جو منسوب ہی نافع کیطرف واللہ اعلم اور ایک قبہ چھوٹا سا ہی قبۂ فاطمہ بنت اسد
رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ کی طرف منسوب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اس قبے کا ذکر نہین کیا نہ نفیاً نہ اثباتاً واللہ اعلم

یہ پہاڑ زیارات میں جو معروف و مشہور ہیں لیکن تحقیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے اور شہر پناہ کے اندر کے مقبروں میں سے مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر الصادق سلام اللہ علیہما ہے مقابل قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھیاں کی طرف اور یہ قبہ بانی شہر پناہ سے پہلے کا ہے اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہیں جسنے مساجد فتح کو پھر سے سر نو بنایا ہے اور اس قبے کی عمارت سن پانسو چھیالیس میں واقع ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ حوالی اس مقام کا شمال کیطرف سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خوشتر سکے دروازے تک تھا اور درمیان دروازہ بقیع اور دروازہ مصلیٰ کے ایک کنواں ہے منسوب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف کہ پانی اوسکا بیماروں کے واسطے شفا ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت صغر سنی میں کنوئیں میں گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نماز میں تھے حضرت غایت توکل و حضور و رضا سے نماز قطع نہ کی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَاَرْضَاہُمَا عَنَّا جَزَاءً لِّلْخَیْرِ اور اس قبہ شریفہ کی جانب غربی میں ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف منسوب اس زمانے میں اکثر آدمی اوسکی زیارت سے محروم ہیں جاتے رہتے نہ پتا مشہور ہے مدینہ مطہرہ میں بقیع سے باہر ہیں وہ تین مشہد ہیں اون میں افضل و اعلم مشہد سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخُوْہُ مِنَ الرَّضَاعِ ہے اور اصل بنا اس مشہد عالی کی خلیفہ ناصر لدین اللہ کی ماں نے کی ہے سن پانسو نوے میں اور وہ پتھر جس پر تاریخ لکھی ہے مشہد جبل احد سے جہاں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو کر گرے ہیں اٹھا کر یہاں لا کر رکھا ہے اور سلطان قایتبائی نے سن آٹھ سو ترانوے میں اسکے صحن و عمارت کو بڑھایا ہے اور اس مشہد کے اندر ایک قبر اور ہے وہ قبر ایک ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور قبر صحن میں ہے وہ قبر ایک شریف کی ہے اور اسی بابت سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہیں اور زائر کو چاہیے کہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہیں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونوں صاحب بھی یہیں مدفون ہیں

حضرت ابو جعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور صلاح و مرمت
اوسکی کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین
اور روتی تھین اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ ہمیشہ دو تین دن کا فصل ہوکے قبور
شہدای اُحُد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور اونکے واسطے
دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور فضیلت احد اور شہدای احد کی انشا اللہ
تعالی ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرینگے ٭ دوسرا مشہد مالک بن سنان والد حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینۂ منورہ کی شہر پناہ کے اندر پچھان کی النگ پر
واقع ہی اور اوسپر ایک قبہ ہی قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہدای احد سے
ہین انکو احد سے اوٹھا کر یہین لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہان وہ دفن ہین اگلے زمانے
مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی ٭ تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن
علی المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس زکیہ کر کے معروف ہین اور ابی جعفر منصور کے زمانے
مین شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینۂ منورہ سے باہر ہی جبل سلع سے پورب کی طرف اور اوسپر
عمارت لوق وق بنی ہی اور ایک مسجد بھی ہی اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہی عین زرقا سی
نقل کرتے ہین کہ نفس زکیہ یعنی محمد بن عبداللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا
اور بہت سے آدمیون نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن
موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھ اونپر بھیجا عیسی بن موسی نے جبل سلع پر پہونچکر توقف
کیا اور محمد بن عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اونھون نے کہلا
بھیجا کہ واللہ مرنا عزت کے ساتھ بہتر ہی اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھ ہو اوسکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی
رہ گئے تھے سبکے سب نے غسل کامل کرکے اور خوشبوئین لگا کے عیسی بن موسی پر حملہ کیا اور
تین مرتبہ انکو سامنے سے بھگا دیا آخر کار بسبب کثرت اعدا کے تاب نہ لاکر مغلوب ہوگئے

اس جوہری محدث کے پوتے نے ایناس الاعلام میں لکھا ہی کہ عیسی بن موسی نے اونکا سر بارگاہ
منصور کے پاس بھیجا اور باقی بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی بھاجی فاطمہ نے
چپکے چھپا کر بقیع میں دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہی کہ وہ اسی جگہ دفن ہیں جو مذکور ہو چکی
اور قتل احجار زیت کے پاس ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہی اور حضرت
سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر دعای استسقا پڑھی تھی کہتے ہیں کہ ذوالفقار
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبداللہ کے پاس تھی عیسی بن موسی نے بعد اونکے
شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہنچی
اصمعی کہتا ہی کہ میں نے اوسے دیکھا ہی اوسکے اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت میں پیٹھ کی
ہڈی کو کہتے ہیں اور یہ ذوالفقار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہنچی تھی چنانچہ کتب سیر و احادیث میں مذکور و مسطور ہی اور خبر میں آیا ہی
کہ قتال کے دن محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن عامر سلمی سے کہا کہ ایک ابر ہمارے
سروں پر آکر سایہ کرے گا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے
اوپر سے گذر کر دشمنوں کے سروں پہ پہنچے گا تو تو جان لے کہ میرا خون احجار زیت پر پڑیگا
عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ واللہ ویسا ہی ہوا جیسا محمد بن عبداللہ نے کہا تھا ایک ابر کا
ٹکڑا ہمارے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر عیسی بن موسی کے سر پر جا کر برسا
آخر الامر اون لوگوں نے فتح پائی اور محمد بن عبداللہ نے شہادت اور خون اونکا احجار زیت
پر بہا گیا نقل کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ کی جہت سے عیسی بن موسی نے امام مالک کو
بہت پٹوایا کہ اوسے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم بھرتے تھے اس حکایت کو
نقل کیا ہی امام مزی نے تتمہ فی زیارۃ اہل البقیع بقیع والوں کی زیارت میں سنت
یہ ہی کہ جب بقیع کے دروازے پر آئے تو سلام کہے مشہور کہ زیارت قبور کے وقت اسکا پڑھنا آیا
ہی پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا
بَعْدَھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ بعد اسکے یا اسکے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور پڑھنا سورہ
اخلاص کا مقبرہ کے پاس سنت موکدہ ہی اور خبر میں آیا ہی کہ جو شخص مقبرے میں آوے

اور گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکو بعد مرے کے جتنے اوس مقبرے مین ہین اجر دیا جاتا ہی اور چاہیے ہی کہ سلام مین سارے آل و اصحاب و مومنین کو جو اس مقبرۂ شریفہ مین دفن ہین شریک کرے اور رخ اپنا قبۂ شریفہ عمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پھیرے کہ بائین طرف باب بقیع سے متصل مدفون ہین اور حضرت بھی اونھین کی زیارت پر کرے رضی اللہ عنہا اور علما ی متاخرین اختلاف کرتے ہین اسبات مین کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک گروہ اسطرف گیا ہی کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اونکے ساتھہ ایک قبے مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اسہل و اقرب ہی اور ان حضرات کے سامنے سے گذر جانا اور دوسرون کی زیارت کیطرف متوجہ ہونا سو ادب سے خالی نہین اور کہتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسبات پر تھا اور بعضے متاخرین مشائخ اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسی طرح لوگون نے مشاہدہ کیا ہی اور یہ شیخ محمد بن عراق بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعضے علما ی حنفیہ نے بھی اسبات کی تصریح کی ہی اور سمہودی کا کلام بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین ظاہر ہی ولیکن اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہی کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک ہی اسواسطے کہ منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین اوس جگہہ ایک چھوٹی سی مسجد ہی اوسکو موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہی کہ ابتدا حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھہ ہین

اونکے ہمیں غیرہ کہ حجرہ شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسواسطے کہ تقدیم زیارت
کی اونپر مناسب ہیں یہ مذہب اسہل واقوم معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم اور ایک گروہ اس طرف
گیا ہی کہ ابتدا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کیا
ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بقیع سے افضل ہیں اور ابن فرحون مالکی
وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہی اور کہا ہی کہ اونکی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف سے
گذر ہو اوسپر سلام کرے اور کچھ یونہیں سا توقف کرے اور چلا جائے اور بعضی اسی گروہ
کا کلام ہی کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے
مع اون حضرات کے جو اوسکے قبہ مبارک کے اندر ہیں بعد اوسکے قبور شریفہ ازواج
طاہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اوسکے مشہد عقیل
رضی اللہ عنہ میں آوے اور زیارت کرے اور اوسکے دروازے پر بہت دیر تک ٹھہرے
اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور دعا اوس جگہ
قبول ہوتی ہی بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے مع انکے
جو اوسکے ساتھ ہیں اونکی ہیں اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابہ کرام کہ وہاں
آرام فرماتے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعضے علما کے کلام کا محصل یہ ہی کہ ابتدا حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جائے اسواسطے
کہ جسکی اوس میں دلالت بیان ہوا اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقہ ادب سے
نہایت بعید ہی بعضے کہتے ہیں کہ یہی قصد صالح ہی ساتھ اسکے حصر نہیں کرنا رعایت کرنا اسکا
والترتیب کا اور ایک جماعت علماء کی یہ سے ایسا عمل کرتے ہیں کہ وہ لوگ جب قصد زیارت
بقیع کرے تو پہلے موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے
واسطے دعا کرتے اور دنیا مطلب حق تعالی سے مانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسباب کے
کہ کسی خاص قبر پر جاکر کھڑے ہوں اور اس طریق کے اختیار کرنے میں مستند ان حضرات کا
فعل یا تو حضرت علیہ الصلوة والسلام کا ہی پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہی اور ان حضرات کا
قصد مجرد اتباع سنت ہی تو بہتر ہی اور بعضے علماء نے کہا ہی کہ اگر یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

مروی ہی ہر چند صحت کو نہ پونہچا ہو اور اُن حضرت کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہی وفضیلت اثبات میں
شک نہین کہ اگر موقف سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات مین سعادت وقوف
حاصل کرکے زیارت مقربان آنجناب علیہ الصلواۃ والسلام سے مستفیض ہون تو نہایت مناسب
ہی کہ موجب مزید اجر و برکات و ثوابات وحسنات ہوگا والسلام تکمیلٌ فی زِیادۃِ اَہلِ البَیتِ

فصل خطاب مین حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ سے
نقل کرتے ہین کہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوسنے
زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے
عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجیے ایک قول بلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے
پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب تو ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل کر اور اوسکے
بعد جا اول دروازے پر کھڑا ہو کر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہو اور تیری
نظر قبر پر پڑے تو تیس ۳۰ مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر تھوڑا سا چل وقار کے ساتھ نزدیک
قدم اوٹھاتا ہوا پھر کھڑا ہو کر تیس ۳۰ مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر قریب ہوجا قبر سے اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوئے
اوسکے بعد کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیکُم یَا اَہلَ بَیتِ الرِّسَالَۃِ وَمُختَلَفَ المَلَائِکَۃِ وَمَہبِطَ الوَحیِ وَخُزَّانَ العِلمِ وَمُنتَہَی الحِلمِ وَمَعدِنَ
الرَّحمَۃِ وَاُصُولَ الکَرَمِ وَقَادَۃَ الاُمَمِ وَعَنَاصِرَ الاَبرَارِ وَدَعَائِمَ الاَخیَارِ وَاَبوَابَ الاِیمَانِ وَاُمَنَاءَ الرَّحمٰنِ وَسُلَالَۃَ
خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَعِترَۃَ صَفوَۃِ المُرسَلِینَ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّۃِ الہُدٰی وَمَصَابِیحِ الدُّجٰی وَاَعلَامِ
التُّقٰی وَذَوِی النُّہٰی وَاُولِی الحِجٰی وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ رَحمَۃِ
اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَۃِ اللّٰہِ وَمَعَادِنِ حِکمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ وَوَرَثَۃِ
رَسُولِ اللّٰہِ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاۃِ اِلٰی حُکمِ اللّٰہِ وَالاَدِلَّاءِ عَلٰی مَرضَاۃِ
اللّٰہِ وَالمُظہِرِینَ لِاَمرِ اللّٰہِ وَنَہیِہٖ وَالمُخلِصِینَ فِی تَوحِیدِ اللّٰہِ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنِّی مُستَشفِعٌ
بِکُم وَمُقَدِّمُکُم اَمَامَ طَلِبَتِی وَاِرَادَتِی وَمَسئَلَتِی وَحَاجَتِی اَشہَدُ اللّٰہَ اَنِّی مُؤمِنٌ بِسِرِّکُم
وَعَلَانِیَتِکُم وَاَنِّی اَبرَاُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِن عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الجِنِّ وَالاِنسِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِینَ الطَّاہِرِینَ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا کَثِیرًا کَثِیرًا

باب تیرھوان فضائل جبل احد مین کہ محب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے

علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام ورضی اللہ عنہ تفصیل اس غزوہ احد اور سارے غزوات کے ساتھ
کتب سیر و تواریخ میں مذکور ہی یہاں مناسب بیان فضیلت احد اور قبور شہدا ہی جو اس غزوہ
میں شرف شہادت عظمیٰ کو پہونچے ہیں صحیحین میں آیا ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جبل احد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ یعنی یہ ایک پہاڑ ہی کہ ہمکو
دوست رکھتا ہی اور ہم اسکو دوست رکھتے ہیں اور اس کلمے کا صدور حضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ
والسلام سے اوقات متعددہ میں ثابت ہوا ہی چنانچہ تعدد روایات بخاری اس بات کا مظہر
ایک روایت میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ ایک دن حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا
وَنُحِبُّهُ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهٰذَا عَيْرٌ جَبَلٌ يُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُهُ عَلٰى بَابٍ مِنْ
اَبْوَابِ النَّارِ یعنی عیر ایک پہاڑ ہی مقابل احد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حسد
بغض و عداوت و شقاوت جمادات میں بھی پیدا ہی امام نووی کہتے ہیں کہ یہ جو محبت جبل کی
حدیث میں مذکور ہی کہ پہاڑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست رکھتے تھے محمول ہی حقیقت پر اسی واسطے اوسکی [illegible]
ہوئی کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور یہ پہاڑ چونکہ محب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی
اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہیں تو اس پہاڑ کی جگہ بھی حضرت کے جوار
ہوئی دروازہ جنت پر اور اللہ تعالیٰ نے محبت و عشق جبال میں اوسطور پر رکھا ہی
جیسا تسبیح کو رکھا ہی جمادات میں کہ آیہ کریمہ وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ اسبات سے
خبر دیتی ہی اور جب کہ جبال و سارے جمادات اللہ تعالیٰ کا ذکر و تسبیح کرتے ہیں اگر آپکے
حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے محبت اور عشق سے بھی موصوف ہوں تو کیا مشکل بات ہی
لطیفہ سنگ حنظل ازلی در ہمہ اشیا جاریست + ورنہ ہر گل بروی اصل سیاہی باد + اور محققین علما
یوں کہتے ہیں کہ حضرت حبیب رب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن اور انس ہی
کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہیں

حنت التباتات و الجمادات اور خطاب فرمانا آپ کا اس جبل کیطرف اسطور پر کہ اُسکن یا احد فانما علیک نبی او صدیق او شہیدان اوسکی عقل و علم پر اوّل دلیل ہی ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق و محبت لوازم فہم و عقل سے ہی اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا آپ کی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہی اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہی اور جیسا کہ اہل مدینہ آپ کی شان مین دو قسم ہوگئے ہین مخلص اور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے اسی سبب سے جبل عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونھین کے ساتھہ دوزخ مین ہوگا اور غزوۂ اُحد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہی مدینۂ منورہ سے باہر آئے مگر جبل اُحد تک کہ مقام صدیقین و محبوبین ہی نجا سکے اور اوسی کے قریب ہی سے پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت و عداوت کے ساتھہ محبت و عداوت ساکنین کی تاویل بعید ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہے اوس مسرت و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے کہ اعظم وارفع علامات مدینۂ طیبہ ہی حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب مدینۂ طیبہ و اہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہی اور راستی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عداوت کے آثار ان دونون پہاڑون سے ظاہر ہین جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے جبل اُحد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہی ایک نور و سرور اوس سے مشاہدہ ہوتا ہی اور جسوقت جبل عیر کیطرف نظر کیجاتی ہی ایک ظلمت و غم اوس سے حاصل ہوتا ہی اور اشتقاق لفظ اُحد کا توحد سے ہی بمعنی انفراد و انقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہی مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکھتا اور یہ بھی ہی کہ وہ اہل ایمان و توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہی اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہی رکھا گیا اور کونسا نام اوس نام سے جو مشتق ہو احدیت سے بہتر ہوگا بخلاف عیر کے کہ حمار وحشی کا نام ہی جو

طرح طرح کی برائیوں کے ساتھ موصوف ہی اور روایات میں آیا ہی کہ اُحد ایک پہاڑ ہو جنت کے
پہاڑوں میں سے جب تم لوگ اوس پر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختوں کا کھایا کرو اور اگر پیدا
نہو تو اوسکے جنگل کی گھاس وہی حکم رکھتی ہی اور زینب بنت مطرو خالس بن مالک رضی
عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھیں کہ تم لوگ جاکر زیارت اُحد کرو
اور لاؤ میرے واسطے وہاں کی گھاس وغیرہ اور حدیث میں آیا ہی کہ اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ
اَرْکَانِ الْجَنَّۃِ وَعَیْرٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ النَّارِ اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے
لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَرْبَعَۃُ جِبَالٍ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّۃِ وَاَرْبَعَۃُ
اَنْہَارٍ مِنْ اَنْہَارِ الْجَنَّۃِ وَاَرْبَعَۃُ مَلَاحِمَ مِنْ مَلَاحِمِ الْجَنَّۃِ قِیْلَ فَمَا الْجِبَالُ قَالَ
اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّۃِ وَوَرْقَانُ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّۃِ وَالطُّوْرُ
جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّۃِ وَلُبْنَانُ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّۃِ وَالْاَنْہَارُ الْاَرْبَعَۃُ النِّیْلُ
وَالْفُرَاتُ وَسَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْمَلَاحِمُ بَدْرٌ وَاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ وَالْحُنَیْنُ
اور ابن تلمسانی حدیث کو مختصر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لاتے ہیں اور ذکر انکا
سے سکوت کیا ہی اور بعضی روایات میں آیا ہی کہ بیت اللہ الحرام زادہا اللہ شرفا وتعظیما پانچ
پہاڑوں کے پتھروں سے بنا ہی ابو قبیس اور طور اور قدس اور ورقان اور رضوی اور احد
اور ابن تیمیہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے جبل طور پر تجلی فرمائی
چھ پہاڑ عظمت الہی سے ڈر کر اوڑ گئے اون میں سے تین مدینے میں آ گرے اور تین
مکے میں وہ جو مدینے میں آ گرے اُحد و ورقان و رضوی ہیں اور وہ جو مکے میں آ گرے
حرا و ثبیر و ثور ہیں ورقان ایک پہاڑ ہی مکے کی راہ پر مدینہ منورہ سے قریب چنانچہ ذکر مساجد
ماثورہ میں اسکی طرف بھی اشارہ ہو چکا ہی اور رضوی ینبع میں ہی اور ثبیر ہی مسافر
اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہی اور ابن تیمیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے
روایت لاتے ہیں کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام
حج یا عمرے کے قصد سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ منورہ

مین پہونچکر جبل احد پر اوترے ناگاہ پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہین دفن کیے گئے اس زمانے مین اونکی قبر شریف اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہی اور اس جبل پر ایک مسجد ہی کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہی اور یہ تحقیق نہین ہوا کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح مین نماز پڑھنے کے باب مین ایک اثر ثابت ہوا ہی ولیکن وہ غار جس مین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہی جہان آدمی کے سر کا سا نشان ہی اور لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہی علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد کے لائق ہو ثابت نہین ہوا اور خبر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہو کر آیہ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ الآیہ اور دعای اللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ پڑھ کر فرمایا کہ آؤ اور شہدای اُحد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہی جو شخص انپر سلام پڑھے گا اوسکو یہ جواب سلام دین گے پھر اور جگہ دوسرے شہدا پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ میرے اصحاب ہین انپر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہین ہین فرمایا ہان کیون نہین ہو لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہین اور روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جا کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ کفار نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہین اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لے گئے فرمایا اگر دو خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہے گی تو مین اسکو یونہین چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھے اب ہرگز نہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہ پر کبھی نہ کھڑا ہونگا یعنی مجھے ایسی مصیبت اور ایسا غم پہونچا ہی کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہین سکتا اوسی اثنا مین جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والون کے پاس لکھا ہی حمزہ بن عبدالمطلب

اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ پھر اونکو ایک چادر میں لپیٹنے کا حکم دیا اور بارہ جنازہ پڑھی سنہ
تکبیرات اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہدائی اُحد پر علما میں مختلف
مشہور ہو اور ابو داؤد و حاکم اپنے صحیح میں لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب اُحد کے دن ہمارے بھائیوں پر جو کچھ ہونا تھا تو ہوا اللہ تعالی نے اونکی
روحوں کو سبز جانوروں کے جوفوں میں اوتارا کہ جنت کی نہروں پر پہونچکر پانی پیتے
ہیں اور جنت کے میوے کھاتی ہیں اور قندیلیں سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہیں
اون میں جاکر ٹھہرتی ہیں اور آرام کرتی ہیں عرض کیا ان شہیدوں نے کہ اے رب العزت
کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیوں کو جو دنیا میں ہیں ہمارے اس آرام و آسائش کی خبر ہوجائے
تا کہ وہ جہاد سے پیچھا نہ کریں اور اس کارزار کے ادا کرنے میں کسل و سستی کو دخل نہ دیں
حضرت حق تعالی شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھاری خبر اونکو پہنچاؤں گا پھر یہ آیہ کریمہ نازل
فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ
الآیہ خبر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال میں شہدائی اُحد کی قبور پر تشریف لیجا
فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ حضرت عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہدائی اُحد پر گذرے اور ان پر
سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوس پر سلام بھیجتے ہیں اور ان شہداء کے قبور شریفہ سے خصوصاً
قبر شریف حضرت سید الشہداء سے آواز رد سلام کی بارہا سنی گئی ہے اور اس باب میں بہت سے
آثار و اخبار بہت ثابت ہوئے ہیں اور قول صحیح کے موافق عدد شہدائی اُحد ستر ہیں اور
سمہودی نے اپنی تاریخ میں انکا شمار کیا ہے اور اونکے مواضع قبور کے تعیین میں بہت کوشش
کی ہے اور اب اس بارے میں حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے تھوڑی دور
ایک احاطہ کھچا ہوا ہے اور اسی میں قبور شہداء ہیں لیکن قبروں کی صورتیں نہیں ہیں اور یہ رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو میں سے ہر دو کو
ایک ایک کپڑے میں لپٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جس کو علم قرآن زیادہ ہے اوسکو
لحد میں پہلے اتارو اور اخبار صحیحہ میں آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بعضے شہداء کے قبور

شریفہ کو کھولا تو ویسے ہی تروتازہ پھولوں کی کلیان سی لاشیں مع کفن نکلیں گویا کہ کل ہی دفن ہوئی ہیں اور بعضوں کو اون میں سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہیں ہاتھ کو جدا کرتے ہیں تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے اور ہاتھ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں تو پھر وہیں زخم پر پہونچتا ہے اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعی کہ سبب ہوئے ہیں اون میں سے ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشوں کے دفن میں خلط ہو گیا تھا قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس واجتہاد سے اون لاشوں کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبروں کے کھلجانے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبریں کھلیں کہ حضرت معاویہ نے اپنے زمان امارت میں ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کیطرف سے جاری کی تھی تو لاشیں نکال نکال کر الگ جا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی شفاء الاسقام میں لاتے ہیں کہ جسوقت حضرت معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پای مبارک میں لگی کہ اوس سے خون جاری ہوا اور نقل کرتے ہیں کہ نہر کھدنے کے وقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے جس کسی کا مردہ یہان دفن ہو آوے اور مردے کو یہان سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجائے والسلام اور بعضے شہدای احد غیر احد میں بھی دفن ہوئے ہیں اس جہت سے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ انمیں سے جسکا جہان انتقال ہو وہیں دفن کیا جائے چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہیں اونکا انتقال مدینے کے اندر ہوا اون کو وہیں دفن کیا جہان اب مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اللّٰھم احشرنا فی زمرتھم یوم القیامۃ آمین

باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں

کہ مقصد اعلیٰ ومطلب اقصای مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات میں اب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور کون ومکان رسول انس وجان علیہ افضل صلوات الرحمن میں احادیث بہت سے وارد ہیں بعضی بتصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضے دو مضمون ناظر ہیں لیکن اسطور پر کہ اون سے

یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت میں واقع ہوئے ہیں اور بعض
لغات متعدد وطرق سے کہ بعضے اون میں درجہ صحت کو پہنچے ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو
ثابت ہوئے ہیں یہ ہیں **پہلی حدیث** مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ
وجہ تخصیص زائرین کی اس فضیلت کے ساتھ باوجود اس بات کے کہ اس نعمت کی امیدوار
سارے مومنین امت کو ہے یہ ہے کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت خاص ہے کہ کوئی مرتبہ خاص
اونکی ہمت سے اونکو حاصل ہوگا کہ اوسکے غیروں کو باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ
میسر ہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر میں سوای ایک زیارت جمال باکمال حضرت حبیب
رب تعالی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ بجز آل کے اور کسی بات سے مشرف نہیں ہوئے اس سعد
ساری امت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہے کہ اور ونکو حاصل نہیں اور یہ فضیلت حاصل ہوتی
مگر نسبت زیارت کے پس ایسی ہی زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا چاہیے یا یہ کہ یہ کلام سیاق
احکام شعر اس بات کا ہے کہ زائرین قبر شریف کے حق میں شفاعت واجب ہوگی
اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہے یا یہ کہ جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی
موت آپ کی برکت سے دین اسلام پر ہوگی اور اوس جہت سے مستحق شفاعت ہوگا
دوسری حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ **تیسری حدیث**
مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یہ دونوں حدیثیں بیان معنی اور تعیین مراد میں پہلی حدیث کے حکم میں ہیں
مگر اس تیسری حدیث میں ایک چیز زیادہ ہے وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیت سے
ہو یہ کہ مدینہ منورہ میں کسی اور حاجت سے گئے اور اوسکے ضمن میں قبر شریف کی زیارت
بھی کر لی **چوتھی حدیث** مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ
آپ فرماتے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے گویا کہ اس نے میری زیارت
حالت حیات میں ایسی حدیث کی بنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ثبوت پر جیسا
اس مسئلے کی تحقیق مفصل اسباب کے آخر میں آئیگی اس حدیث کے مضمون سے یہ
ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت وسعادت خاص سے ممتاز ہیں کہ دوسرے

وہ مرتبہ ہے بزرگون مین جیسا نیچے صحابہ کرام کو اور وہ نیز زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین ہے اور مجاز جو ال
ایسا ہے بہر وجہین چنانچہ صحابہ کرام کو اور وہ نیز زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین
بہ تکریم تشبیہ سے یہ لازم نہین آتا کہ سارے احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین اونکا حکم
معاملہ کا ہو یہ ایسا ہی ہے کوئی شخص خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک
سے کوئی صحابیت سے قرار دو جو ابات سے کہ آپ کو خواب مین دیکھنا حقیقت مین آپ ہی
کو دیکھنا ہی چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مَن رَآنِی فِی المَنَامِ فَقَد رَآنِی انتہی لیکن وہ شرائع و احکام
کا مستحق ہوگا پانچوین حدیث مَن حَجَّ البَیتَ وَلَم یَزُرنِی فَقَد جَفَانِی یہ وعید ہے
سعادت زیارت حاصل نکرنے پر بعد حاصل کرنے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپ کی شفقت ہے
امت پر اور یہی اسباب ہین کہ آپ کی امت کو ثواب ہو چھٹی حدیث مَن حَجَّ وَزَارَنِی اِلَی المَدِینَۃِ
کُنتُ لَہٗ شَفِیعًا وَشَہِیدًا علما نے لکھا ہی کہ سفارش آپ کی گنہگارون کے حق مین ہوگی اور گواہی
اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت مین آیا ہی مَن زَارَ قَبرِی کُنتُ لَہٗ شَفِیعًا وَشَہِیدًا
ساتوین حدیث مَن زَارَنِی مُتَعَمِّدًا کَانَ فِی جِوَارِی یَومَ القِیٰمَۃِ وَمَن مَاتَ فِی اَحَدِ
الحَرَمَینِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الاٰمِنِینَ یَومَ القِیٰمَۃِ آٹھوین حدیث مَن حَجَّ حَجَّۃَ الاِسلَامِ وَزَارَ
قَبرِی وَغَزَی غَزوَۃً وَصَلّٰی فِی بَیتِ المَقدِسِ لَم یَسئَلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیمَا افتَرَضَ عَلَیہِ اس حدیث
مین فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جہاد اور
نماز بیت المقدس کی مذکور ہی اور احتمال رکھتا ہی کہ یہ جزای خاص یعنی فرائض سے سوال
نہونا مخصوص ہو ان سب باتون کے اجتماع کے ساتھ یا ان مین سے ہر ایک پر بھی مترتب
ہو واللہ اعلم نوین حدیث مَن حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِی فِی مَسجِدِی کُتِبَت لَہٗ حَجَّتَانِ
مَبرُورَتَانِ جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد
شریف سے مشرف ہونا حج مبرور و مقبول کے برابر ہی بلکہ سبب ہی اوس حج کی مقبولیت کا بھی
جو ادا کرکے حاضر ہوا ہی اور حج مبرور کی جزا مین جنت ہی یقینا جیسا کہ احادیث مین آیا ہی اور
حج مبرور اوس حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات و منہیات شرعی سے اور ریا اور سمعہ کو اوس مین
دخل نہو اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہی جو خدای تعالی کی درگاہ مین مقبول ہو اور یہ موقوف
ہی خدا کے فضل پر دسوین حدیث مَن زَارَنِی بَعدَ مَوتِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِی فِی حَیَاتِی وَمَن زَارَ قَبرِی وَجَبَت لَہٗ

شفاعتی یوم القیامۃ ومامن احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر
اس حدیث کے شامل ہیں پہلی اور چوتھی حدیث کے مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث ہشتم
ناس کو جیسا کہ گیارھویں حدیث کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری
فقد جفانی جو چھٹی اور ساتویں حدیث کے موافق ہے بارھویں حدیث حضرت
امیر المومنین سے ہے کہ من سأل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت لہ
شفاعتہ یوم القیامۃ ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے حاصل معنی اور حاصل معنی ساتویں حدیث کے
پہلے جزو کے ایک ہیں مگر اسمیں ایک فائدہ اور زیادہ ہے وہ یہ کہ جو شخص حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اس طور پر کہ اللہم صل علی سیدنا محمد وآتہ الوسیلۃ
والدرجۃ الرفیعۃ تو اوسکی شفاعت آپ کرینگے یہ جتنی حدیثیں ہمنے ذکر کیں ان میں اہم
حدیث کے ثبوت کے طرق متعدد ہیں اگر اونکو جدا جدا ذکر کریں تو احادیث کے
عدد اوس سے زیادہ ہو جائیں جو مذکور ہو چکے ہیں جیسا کہ سید علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے

فصل قرآن کے نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقتولین فی سبیل اللہ کی ثابت ہے اور
احادیث جو مثبت حیات انبیا علیہم السلام ہیں منجملہ ان احادیث کے وہ حدیث ہے جو ابو یعلی نے
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون اور جس حدیث سے کہ خاص حیات حضرت سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہے وہ یہ حدیث ہے جو مشہور و معروف ہے کہ فرمایا
آپ نے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام لیکن علماء نے اختلاف
کیا ہے اس بات میں کہ مقتضیات جواب سلام حاصل ہونے کے ہر سلام کرنے والے کو عام ہے
خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اوس حیات سے غائب ہو یا خاص اوس شخص کو جو زائر قبر شریف
ہو اور وہاں حاضر ہو کر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہیں کہ یہ فضیلت خاص
زائرین ہی کا حصہ ہے بقرینہ اوس قید کے جو روایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں آئی ہے کہ

[illegible] اور تحقیق کلام اوس طور پر کہ بعضے فضلای متاخرین نے کی ہے
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک یہ کہ مقصود سلام بھیجنے
والے کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہو اسجابت کا کہ حضرت حق تعالی و تقدس حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی ہمیں وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
بصیغہ غیب اور خواہ قائل اوسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ سے کہے
السلام علی محمد یا کہے السلام علیک یا رسول اللہ اس نوع کو بعضے علما جناب رسالت
علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص کرتے ہین اور اسکا اطلاق اور ونپر منع کرتے
ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ اور ونپر حضرت کے طفیل و تبعیت مین ہو تو کیا مضائقہ ہی اور دوسری
نوع یہ ہی کہ مقصود اوس سے تحیت اور اکرام ہی کہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو کر کہے جیسا کہ
کوئی کسی کی مجلس مین داخل ہونے والا اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے حضرت ر
عظمی کے ساتھ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرّا واجب کرتا ہی جواب رد سلام کو مسلما
پر خواہ اوسنے واسطہ ہو بالمشافہہ خواہ بواسطہ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوۃ والسلام اس
واجب کے ادا کرنے کی رعایت مین احق و اولی ہین سارے عالم سے اور اگر یہ حکم
یعنی رد سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بعید نہین اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز
ہو بثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت مین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہی کہ حق سبحانہ
و تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو کوئی شخص تمھاری امت سے ایکبار
تمپر سلام بھیجے مین اوسپر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہی کہ اسبات کو مخصوص پہلی نوع کے
ساتھ کرین جیسا کہ علما نے کہا ہی اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی و تقدس نے
اک ایسے فرشتے پیدا کیے ہین کہ زمین پر پھرا کرتے ہین اور سلام میری امت کا مجھے
پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہی اور جو اوس آستانہ شریف پر حاضر ہے
اوسکے باب مین دو حدیثین آئی ہین ایک اسبات پر دلالت کرتی ہی کہ حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام اوسکا سلام سنتے ہین اور آپ بھی بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے ہین

چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور نیز حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے
مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ رُدَّتْ عَلَيْهِ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي مَكَانٍ آخَرَ تَبْلُغُنِيْ اور
دوسری حدیث میں ہے جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اس حالت میں بھی یعنی حضوری
کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل ہے کہ اسکا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا ہے
اور جواب سلام آپ کی طرف سے دینے کا متکفل ہوتا ہے روایت ہے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ
إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِيْ وَكُفِيَ أَمْرَ آخِرَتِهِ وَدُنْيَاهُ وَكُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اور وجہ موافقت کی ان دونوں حدیثوں میں واللہ اعلم یہ ہو سکتی ہے کہ سنت الٰہی بسبب
اسباب پر جاری ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندوں کا
تسلیمات حضور میں پہنچاتا ہو جیسا کہ بادشاہوں کے دربار میں ہوا کرتا ہے اور باوجود اسکے
بعضے خاص بندوں کو جو خمس میں بھی جواب سلام و کلام سے مشرف فرماتے ہوں
مَا حَصَلَا سَعَادَةً مَنْ فَازَ بِذٰلِكَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ مصرع ع سے تقصیر
چاہے ہیں تم جا ہو ہو دیکھیں کس کو + اور عبد الحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہیں احکام صغری
میں باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کی طرف
سے ہو نکلے اور دنیا میں اوسکو پہچانتا ہو اور اوسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اوسکا یعنی صاحب
قبر اوسکو پہچان لیتا ہے اور اوسکو جواب سلام دیتا ہے اور ابن عبد البر نے اس حدیث کو
روایت کی ہے اور اسکو صحیح ٹھہرایا ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے تھوڑا سا لفظوں میں
تفاوت کے ساتھ اور نیز امام عبد الحق کتاب عاقبت میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
روایت کرتے ہیں کہ مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ أَخِيْهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ حَتّٰى يَقُوْمَ
اور ابن ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی
قبر کی طرف سے گذرے تو وہ آشنا اوسکو پہچان لیتا ہے اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب
دیتا ہے سمہودی کہتے ہیں کہ اس باب میں احادیث بہت سے وارد ہوئے ہیں اور کہتے ہیں

جب یہ بات امتیون اور عامہ مومنین مین پائی جائے تو سید الاولین و الآخرین صفوۃ المتقین
و امام الانبیا و المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین کیونکر نہ پائی جائے گی بارزی توثیق عری
الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہی کہ مین نے حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپ
کی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ انکا سلام سنتے ہین فرمایا نعم و اَرُدُّ
علیہم یعنی ہان سنتا ہون اور اونکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن نجار ابراہیم بن بشار
سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک سال مین نے حج کیا اور حضرت سید المرسلین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین
قبر شریف کے پاس پہونچا اور مین نے سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَام مثل
اسکے اور قصص بھی اولیای کرام و صلحای امت سے بہت منقول ہین اور باتفاق علمای کبار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہہ نہین ہی اور اسی طرح سارے
انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل اور بتحقیق تر حیات شہدا سے جسکی خبر
اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہی زندہ ہین اور کیونکر نہو حال یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپ کی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے
عِلْمِی بَعْدَ وَفَاتِی کَعِلْمِی فِی حَیَاتِی روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل مین
اور ابو یعلی بنقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت
سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ
اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین اور اسکی تصحیح کرتے ہین
کہ اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ فِی قُبُوْرِہِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً وَلٰکِنَّہُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ حَتّٰی
یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پہونچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین تو مراد یہ ہے
کہ حیات انبیا علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہی ولیکن چالیس رات کی مدت مین اونکو نماز وغیرہ
کی طاقت نہین ملتی اور بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث صحیحہ
سے بہت ہین بعد اوسکے ذکر کی وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپ نے اونکو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور سوا اسکے اور احادیث بھی ذکر کی ہیں جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھ اور ساتھ اونکے ملکر آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہی اور بیہقی نے کہے ہیں کہ ان حدیثوں کی بنا اس بات پر ہی کہ حق سبحانہ وتعالی انبیا علیہم السلام پر بعد اونکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیا ہے اور مثل شہیدوں کے خدای تعالی کے سامنے زندہ ہیں اور بعد اوسکے صاحب نفخہ اولی کے حکم فصعق من فی السموات ومن فی الارض ان حضرات میں بھی راہ پاوے گا اور لازم نہیں آتا کہ وہ بھی ہر طرح مر موت ہی مگر اس معنی کر کہ اوس حالت میں بیہوش رہا کرینگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی وتقدس نے شہدا کو الا من شاء اللہ کی قید لگا کر اوروں سے چھانٹ لیا اور بیہقی نے کہے ہیں کہ حدیث صحیح میں آیا ہی کہ سارے دنوں سے افضل جمعے کا دن ہی اوس دن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اوس دن تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہی صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے صلوات آپ پر کیونکر عرض کیے جائیں گے اور حال یہ کہ آپ بوسیدہ ہوگئے ہونگے فرمایا حق تعالی نے زمین پر نبیوں کا بدن کھانا حرام کر دیا ہی اور بزار نے بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ہیں سیر کرنے والے زمین میں کہ میری امت کے اعمال مجھے پہنچاتے ہیں اور فرمایا کہ میری وفات فرمانا بہتر ہی تمہارے واسطے اسواسطے کہ تمہارے اعمال میرے سامنے عرض کیے جائیں گے اگر بہتر ہوں گے تو میں واسطے خدای تعالی کا شکر کروں گا اور اگر بد اعمال دیکھوں گا تو تمہارے حق میں طلب مغفرت کروں گا استاد ابو منصور بغدادی نے کہے ہیں کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہیں طاعت امت سے اور انبیا علیہم السلام کے ابدان شریفہ بوسیدہ نہیں ہوتے قبر میں اور بیہقی کتاب الاعتقاد میں کہے ہیں کہ انبیا علیہم السلام کی ارواح شریفہ بعد قبض کر لینے کے اونکی طرف پھیر دی جاتی ہیں اور وے شہیدوں کی طرح سے خدا کے سامنے زندہ ہیں اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں ایک جماعت انبیا علیہم السلام کے ساتھ اکٹھا ہوئی اور ان سے ملاقات کی اور صاحب لمعات

کہا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مال چھوٹا تھا وہ آپ ہی کی ملک مین باقی تھا جیساکہ حالت
حیات مین تھا وارثا کی طرف منتقل نہین ہوا جیساکہ اور اموات کا مال منتقل ہوجاتا ہی اور سبیل
اوسکی یہ ہی کہ آپ کے اہل وعیال پر انفاق کر دیا جائے بغیر اعتبار کرنے اوس تقسیم کے جو میراث
مین ہوا کرتی ہی اور اسبات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہی
اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہی اور فرمایا ہی کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
سیرت کے موافق ہی انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہی کہ احکام دنیا بھی ثابت
ہین پس انبیا علیہم السلام کی حیات حیات شہدا سے اتم واکمل واخص ہوئی چنانچہ مذہب مختار و
منصور ہی نہ جیساکہ ظاہر کلام بیہقی بعضے مواضع مین اسبات کیطرف ناظر ہی کہ حیات انبیا
علیہم السلام مثل حیات شہدا ہی بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہی اصل حیات مین اور ادکھانے
اسبقا مین نہ ساری خصوصیات مین پس وارد نہوگی وہ جو یہان پر بعضے علماے
نزاع کی ہی اور کہا ہی کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہی کہ حق سبحانہ وتعالی نے شہدا
کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہی بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ تو صحیح ہی لیکن اسبات مین خلاف
کسیکا نہین ہی کہ شہیدون پر موت کے احکام مثل منقطع ہوجانے ملک وغیرہ کے جاری
ہین اور کہا ہی اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہی کہ آپ ہی کہتے ہین مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم
عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ وَمَاتَ وَهُوَ رَاضٍ مِنَ الْعَشَرَةِ اور نسبت موت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
کرتے ہین پھر آپ ہی حیات کس طرح ثابت کرتے ہین اور زرکشی کہتے ہین کہ کچھ تعجب کی جگہ
نہین ہی مَاتَ فَاَحْیَاهُ اللّٰہُ تعالی اور شہرستانی غایۃ المرام مین امام الحرمین سے نقل کرتے ہین
کہ فرمایا اونھون نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور جو لوگ آپ پر صلوۃ وسلام بھیجتے
ہین آپ اونکو سنتے ہین اور سبکی شفاء الاسقام مین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی
کی نہین ہی اور حق سبحانہ وتعالی نے آپ کو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے
طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہی اوس موت سے جو ہمیشگی کی ہی
اور یہ حیات شہدون کی حیات سے اعلی واکمل ہی اور ثبوت اسکا روح کے واسطے نہ اشتباہ
ہی اور رہا بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہی کہ انبیا علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہین ہوتی

اور روح کا پھر آنا بدن کیطرف تو ثابت ہی سارے اموات کے واسطے اس میں تمہید ہوں کہ
غیر شہید کا کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہتے میں ہی اس طرح پر کہ بدن اوس میں سے
زندہ ہو جاتا ہی جیسے دنیا میں زندہ تھا یا بدن بے روح کے زندہ رہتا ہی اور یہ بات کچھ حق
تعالی کی قدرت سے بعید نہیں اسواسطے کہ زندگی کا لازم ہونا روح کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے
نزدیک ایک امر عادی ہی کچھ عقلی نہیں عقل کے نزدیک وہ جائز ہی پس اگر اس پر کوئی دلیل صحیح
کو پہنچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائے گا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہیں اور اسکو
ثابت کیا ہی اور نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا قبر میں جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہی اسکا ثبوت ہی
اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہیں ہوتا اور اسی طرح وہ صفات جو شب معراج میں مذکور
ہوئے اور انبیا علیہم السلام کیطرف منسوب ہیں وہ سب صفات اجسام ہیں انہی جاننا چاہیے
کہ ہمارے اہل سنت و جماعت کو اسبات کا اعتقاد ہی کہ سارے اموات کو عموما اور انبیا علیہم
السلام کو خصوصا ادراکات مثل علم سمع کے ثابت ہیں اور ہمکو یقین ہی اسبات کا کہ مردہ قبر میں
پھر زندہ ہوتا ہی جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہی اور کوئی حدیث اسبات میں وارد نہیں ہوئی
کہ بعد زندہ ہو جانے کے پھر دوسری دفعہ قبر میں مر جاتا ہی بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام
قیامت تک ادراک کرتا ہی اور اسمیں شک نہیں کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہی لیکن یہاں کوئی
حیات کسی ایک جزو میں اوسکے اجزا سے اس طرح پر کہ جس سے اوسکا جثہ قائم ہو جیسا کہ دنیا
میں قائم تھا ولیکن اون دلیلوں سے جو حیات انبیا علیہم السلام پر دلالت کرتی ہیں اونکے ابدان
شریفہ کی حیات ثابت ہوتی ہی جسطرح پر دنیا میں تھی مگر اتنا فرق ہی کہ حیات دنیاوی
حسی تھا ہی اور اس حیات میں غذا کی طرف احتیاج نہیں اور حق تعالی قادر ہی کہ
جس طرح دنیا میں بغیر کھانے پینے کے ساتھ زندہ رکھتا ہو وہاں بغیر کھانے پینے کے زندہ
رکھے اور ایسے بعضے کیفیات بدن میں پیدا کرے کہ جسکی جہت سے غذا کیطرف احتیاج اور
التفات نہ ہو جیسے دنیا میں کبھی بعضی احوال میں کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے
کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مدتوں آدمی کو کھانے پینے کیطرف التفات نہیں ہوتا اور حاجت نہیں
پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہی تو دلیل حصر نہیں جائز

ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہی اسی طرح اور اسباب بھی
اوسکے پاس ہون کہ جن پر بقای ابدان منوط ہو اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور قدوۃ المحققین
کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسائرہ فرماتے ہین کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے اثبات پر
کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہی کہ جس سے مردہ نعیم و عذاب کو قبر مین ادراک کر سکتا ہی
بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعادہ مین تردد کیا ہی کہتے ہین کہ روح اور حیات
مین کچھہ تلازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالیٰ قادر ہی کہ بدن کو بغیر روح کے
زندہ رکھے اور یہ جو دنیا مین معاین ہی کہ بقای حیات روح سے ہوتی ہی یہ ایک امر عادی ہے
کچھہ عقلی نہین پس بعضی علمای حنفیہ قائل ہوئے ہین ساتھہ وضع روح کے جسد مین اور بعضے
قائل ہین کہ اتصال روح مٹی کے ساتھہ ہوتا ہی اور روح و مٹی دونون الم پاتے ہین انتہی
فصل جاننا چاہیے کہ حیات انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات مین کسی عالم کا خلاف نہین ہے
مگر اسمین البتہ بعضے علما کا خلاف ہی کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبرون مین ہین
ٹھہرے رہتے ہین یا اونکو کہین اور لیجاتے ہین شیخ علاء الدین قونوی کہ محققین علمای شافعیہ
سے ہین کہتے ہین کہ اسباب مین جو کچھہ مجھپر ظاہر ہوا ہی یہ ہی کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنے
انبیا علیہم السلام کا قبرون مین ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھہ فرعی مسئلہ
نہین ہی کہ اسمین دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا ہی کہ اون حضرات کی پہلی حیات
زائل ہو گئی اب اوسی حیات کے عود کرنے کے اثبات پر دلیل قطعی درکار ہی تاکہ اعتقاد اسبات پر
راسخ ہو اور ساتھہ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پاس
زندہ ہین ایسی حیات سے جو اس حیات متعارف سے اکمل و اشرف و اعلیٰ ہی اور ہم اعتقاد رکھتے
ہین کہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ رفیق الاعلیٰ کے سموات علا مین موجود ہین اور
یہ حالت افضل و اکمل ہی اوس سے کہ قبر شریف مین ٹھہرے رہین اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت
ہی کہ مومن کی قبر مین جہان تک نگاہ جاتی ہی وہان تک وسعت و فسحت کر دیتے ہین چہ جای
قبر شریف سید اہل اصطفا و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کہ کہان تک وسعت نہوگی ولیکن آپ کا
رہنا قبر شریف سے جنت اعلیٰ مین جسکا عرض سموات و ارض ہی اکمل و اعلیٰ ہی ساتھہ اسکے کہ

حدیث شریف میں آیا ہی کہ انبیا علیہم السلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبروں میں چھوڑے نہیں جاتے بلکہ
اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے ہیں صور پھکنے تک اور دوسری حدیث میں آیا ہی کہ
میں اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہوں اس بات سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر میں چھوڑ
پس موافقت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ میں مدۃ موجود رہیں گے جیسا کہ پہلے وہاں تھے
سے متعذر ہی اور مگر یہ پر کہا موسی علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں ہمیشہ قبر میں سبب پیدا
ہونے کا اور کیونکر دلالت کرے اور حال آنکہ حدیث صحیح میں آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج میں حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ مع اور انبیا علیہم السلام کے آسمانوں پر
ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونوں کے یہ ہی کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانوں پر
رہتے ہیں مگر کبھی کبھی اور جگہ بھی تشریف لیجاتے ہیں خواہ قبر ہو خواہ کوئی اور مقام اور ایک
جگہ سے لازم نہیں آتا کہ قبروں میں ہمیشہ رہتے ہیں یہ کلام ہی نووی کا اس سے صریح
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ نووی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبروں میں موجود رہنے میں تردد
لیکن اصل مدعی میں کہ موت حیات ہی اللہ تعالی کے نزدیک کچھ گفتگو نہیں اس جہت سے
کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہی چنانچہ خود نووی بعد اس کلام کے کہتے ہیں کہ مگر دوسری قسم
کی حیات کے اثبات میں جو حیات متعارفہ کی مغائر ہی اور دکھلانے میں یہ موقوف ہیں طرح
کی نزاع اور تردد نہیں ہی پس ثابت ہوا کہ خلاف فقط اس بات میں ہی کہ ابدان شریفہ انبیا
علیہم السلام کے قبور شریفہ میں ویسی زندگی کے ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے رہا اس
حاصل تھی دوام واستمرار کے ساتھ ہیں یا نہیں یہاں ایک گفتگو ہی اگر کان رکھ کر سنو تو شامل
محل فصل میں پوچھے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل حیات کی دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار
میں جانبین سے کسی کی دلیل قوی نہیں جو کہتے ہیں کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے
ہمیشہ قبور میں نہیں رہتے اونکی دلیل یہ دو حدیثیں ہیں ایک اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَا یُتْرَکُوْنَ فِیْ قُبُوْرِہِمْ
وَاَنَا اَکْرَمُ عَلٰی رَبِّیْ الخ اور جو قائل ہیں ہمیشہ قبور میں رہنے کے اونکی دلیل بھی حدیثیں
ہیں ایک اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ اور دوسری وہ حدیث جس میں موسی علیہ السلام
کا نماز پڑھتے کثیب احمر کے پاس مذکور ہی اور یہ قاعدہ مقرر ہی اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا اور کچھ

الا جساد انبیا علیہم السلام کا قبور مین رکھا جانا معاین اور مشاہد ہی اور اصل باقی رہنا ہی لیکن حال پر
اوسکے نقل ہونا جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اوسکے خلاف پر قائم نہو اور حقیقت مین قائم نہین ہوئے
یہ ثابت ہوا کہ بس حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہی وہ قبور مین ہوگی نہ سموات مین واللہ اعلم
اور محققین اہل حدیث اور شراح اوسکے اسبات پر ہین کہ حدیث اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ اور اسی طرح
اَنَا اَکْرَمُ عَلٰی رَبِّیْ الی آخرہا صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور ان حدیثو
کی روایت کرنے والون مین کوئی ایسا ہی کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہی اور اگر یہ حدیثین
صحیح ہون تو تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد ترک سے نہ مشغول رہنا ہی عبادت سے اور بعد گذر جانے
مدت کے بھی قبر ہی مین مشغول نماز وطاعت حق تعالی وتقدس ہین بلکہ حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین آیا ہی کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے
اوٹھایا نہ جائے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار تعالی سے اپنی امت مین قیام قیامت
تک رہنا مانگ لیا ہی تا کہ میری امت بحکم مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ نزول بلا وعذاب
سے محفوظ رہے اور موجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ استمرار دوام ہمیشگی قبر مین
بحقیقت حیات حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہی اور سارے انبیا
علیہم السلام کو اصل حیات عند اللہ تعالی ثابت ہی جسپر سب کا اتفاق ہی واللہ اعلم روایت کرتے
ہین کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اونکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگون کے نزدیک مصلحت یہ ہے
کہ آپ اہل شام سے جا ملیے تا کہ اس بلا سے آپ کو نجات ہو فرمایا کہ مین ہرگز روا نہ رکھون اس بات کو
کہ اپنے دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑون
اور قصہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ مین حجرۂ مبارک سے اذان کا تین روز تک سننا
مشہور ہی مگر وجہ قونوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین مین تشریف رکھنے کو
ترجیح دی ہی آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اوسکا جواب یہ ہی کہ جب ایک ادنی مومن کی قبر
ایک باغیچہ ہی باغچون جنت سے تو ضرور ہی کہ قبر شریف حضرت سید الاولین وسید الآخرین
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور نہین ہی اللہ کہ عذاب کرے انکو اور تو بیچ انکے ہی

کو قبر شریف ہی میں تصرف وشہود سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان وزمین وجنت سے حجاب
اوٹھ گیا ہو بغیر اسباب کے کہ آپ یہاں سے نقل فرماویں اسواسطے کہ آخرت اور برزخ
احوال دنیا کے احوال پر قیاس نہیں کیے جاسکتے اور روہ جواون دونوں کی تطبیق میں ایک
حضرت موسی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا دوسرے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا
ملاقات کرنا اونکے ساتھ آسمان میں تو نووی نے کہا ہی کہ انبیا علیہم السلام با وجود اسبات کے
کہ اونکا ٹھہرنا آسمانوں میں ہی کبھی اپنی قبروں کیطرف بھی نزول فرماتے ہیں تو وہ شخص جو اونکے اجزا
کا منفصل دعوی کرتا ہی اسکے عکس کیطرف جاتا ہی اور کہتا ہی کہ با وجود اونکے قائم رہنے کے
ایسے مواضع شریفہ میں بعضے اوقات نور شہودی سے کہ اوس عالم میں اونکو عنایت کی گئی ہی
سموات پر بھی عروج فرماتے ہیں تاکہ ہو سکتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا
علیہم السلام کو قبروں میں ایسے مرتبہ کی وجہ آسمانوں سے دیکھا جس مرتبہ سے کہ مذکور ہی
تو اس صورت میں حال فاصل سے بڑا یہ معول سے پس اسقرار آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت ہی نہ نسبت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہی اور شیخ ابن ابی حمزہ بہجۃ
میں کہتے ہیں کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات میں کئی وجہوں کا
احتمال رکھتا ہی اول یہ کہ اونکو اونکی قبروں میں آسمانوں پر سے دیکھا ہو اور جائز ہی کہ حضرت
حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی نورانی بصارت عنایت فرمائی ہو مطابق
اوسکے جو آپنے فرمایا ہی کہ کَانَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فِیْ عَرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ یہ دوطرح کا
احتمال رکھتا ہی ایک تو یہ کہ جنت ونار کو اسی جگہ سے بلاواسطہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے
کَانَتِ الْهِلَالُ دُوْنَ مَنْزِلِیْ مِنَ الطَّاقِ تو مراد موضع طاق ہی دوسری یہ کہ صورت جنت
ونار کو اللہ تعالی نے عرض حائط میں متمثل کی ہو اور قدرت دونوں کی صلاحیت رکھتی ہی
دوسری وجہ یہ کہ جائز ہی کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے آسمانوں میں انبیا علیہم السلام کے
اجساد کو نہ دیکھا ہو بلکہ اونکی ارواح شریفہ کو دیکھا ہو اونہیں کی صورتوں میں تیسری وجہ یہ کہ
واسطے جلال وعلاشانہ اوس رات کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال کے واسطے
انبیا علیہم السلام کو قبروں سے اوٹھا کر آسمانوں پر لے گیا ہو تاکہ اونکی جانب سے حضرت کے

ع دیکھا اس حضرت دوزخ بلاواسطہ ع یکجائی دیکھا لال کو اس عرصہ میں عالم سے

بشارت وانس حاصل ہوتا کوئی امر منظور ہو کہ ہمکو اوسپر اطلاع نہین ہے سارے آمین محتمل ہین اور
ان مین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور قدرت کاملہ کل کی صلاحیت رکھتی ہے
دیکھنی اور دیکھیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے قبر شریف مین ہونے پر
دلالت کرتا ہی از جملہ اوسکے واقعہ سلطان سعید نورالدین شہید ہی کہ سن پانچسو ستاون مین واقع
ہوا یعنی سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا اور فرمانا اونکا
سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر
مدینہ طیبہ مین اور اون دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کرکے اونکو جلوا دینا اوسکے بعد حجرہ شریفہ
کے گرد خندق کہدوا کر سیسا گلوا کر نیو بھر لانا چنانچہ تفصیل اسکی بیان فضائل مسجد مین گزر چکی
ہی اور اس قصے کو سارے مورخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہی اور اسکی تصحیح کی ہی اور اون مورخین
مین بڑے بڑے علمای مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی
اور امثال انکے علمای اعلام سے اور امام عبد اللہ یافعی لکھتے ہین کہ بعضے علمای باطن نے
کہا ہی کہ سلطان نورالدین شمار کیا گیا ہی چالیس اولیا مین سے اور نائب اوسکا صلاح الدین
تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مین نے تواریخ ملوک کو تتبع کرکے دیکھا تو بعد
خلفای راشدین اور عمر بن عبد العزیز کے کوئی پادشاہ نورالدین کے برابر نیک سیرت
نہین پایا اور ہمکو عجب ہی کہ اوسکے ترجمے مین اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم
بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ قونوی بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ التفات
اور تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہو گیا ہی بلکہ درمیان اونکے
اور اونکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہی کہ دوسری جگہہ مین ثابت نہین
اسی طرح درمیان سارے قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہی
کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل
اسکی یہ ہی کہ سارے اوقات مین زیارت کا استحباب آیا ہی بعد اسکے بہت سے احادیث
اس باب مین نقل کرکے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہین اثبات پر کہ مردونکو
ادراک وسماع حاصل ہی اور اسمین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت ہی کہ مشروط ہے

حیات کے ساتھ کسی مرتبہ بعد موت کے منفک نہ ہوئی اور کل حیات بہ دولت مرتبے میں کم ہو
اور حیات شہداء سے حیات انبیاء علیہم السلام کی کامل رہی اور بعض اسباب میں کہ محال ہو اور
ثابت ہوتی ہے طریق تقی الدین سبکی سے نقل کیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل
فصل دیگر اس مطلب کی تحقیق میں یہاں بسط فصل کا ارادہ ہوا وقت صاحب کے پیش
اس مطلب سے متعلق ایک اشارہ کرنا اسی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا
موجب ہوگا ومن اللہ التوفیق **بحث اول** حدیث الا رد اللہ علی روحی میں اشکال
مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف میں
رد سلام کے واسطے کسی ایک امتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی ہے اس بات پر
کہ آپ کی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہیں ہے اس واسطے کہ اگر آپ کی حیات دائم اور مستمر ہو
تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنی نہیں ہوں گے کیونکہ یہ معنی وارد کئے
گئے ہیں کہ سلام کے وقت پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہے کہ ساتھ اس کے رد سلام کرتے ہیں
اور **جواب** اس اشکال کا علماء نے بہت سی وجہوں سے بیان کیا ہے **ایک وجہ** یہ کہ معنی
حدیث کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ و تقدس پھیر لایا ہے میری روح کو پیشتر کہ میں رد سلام کرتا ہوں
مگر اس حدیث میں بعض طالب علموں کو سمجھنے بات کرنے تو اس کی بابت گفتگو ہو سکتی ہے اس
کہ حاصل و مآل اس کا مع اعتراض حال ہے برابر عمل کے ساتھ اس واسطے کہ وہ کلام چاہتا ہے
اسباب کو کہ رد سلام اور اعادہ آپ کی روح کا امتی کے سلام کے وقت سے متقارن ہو
اس واسطے اوس کے وعدہ ما بعد **دوسری وجہ** یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہیں بلکہ مراد
ہے روح اقدس و اطہر و اعطر کے متوجہ ہونے اس عالم کی طرف شہود حق تعالیٰ و مشاہدہ ملاء
اعلیٰ کی طرف سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کلام حسب ظاہر اہل ظاہر کے ہے کہ بعد
کہ جیسا مردوں کا بغیر پھر آنے روح کے حکم و مستور نہیں ہوتا اور خلاصہ کلام کا کیا یہ ہے
اس سے اور **جواب** اس اشکال کا بوجہ اتم و اکمل اس طور ہے کہ اگر رد روح کا ظاہر ہی معنی
حمل کریں تو بھی لازم آتا ہے کہ قالب شریف میں بقا ہی روح شریف دائم و مستمر ہو اس واسطے
کہ حسب پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کی طرف جواب سلام

دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہوگا ورنہ لازم آئے گا کہ کئے حساب موتین طاری ہون اور حیات کا کوئی قائل نہین اور نکوئی عاقل انکا التزام کرے گا اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہی ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت ایسی نہین ہی کہ ایک امتی آپکا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو بس لازم آئے گا دوام حیات اور دوام رد سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر ورد روحی فی باقی جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ رہنے کا توہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے علی روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہی ثبوت ہویت و انانیت و درود نزول پر پس گویا کہ روح عبارت ہی کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل وجود حیات کے فلیفہم

بحث دوسری کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسی اور انبیا کو شب معراج مین اور حضرت موسی و حضرت یونس علیہما السلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک پکارتے چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہی کہ گویا مین موسی کو دیکھ رہا ہون کہ ثنیہ سے اترتا ہی اور لبیک کہتا ہی اور اسی طرح فرمایا کہ گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ یونس لبیک کہہ رہا ہی اور حال آنکہ نماز و حج وغیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف و امتحان کا گھر ہی اور دار آخرت مین کسی قسم کی تکلیف و امر و نہی نہین ہی علمانے اس سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دیتے ہین اول یہ کہ یہان صلوٰۃ بمعنی ذکر اور دعا کے ہی اور ذکر و دعا اعمال آخرت سے ہی دوسری یہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین شہدا سے اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس بس حج و نماز کرنا انکا کچھ بعید نہین تیسری یہ کہ یہ انبیا علیہم السلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانی انظر الی یونس اور بعضے کہتے ہین کہ برزخ مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہی اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین اور منقطع ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہی اور قیامت مین بھی جو منقطع ہی تو تکلیف و امتحان ہی نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۲ یعنی گویا کہ مین دیکھتا ہون [illegible] ۱۲

شفاعت کے وقت سجدہ کریں گے تو وہاں بھی سجدے کے سوا عبادت و عمل کے کیا ہو سکتا ہے
اب جاننا چاہیے کہ معنی تشبیہ کے جو حدیث میں کَأَنِّیْ أَنْظُرُ واقع ہوا ہی کیا ہیں بعضے
لکھتے ہیں کہ یہ رویای خواب ہی جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ أَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ
اور رویت خواب میں خارجی چیز کے دیکھنے کے حکم میں ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اخبار
اون چیزوں سے ہیں جو کچھ کہ احوال انبیا علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے
ہیں اونکو آپ نے کمال یقین سے حکم مشاہدہ اور عیاں کا دیکر روایت اور مثل سے
تعبیر فرمائی ہی اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہیں کہ بعید نہیں ہی یہ کہ کہا جائے کہ ارواح
مقدسہ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان شریفہ سے مثل ملائکہ کرام ہیں بلکہ اون سے
افضل اور جیسا کہ ملائکہ مختلف صورتوں میں متمثل ہو جاتے ہیں اسی طرح جائز ہی کہ ارواح انبیا
علیہم السلام بھی متمثل ہو جائیں اور ممکن ہی کہ یہ تصرف بعضے خاص بندوں کو حالت حیات
میں بھی ہو اور ایک روح چند بدنوں میں سوا بدن معہود کے تصرف کرے چنانچہ بعضے
محققین بیان حقیقت ابدال میں لکھتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک اون میں سے ایک
جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہی اور پہلی جگہ اوسکے بدل اوسکی شبیہ و مثال رہتی ہی اور صوفیہ
قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم اور متوسط ثابت کرتے
ہیں اور اوسکا نام عالم مثال رکھتے ہیں اور اوس عالم کو عالم اجساد سے لطیف تر اور عالم ارواح سے
کثیف کہتے ہیں اور ظاہر ہونا ارواح کا صورتوں مختلف میں اور ظاہر ہونا حضرت جبرئیل
علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور
حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی الخلق مبنی اوسی عالم مثال پر ہی اور اسی پر بنا
کر کے جائز ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام باوجود اسکے کہ چھٹے آسمان پر مستقر ہوں یا
اپنی قبر شریف میں بھی بصورت مثالی متمثل ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونوں جگہ اونکو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعد ثابت کرنے عالم مثال کے بہت سے مسائل کا
جواب نکل آتا ہی اور بہت سے اشکالات حل ہو جاتے ہیں بحث ختم اور اوسکے ملاحظہ فرمانے کے

دونون حالتون مین مثلا تمثل ہو جاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہی کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا
علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہی اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دیکھنے کی حضرت موسی اور حضرت یونس علیہما السلام کو اوس شخص کو حاصل ہو سکتی ہی جو
روحانیات کے زمان ومکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اون زمان ومکان کے
اور درمیان زمان ومکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہی کہتے ہین کہ اوس عالم
مین زمانہ ظرف ماضی و مستقبل وحال کے منقسم نہین ہی اور حالت ہونی یونس علیہ السلام
کی مچھلی کے پیٹ مین و عبور کرنی موسی علیہ السلام کی دریای نیل سے اور حالت حج وا نحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہی پس حالت وبعثت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اون
حضرات علیہما السلام کو قصد حج مین و لبیک پکارتے وہی حالت ہی جو اون حضرات نے
اپنی حیات مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اوسکا
اعلی وارفع ہی اس سے کہ اوسکے تمثل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو اونکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث مین طول ہونا اصل مقصود سے دور
پڑنا ہی اس واسطے لکھتے ہی پر اقتصار لازم ہوا واللہ اعلم وعلمہ احکم

باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہ واجب ہی یا مستحب اور بیان توسل واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب

وجنت مآب کے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کی باجماع علمای دین قولا وفعلا سب سنتون سے افضل ہے اور سارے مستحبات
سے موکد تر قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی وہ سنت ہی جسپر سب کا اجماع ہی اور وہ فضیلت ہی جسمین سب کی رغبت ہی اور بعضے علمای
مالکیہ اوسکو واجب کہتے ہین اور دوسرے اس قول کے تاویل سنن واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ مراد
سنن واجبہ سے سنن موکدہ ہین نہایت تاکید کر اور اکثر علما اس بات پر ہین کہ سنت زیارت بعد
ادا کرنے فرض حج کے ہی قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہی
کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اوسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید الرسل

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے۔ قاضی ابو الطیب کہتے ہیں کہ بعد حج و عمرہ
کے مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم
ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہے کہ پہلے مکہ میں آوے
اور حج بجا لاوے بعد اوسکے مدینہ میں آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک سارے مندوبات سے
افضل ہے اور سارے مستحبات سے مؤکد قریب درجۂ واجبات ہے اور حنابلہ نے بہت سے
علمائے حج کے مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ
میں پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے بعد اوسکے حج کرنے کو جاوے
اور بعضے سلف [illegible] سے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے ہوتی اسکی زیارت
مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے اور بلوازم وقت سے ٹھہراتے اور بالجملہ بعضے بالعکس کو قصد مکہ معظمہ
زیارت مدینہ مطہرہ کے مقدم کرنے میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اور تاج الدین سبکی نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول ائمۂ شرع بیان کیا ہے مگر کتاب [illegible]
کے قول سے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت
کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور ساتھ ترغیب کہ اونکا
آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار
مانگیں اور یہ ایک مرتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہیں اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپ کا امت کے واسطے بعد
وفات کے وقت ملاحظہ کرانے ملائکہ کے اعمال امت کو جیسا کہ فصل سابق میں مذکور
ہو چکا ہے ثابت ہے اور آپ کے کمال رحمت سے کہ امت کے حال پر مبذول ہے امید ہے
کہ آستانہ شریف پر حاضر ہونے والے کے حق میں رحمت اور اون کے استغفار نہایت
تاکید ہوتا ہوگا اور سارے علمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا
برابر ہونا اس آیہ مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضور کے
وقت پڑھکر طلب مغفرت اور حاجات رسالت مآب سے کیا کریں اور حکایت اوس اعرابی کی

جو بعد آپ کی وفات فرمانے سے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور و معروف ہی اور جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اوسنے یہ حکایت بھی نقل کی ہی اور اوسکے پڑھنے کا استحسان کیا ہی اور بہت سے ائمہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہی کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین نے مدینے مین حاضر ہوکر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہہ شریفہ مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالی نے ایک سچی کتاب آپ پر اوتاری ہی اور اوسمین فرمایا ہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاۤءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الآیہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہون سے استغفار مانگتا ہون اور آپکی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہون پھر اوس اعرابی نے رو کر یہ بیت پڑھی

نظم

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ✝ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِیَ الْفِدَاۤءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ ✝ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ ✝

پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اوسکے جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ تو اوس اعرابی کے پاس جا اور اوسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ وتعالی نے میری شفاعت سے اوسکی مغفرت کی اور اوسکے گناہون کو بخش دیا اور حافظ ابو عبد اللہ نے مصباح الظلام مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرا دیا اور خاک مین لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہی وہ ہمنے آپ سے سنا ہی اور جو کچھ آپ نے خدای تعالے سے سیکھ کر یاد کیا ہی ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہی اور از جملہ اوسکے کہ آپ پر اوترا ہی یہ آیت ہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاۤءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہی اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجئے قبر مبارک مین سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ اور مکرر وارد ہونا سنت کا باب زیارت مین وہ احادیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے

ہر بیت صحیحہ نقل علیہا جو زیارت نبویہ کے باب میں وارد ہوئی ہیں زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب میں کافی ہیں کیونکہ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بطریق اولیٰ مستحب ہوگی اور اجماع امت بمسئلہ زیارت قبر شریف اور اوسکے استحباب پر وہ بھی مذکور ہو چکا ہے ولیکن اختلاف مادہ نساء میں ہے بعضے کہتے ہیں کہ عورتوں کو زیارت قبور جائز نہیں کیونکہ نہی زیارت کے باب میں بھی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونوں صاحبوں کی مرد و عورت سب کو ہونا مستحب ہے اور عموم نہی سے جو زیارت نساء میں وارد ہے ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نہی سابق حدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الخ سے منسوخ ہوگئی اور مروی ہے کہ ماخرین ائمہ شافعی سے ہیں اولیا و صالحین کے قبور والوں کو بھی اس حکم میں داخل کرتے ہیں اور ثبوت زیارت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا شہدائے احد کو اور تشریف لیجانا اونکا سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی زیارت کو ہر جمعہ کے جیسا کہ باب فصل بقیع میں مذکور ہو چکا ہے اور وارد ہوا روایت کی اس طرح ہوں ہیں کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکہ معظمہ میں زیارت کی ہو بلا دلیل جمہوری رحمہم اللہ علیہم آت باقیاس مع ہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع اور شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسروں کی قبور کی زیارت مستحب ہوئی تو زیارت قبر مبارک سلطان عالم میں ورماں سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم بانواع الصلوات ودوام التسلیمات بطریق اولیٰ سنت و مستحب ہوگی اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ زیارت قبور سے مقصود فقط تذکر آخرت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے زوروا القبور فانھا تذکرکم الآخرۃ اور کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا و استغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق میں جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے تبرک اوٹھانا ہوتا ہے اہل قبور سے چنانچہ زیارت قبور صالحین میں آثار ثابت ہوئے ہیں امام حجۃ الاسلام کہتے ہیں کہ جس کسی سے کہ اوسکی حالت حیات میں تبرک اوٹھا دیں اوس سے بعد اوسکے مرنے کے بھی تبرک و استعانت لیں امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قبر شریف حضرت امام موسیٰ کاظم

سلام اللہ علیہ کی قبولیت دعا کے واسطے تریاق اعظم ہی اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ مین نے
چار آدمیون کو اولیای کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین
جیسا کہ حالت حیات مین رکھتے تھے یا زیادہ اوس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کیے ہین اور بعضے علما
نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے مین خلاف کیا ہی جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمام
نقل کرتے ہین واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا مزار مقدس حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم اور مزارات جمیع انبیا و مرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت
ہی امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنے کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم السلام
کو صحیح ہی مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہی انتہی اور کبھی زیارت
قبور واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ بہت مانوس
حالت میت اوس وقت ہی جبکہ کوئی اوسکے آشناؤن مین سے اوسکی قبر کی زیارت کو آوے
اور اس باب مین احادیث بہت وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہی کہ مَنْ زَارَ قَبْرَ
اَبَوَیْهِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ اَوْ اَحَدِهِمَا کُتِبَ بَارًّا وَاِنْ کَانَ فِی الدُّنْیَا مَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِهِمَا عَاقًّا
اور قبر مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل
ہین اور امام مالک سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اس بات کو کہ کوئی کہے
زُرْنَا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور اس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہی عبدالحق
صقلی کہتے ہین کہ وجہ اوسکی یہ ہی کہ زیارت ایک فعل ہی کہ کرنا اور نکرنا اوسکا برابر ہی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہی اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہی کہ یہ کراہت
زیارت کی اضافت قبر کیطرف کرنے سے پیدا ہوئی ہی پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہے تو کچھ کراہت نہین اور قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے
مکروہ ہی وہ یہ کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ
اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ اور اصل زیارت اگرچہ اس قبیل سے نہین ہی لیکن اوس زبان کے نگاہ
رکھنے مین احتیاط ہی جیسا کہ طریقہ امام مالک رحمۃ اللہ کا ہی سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا

حدیث میں اسباب کا منافی ہی سکی ہے کہتے ہیں کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہنچی
ہوگی یا جو مجدد ور صور غیر نبی میں ہوگا اور اس پر سند امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے
ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کہے زُرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو میں
مکروہ رکھتا ہوں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم ہیں اس بات سے کہ اونکی زیارت
کیجائے اور بعضے اس سبب سے کہتے ہیں کہ وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات
میں ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور زندوں سے سوائے اللہ کے اور بعضے
کہتے ہیں کہ زیارت اکثر اوقات واسطے احوال میں مردے کو نفع پہنچانے کے واسطے
ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ایسی نہیں ہے بہر صورت منع اور کراہت
راجع طرف صرف ظاہر و صورت لفظ کے ہے اور دوسروں کے نزدیک مختار عدم کراہت ہے
اور یہی ظاہر ہے فصل اور اگر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
اور شد رحال کرنا یعنی لاد پھاند کر جانا اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کو پس ہرگاہ زیارت قبر
شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی اوسکا لازم ہے اور یہ بھی ثابت ہے
کہ دلیلوں میں عموم ہے اور اوس سے قرب بعد کا حصہ استثنا نکلتا ہے اور مگر حدیث
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مراد اس سے سوا اون مساجد ثلثہ کے اور کسی
مسجد کیطرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہے چنانچہ قاعدہ نحوی اسکا مقتضی ہے اور قاعدہ
نحوی یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ میں واجب ہے کہ مستثنیٰ کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر
کی سوا ان مساجد کے لازم نہیں آتی ہے اور کیونکر ہو اور حال آنکہ سفر حج اور سفر جہاد اور سفر
ہجرت دار کفر سے اور سفر تجارت اور سوا جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور
مشروع ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس
فرمانے سے یہ ہے کہ قربت مقصود کسی مسجد کے بعد میں نہیں ہے سوا ان مساجد ثلثہ کے
یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے ساتھ اسکے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد
مسجد شریف لازم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی میں مرقد شریف واقع ہے اور مسجد نبوی میں
نماز پڑھنے سے بدون اسکے ہیں مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

مط سفر زیارت کی بحث میں علماء کے اختلاف کا بیان

مط شد رحال کی حدیث کا بیان

تعظیم بجالانا جیسا کہ حالت حیات مین آپکی ملازمت حاصل کرنے کا قصد کرین نہ فقط تعظیم قبر
شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور طرف مطلقا ممنوع
نہین ہی بلکہ اگر ممنوع ہی تو باعتقاد تعظیم و فضیلت و مضاعفت ثواب ہو اگر تا ہی اسطرح
اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو بکچہ منع نہین اور جو مقامات
ان مساجد خاصلہ کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کرکے پیادہ وغیرہ
جانا درست ہی کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہی دور دور دراز جانے کو جیسا کہ بعضے علمانے
کہا ہی اور جمہور علما اسبات پر ہین کہ نذر ساتھہ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے
مطلقا جائز رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بغیر شد رحال کے ہی تو جائز اور اگر نہین
تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر
کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم ہوگا یا نہین فرمایا
لازم ہوگا اور رو رو فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد
ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہی کہ نماز اس مسجد کی عمرے
کے برابر ہی اور وارد ہوا ہی کہ دو رکعت اوس مین افضل ہی ہزار رکعت سے مسجد اقصی مین
اور شہرت کو پہنچا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ اور
مروی ہی قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون
زمین سے ہوتی تو اسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور نہ مذکور ہونا اس مسجد کا
مساجد ثلثہ کے ساتھہ حکم مذکور مین ہی کیونکہ مدینے سے یہ مسجد قریب ہی اور حکم اسکا اوس سے
علحدہ نہین یا یہ کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہہ مذکور ہو چکین ہین پس اوسی پر اکتفا کرکے
اوسکو ان مساجد کے ساتھہ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھہ زیارت
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوسکے وجوب وفا مین کسی کا خلاف نہین
اور سوا آپ کے اور کسی کی زیارت کے ساتھہ نذر ماننے مین خلاف ہی اور مسافرت اختیار
کرنا مشتاقون کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے بہت ثابت ہی
انجملہ اوسکے یکا ہی حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کی آنے کی شام سے [illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہیں کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں
کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتا بلال رضی اللہ عنہ اسی وقت
خواب سے بیدار ہو کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے اور مدینہ
منورہ میں پہنچ کر قبر شریف پر حاضر ہو کر بہت روئے اس وقت حضرت امام حسن حضرت امام حسین
علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے ان دونوں صاحبزادوں کو
گود میں لیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت سیدۃ نساء العالمین
رضی اللہ عنہا نے رحلت اس جہان سے فرمائی تھی لوگوں نے چاہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے
اذان دلوادیں تو یہ بات ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام سے اس باب میں کہلوایا جائے
کہ صاحبزادوں کی فرمائش کرنے سے ناچار ہو جائیں گے اذان کہنی پڑے گی ورنہ بلال رضی اللہ عنہ نے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے واسطے اذان نہیں کہی ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت
فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال تم ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ میں آزاد کیا آیا اپنے
واسطے کیا تھا یا خدا ہی تعالیٰ کے واسطے آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے خدا کے واسطے
آزاد کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ اب مجھے بھی خدا کے
واسطے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے طور پر رہوں مجھے اب طاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے بعد پھر کسی کے واسطے اذان کہوں پس شام کو چلے گئے اور وہاں سے بقصد
زیارت مدینہ طیبہ میں آئے تھے غرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے
اذان کہنے کی فرمائش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہو کر مسجد کی چھت پر چڑھ گئے
اور جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کھڑے ہو کر اذان کہا کرتے
تھے اسی جگہ کھڑے ہو کر کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو آدمیوں میں ایک شور پڑ گیا گویا کہ تمام
مدینہ جنبش میں آگیا اور جب کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اور زیادہ زلزل ہو گیا اور
رونا نہایت شدت سے پڑ گیا پھر جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو ایک اور ہی

قیامت قائم ہوگئی کوئی مرد و عورت اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین وہ نتھا کہ اپنے گھر سے روتا
چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو گویا روز مصیبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت
کرتے ہین کہ حضرت بلال اوسوقت بکمال تنگی دل اور بیقراری اور بفرط غم اور وفور الم سے
اذان تمام نکرسکے اور کوٹھے سے نیچے اوتر آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس والون کے ساتھہ صلح
کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اونکے اسلام لانے سے نہایت خوش ہوئے
اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ اے کعب تمھارا دل چاہتا ہی کہ ہمارے ساتھہ مدینے چلو اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نَعَمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَا
اَفْعَلُ ذٰلِكَ پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے مین پہنچے تو سب
کامون سے پہلے مزار معلای سلطان انس و جان پر حاضر ہو کر سلام سے مشرف ہوئے
اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاہُ اور موطاء امام مالک مین بھی یہ روایت
مذکور ہوئی ہی اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہی کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا ہان مین نے
دیکھا ہی اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہی کہ قبر شریف پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ اور مسند امام اعظم مین حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ سنت یہ ہی کہ قبر
شریف نبوی پر قبلے کیطرف سے آوے اور پیٹھہ قبلے کیطرف کر کے کھڑا ہووے اور کہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اوسکی گردن پکڑ کر کہا کہ تو جانتا

سلہ یعنی ہان اے امیر المومنین
مین ایسا ہی کرونگا
یعنی اے والد من

ہوئے تک ہوتے ہیں روایت کہا تو مجھے میں پھر پر منہ نہیں ملتے ہوں بلکہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک پر میرا منہ ہے اور کہا کہ میں نے سنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کہ فرماتے تھے کہ رو و تم دین پر اوس وقت کہ نا اہل صاحب ولایت ہو جاوے رضی اللہ عنہ وارضاہ
اور عمر بن عبد العزیز شام سے واسطے بھیجے تھے کہ حضور رسالت پناہ میں اونکا سلام پہنچا
اور یہ فعل اونکا صدر زمان تابعین میں تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہے آئے یا وہ جو حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد
کھڑے دیکھ کر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید
ٹھہراؤ اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور جہاں کہیں تم ہو وہیں سے مجھ پر درود بھیجو
تحقیق تمہارا درود پہنچتا ہے اور روایت وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ اونھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
شریف پر آتا ہے اور دعا کرتا ہے اوسکو منع فرمایا اور اوسی حدیث مذکور کا مضمون اوسے سنایا
اور روایت جو دوسری روایت میں آیا ہے کہ سہل بن سہل کہتے ہیں کہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سلام کو آیا اور حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی
اللہ عنہا کے گھر میں عشاء کرتے تھے مجھے بلایا مگر مجھے چونکہ اوس وقت کھانے کی طرف رغبت
کم تھی نہ گیا فرمایا کہ جو قبر شریف کے پاس کیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہاں سے ہٹو
اور فرمایا ہاں آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور جو اندلس
میں ہے دونوں برابر ہیں قرب میں اور جو نقل اسکے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے
نقل کرتے ہیں اس سب کا جواب یہ ہے کہ شاید اوس شخص نے جسکو ان اماموں نے منع
فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اوس میں بادب کا اثر پایا اس منع سے ان حضرات
کو تعلیم و تنبیہات کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی میں قرب اور بعد مسافت ایک ہی ہے
چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست + می بینمت عیان و دعا می فرستمت
اور امام مالک کے مذہب میں قبر شریف کے پاس بہت ٹھہرنا مکروہ ہے خصوصاً اہل مدینہ کو الا بکا
اصل زیارت کا اور قبر شریف پر حاضر ہونے کا اور اوس مقام معلی میں ٹھہرنے کا ہو نہیں سکتا

اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہی کہ جب یہ حضرات حضرت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اوس اسطوانہ کے پاس جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہی کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتا اور فرماتے کہ اسی جگہہ ہی سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتے ہین کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنے سے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اوسکے جانے مین کھڑے ہونے کی جگہہ سلام کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے دیوار مین ہلائی ہی چنانچہ باب زیارت مین آوے گا انشا اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لا تجعلوا قبری عیدًا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہی کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو داسبات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے نہ ٹھہراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورًا سے مراد یہ ہی کہ اپنے اپنے گھرون مین بغیر طاعت و عبادت پڑھے نہ رہا کرو اور اپنے گھرون کو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ جیسے قبرون مین مردے پڑے رہتے ہین بے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو ان اقوال شریفہ کا محل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہی جیسا منذری نے کہا سبکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہی زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعین روز و وقت ہوتا ہی بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہی یا مراد تشبیہ ہی عید کے ساتھ اظہار زینت و اجتماع وغیرہ مین کہ عید مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیے یہ ہی کہ زیارت و سلام و دعا پر اکتفا کرین انتہی اس جگہہ سے لازم نہین آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل دعا و کثرت تضرع و التجا مین کسیطرح کی کراہت ہو فیا لہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا وسالہ الاعادۃ

فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب الٰہی مین چاہیے ہی یا نہین سو تحقیق اوسکی یہ ہی کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب باری مین اور طلب مدد اونکی جناب سے کرنا فعل انبیا و مرسلین اور سلف و خلف صالحین کا ہی کیا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ مین بھی

اور عالم برزخ میں بھی اور روز قیامت میں بھی کہ انبیاء مرسل کو وہاں دم مارنے کی تاب نہ ہوگی اور
ہمارے حضرت سرور عالم سردار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرما دیں گے
اور اولین و آخرین کو مستغرق بحار رحمت و نعمت کریں گے اور باب استمداد میں بزرگان عالم
سالمیان بات سے ان چاروں مواطن میں اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں پہلی مواطن میں از جملہ
اخبار و احادیث یہ حدیث ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ
علیہ السلام سے وہ خطیہ صادر ہوا تو انہی توبہ قبول ہونے کے واسطے یہ کہا کہ یا رب
اسئلک بحق محمد ان تغفرلی درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان آیا کہ تو نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حالانکہ ابھی میں اوسکے جوہر روحانی کو صدف جسمانیت میں
نہیں لایا انہوں نے عرض کیا کہ جس دن تو نے مجھے پیدا کیا اور روح علوی میرے قالب
عنصری میں پھونکا تو میں نے جو اٹھ کر عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور میں نے جانا کہ یہ تیرا بندہ محبوب ترین خلق ہے تیرے نزدیک اور مقرب ترین تیری
درگاہ کا فرمان آیا کہ اے آدم تو نے سچ کہا ہماری درگاہ میں اسی معرفت کا وسیلہ لایا ہے
تیرے گناہ بخشے اے آدم اگر محمد نہ ہوتا تو ہم تجھے پیدا نہ کرتے اور بعضی روایات میں آیا ہے
کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی چنانچہ آیہ کریمہ فتلقی آدم
من ربه کلمات فتاب علیه اس پر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھے اللهم بحرمة محمد یا
اللہ اغفر لی سبکی کہتے ہیں کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ
وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہیں اور افعال انسان قصور و نقصان سے متصف ہوا
کرتے ہیں درست و جائز ہے تو تشفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت حبیب رب العالمین کو کہ
محب و محبوب حضرت مالک الملک جل و علا ہیں بطریق اولی ہوگا شعر یا اکرم الرسل مالی
من الوذ به سواک عند حلول الحادث العمم * اور دوسرا مواطن یعنی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ساتھ توسل کرنا آپ کی مدت حیات دنیا میں وہ اسقدر
واقع ہوا ہے کہ حصر سے زیادہ ہے خبر میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ حق سبحانہ و

سے مجھے عافیت عنایت فرما وے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بصارت چاہتا ہی تو مین دعا کرون اللہ تعالی تجھے بینا کر دے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہی تو صبر کر کہ یہ تیرے حق مین بہتر ہی اوسنے عرض کیا کہ آپ دعا کیجئے یا رسول اللہ فرمایا وضو کر اوسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہی اور بیہقی بھی اسکی تصحیح کرتے ہین اور آخر مین اسکے اتنی عبارت اور بھی زیادہ کرتے ہین فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَءَ اور اخبار باب توسل اور استمداد ارباب حاجات مین اوس جناب عالم و عالمیان مآب سے بے حساب ثابت ہین اور مکر تیسیر موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کے ساتھہ توسل کرنا اور آپ کو شفیع لانا بعد آپ کے رحلت فرمانے کے اسمین بھی بہت سے آثار وارد ہوئے ہین طبرانی معجم کبیر مین حضرت عثمان بن حنیف رض سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حاجت تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نظر التفات اوسکی طرف اصلا نہ تھی وہ شخص انکے پاس آیا یعنی حضرت عثمان بن حنیف کے اور اسنے اوس حاجت کے روا ہونے کی تدبیر پوچھی انھون نے کہا کہ تو وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ بعد اسکے اپنی حاجت عرض کر اوس شخص نے موافق اوسکے فرمانے کے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے در دولت پر گیا دربان نے آگے بڑھکر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور مین لے گیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس شخص کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہی اوسنے جو حاجت بیان کی آپنے روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے تم ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا کرین گے وہ شخص بہت خوشحال ہوکر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے اوٹھکر

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکے کہنے لگا کہ اللہ جانی تم کو جزائے خیر دے
شاید تم نے کچھ میری حاجت روائی کے باب میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ وہ اس طرح محبت سے میرے ساتھ پیش آئے اور اس سے پہلے علاوہ میری طرف متوجہ ہوتے تھے
حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ واللہ میں نے تمہارے باب میں حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں کہا سوا اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا تھا
کہ آپ کے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور ویسے ہی بینا ہو جانے کے باب میں آپ سے
دعا چاہی اور ساری اوس حدیث سابق کو ذکر کیا پس ہم نے اوس پر قیاس کیا کہ توسل حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضائے حاجت و سبب نجات مرام ہی اور قاضی عیاض مالکی
رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا میں لاتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں درمیان ابو جعفر خلیفہ اور
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنائے گفتگو میں ابو جعفر کی آواز
کچھ بلند ہو گئی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کیوں آواز بلند کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ حق تعالی اپنی کتاب عزیز
میں ایک قوم کو ادب دیتا ہی اور فرماتا ہی کہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہے اور فرماتا ہی إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى الآیہ اور تو بات کو جان لے کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہی جیسے آپ کے حالت حیات
میں تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رعب پیدا ہوئی اور خشوع و خضوع اوسپر طاری ہوا اور
کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منہ پھیرے گا اور حال یہ ہی کہ یہ پیغمبر تیرا اور وسیلہ ہی اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی
خدائے تعالی کی درگاہ میں پس تو اوسکی طرف منہ کر کے طلب شفاعت کر تا کہ وہ تیرا
شفیع ہو جائے اور آگے باپ آداب زیارت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر کے
اور آپ کو وسیلہ ٹھہرانے اور آپ کے حضور میں دعا کرنے کا استحباب ا مضمون عنایت کرے

کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اور پہلے ذکر قبر حضرت فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا لیکن مذکور ہو چکا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی قبر مین اوترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی اس حدیث مین دلیل ہی توسل کی دونون حالتون مین یہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات مین اور بہ نسبت اور انبیا علیہم السلام کے بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھہ بعد وفات کے توسل جائز ہوگا تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ بطریق اولی جائز ہوگا بلکہ ساتھہ اس حدیث کے اولیای کرام کے ساتھہ توسل کو بھی کہ بعد وفات ہو قیاس کرین تو دور نہین ہان مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پہ قائم ہو تو البتہ جائز ہوگا مگر ایسی دلیل کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ استسق لامتک فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسیگا اور یہ نوع توسل طلب دعا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالی و تقدس سے عرض کرکے اس حاجت روا کروادین جیسا کہ حالت حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون عبارت یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اسی بات کا مشعر ہی فافہم اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینے والون کو قحط شدید آیا لوگ حضور حضرت عایشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا ور ایک کھڑکی حجرہ مبارک مین آسمان کیطرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز حائل باقی نرہے لوگون نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپ کی برکت شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا یہان پر ایک بات سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ حضرت جناب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اوسمین ایک نظر ظاہری اسبات کیطرف کہ موجب استحباب مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا و سوال ہی

رگاہ جناب باری جل جلالہ میں اور اسی قبیل سے ہی سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ کہا اور سے اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ اور مکرر جو تھا موطن یعنی حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سارے عالم کا وسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی
اخبار متواترہ سے ثابت ہی اور علما کا اجماع اسپر منعقد ہی اور صالحین کے ساتھ بھی جو
اوس جناب سے علاقہ رکھتے ہیں توسل کرنے میں اخبار و آثار ثابت ہوئے ہیں
چنانچہ قصہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طلب باران کرنے کا متوسل حضرت
عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسمان کا مثبت ہے جو
صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور نباک
باران ہوتا تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران میں حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے
جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھ توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ میں اونکو
قبولیت دعا و مغفرت کے واسطے اونکو وسیلہ ٹھہراتے تھے اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھ
توسل کرتے ہیں ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا ہم تجھسے پانی مانگتے ہیں تیرے پیغمبر کے چچا کے وسیلے سے
اور اوسکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی میں شفیع لائے ہیں اور اوسوقت حضرت عباس
رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف توجہ لائی ہی اوس
قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھ ہی خداوندا مجھے اس قوم کے آگے
شرمندہ نکر اسی معنی میں کہا ہی عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے بِعَمِّیْ سَقَی اللّٰہُ الْحِجَازَ
وَاَھْلَہٗ عَشِیَّۃَ یَسْتَسْقِیْ بِشَیْبَتِہٖ عُمَرُ اور حصول مطالب میں کہ استعانت اور طلب کے وقت مرقد
منور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محتاجوں اور مسکینوں کو ہوئے ہیں اخبار و آثار
بہت آئے ہیں محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت
رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اذن دے گیا کہ اگر تمکو حاجت پڑے تو انمیں سے خرچ کرنا
میرے باپ نے وہ سب اپنی حاجت میں خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا تو اوسنے

اپنے دینار طلب کیے اور میرا باپ اوسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے
اوس سے کہا کہ تو کل میرے پاس آنا میں اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے
مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شب باشی اختیار کی اور حال اوسکا یہ تھا کہ
غایت اضطراب سے کبھی حضور شریف میں جاتے تھے اور کبھی منبر شریف کے پاس
آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی دینار کی تھیلی
انکے ہاتھ میں دیکر چلا گیا اونھون نے صبح کو یہ اسی دینار اوسکو دیتے اور زحمت مطالبہ
سے خلاصی پائی اور امام ابوبکر بن مقری کہتے ہیں کہ میں اور طبرانی اور ابو الشیخ یہ تینون
آدمی حرم شریف مصطفوی میں تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اوسی حال میں دو دن
گذر گئے جب عشا کا وقت پہنچا تو میں نے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہوکر کہا یا رسول اللہ
الجوع اور اسکے سوا کوئی کلمہ نہیں کہا اور پھر کر چلا آیا اور میں اور ابو الشیخ سو رہے اور
طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنے کا انتظار کرتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ
کھٹکھٹایا اور اوسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی کھانے
سے پر ہمنے دروازہ کھول دیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اوسنے کھانا کھایا اور جو کچھ
کھانے سے باقی رہا اوسکو ہمارے پاس چھوڑکر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید
تمنے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اسوقت میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھہ سے آپ فرماتے ہیں کہ ان لوگون کو کھانا
کھلا آؤ اور ابن جلا کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا تو مجھپر ایک دو
فاقے گذرے میں نے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ اَنَا ضَیفُکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بعد اوسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے
ہاتھہ میں ایک روٹی عنایت کی میں نے آدھی خواب ہی میں کھائی جب بیدار ہوا تو
دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھہ میں باقی ہی اور ابو بکر اقطع کہتے ہیں کہ میں مدینے میں
آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہیں ملا میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا
اَنَا ضَیفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بعد اوسکے میں سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہون کہ حضرت

سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں ان کے داہنی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں اور علی مرتضیٰ آگے آگے ہیں علی مرتضیٰ نے مجھے فرمایا کہ اوٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں سو میں اوٹھکر آپ کے دونوں چشم مبارک کے بیچ میں بوسہ لیا آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی میں نے کھائی جب میں بیدار ہوا تو میں نے ایک ٹکڑا اوسکا اپنے ہاتھ میں پایا آور احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں بیچ تنگی میں جنگلوں جنگلوں گھومتا تھا اور میرے بدن کا چمڑا اسپر پھٹ گیا یہاں تک کہ میں مدینے میں آیا اور مزار مقدس پر حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اوسکے بعد سو گیا دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ احمد تو آیا کیا حال ہے تیرا میں نے عرض کیا أَنَا جَائِعٌ وَأَنَا فِي ضِيَافَتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول میں نے ہاتھ کھولا آپ نے چند درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے میں جب بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے میں نے بازار میں جا کر فطیر و فالودہ خرید کر کے کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہیں اکثر اونمیں سے مشائخ صوفیہ سے منقول ہیں کہ محرمان اسرار و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہم اور اکثر اونمیں جو کھانے پینے سے متعلق ہے گویا آپ بعض بعض اوسکے متکفل ہوتے ہیں یا کسی کو اہل بیت میں سے حکم دیا ہے اور رہیگا اسے کہیں لکھا جا سکے مقتضای کرم ہے شعر اگر حیرت دنیا و عقبی آرزو داری + بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن شعر حَاشَا لِلّٰهِ أَنْ يُحْرَمَ الرَّاجِي مَكَارِمَهُ + أَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا تتمہ حیات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان حالوں پر مواطن میں پہلا موطن اوس جناب عالم دنیا لمباں تک اس کے ساتھ خاص ہے یعنی جیسا کہ توسل کیا گیا آپ کی روح مبارک کے ساتھ مع آپ کے ملبوس جسمانی پہنے ہوئے اور کسی نبی یا ولی کی روح شریف کے ساتھ وقوع میں نہیں آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمیٰ میں آپکے ساتھ شریک نہیں اور نہ وارد ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا میں

اسباب مین کفایت کرتا ہی مگر توسل اوس جناب کے ساتھہ نشای حیات دنیا مین ظاہر ہی کہ
آپ کے خصائص سے نہین ہی بلکہ آپ کے بعضے تابعین کو بھی کہ آپ کے شرف اتباع
اور نسبت قرابت سے مشرف مین ثابت ہی اور ثبوت کرامات اور تصرفات غیبیہ ناشیہ
ان حضرات کا مکونات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہی اور توسل عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھہ قضیہ طلب باران
مین بھی ظاہر ہوتا ہی اور کسی عالم کا اسمین خلاف معلوم و تحقق نہین ہی اور اسی طرح
توسل اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور اولیای امت کو بھی جائز
ہی چنانچہ عقائد کی کتابون مین مذکور ہی اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ اور موطن قبر مین
وہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھہ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحای امت کے
ساتھہ بھی جائز ہی واللہ اعلم اس جہت سے کہ حالت حیات مین تو جواز توسل عام ہے
اور یہ ٹھہرا ہوا ہی کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہی اور بسبب ایمان و عمل صالح و شرف
اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت
خدای تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہی تو بعد مرنے کے بھی اوسکے ساتھہ توسل کرنے
سے کوئی چیز مانع نہین ساتھہ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال و دعا ہی
جناب باری سے بواسطہ اوس محبت و کرم کے جو اوس بندہ خاص کے ساتھہ رکھتا ہی یا اوس
بندے کی روح سے طلب و التماس ہی اسبات کی کہ حضرت حق تعالی و تقدس کی جناب
مین بوسیلۂ اپنے قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح
کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہی اوسکی ذات باقی ہی بخلاف
پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اوسکے منع پر کافی ہی ہان اگر کوئی دلیل قاطع قائم
ہو اسبات پر کہ سوای انبیا علیہم السلام کے اور کسی کے ساتھہ توسل کرنا درست نہین
تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم
یعنے انبیا علیہم السلام کے اور کسی کی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہین گے کہ بقا او سکا
اون لوگون مین کہ مبشر ہین خصوصا و عموما بالیقین ہی پس توسل اونکے ساتھہ جائز ہوگا

اور اس میں تصرف کا قائل کوئی نہیں ہو سکتا کہ وارد ہوا اخبار آثار میں شیخ کیلئے کہ ارباب کشف و شہود و محرمان اسرار عالم مثال میں اس نسبت کے مادے کا ناسخ ہی ان نسخے سے تھا کو اس مسئلے میں گو خلاف ہے و لیکن حق یہی اسا سکا ہی کہ اوس کی اتباع کیجائے واللہ اعلم

باب سولھواں ذکر آداب زیارت میں بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و قبر منورہ کی اتا سا اور مع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے میں والسلام چونکہ قصد زیارت ایک سفر مخصوص ہے تو ضرور ہیں آداب متعلقہ سفر کے اول میں سے متعلق ہیں مطلق سفر کے ساتھ جیسے استخارہ کرنا اور سب گناہوں سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور عیال کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیوں کو وداع کرنا اور دعائیں اپنے ساتھ لیا جن کا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل میں اترتے وقت مسنون ہے اور سارے آداب جو ابتدائے سفر اور وسط راہ میں وصول مقصد تک اور وطن کو پھر آنے تک مستحب و مسنون ہیں یہ سب بہتے کتاب آداب الصالحین میں ذکر کیے ہیں جو بھائی کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ ہے اسی جہت سے یہاں اونسے ہی آداب کے ذکر پر اقتصار کیا جو اس سفر مبارک امر کے ساتھ مخصوص ہیں از جملہ اون آداب کے جنکی سب سے زیادہ عنایت درکار ہے نیت خالص کرنا ہے کیونکہ اوسی پر سارے اعمال و افعال کا دار و مدار ہے فمن کانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله الحديث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں نیت ہجرت الی اللہ ہی اور کو سا تقرب و توسل اعلیٰ و اکمل ہوگا سید رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر ہونے سے من يطع الرسول فقد اطاع الله وقال الذين يبايعونك انما يبايعون الله اور مستحب ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی میں حاضر ہونے کو بھی مقصود و ملحوظ رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے اسلئے کہ اس مسجد شریف کیطرف شد رحال کرنے میں اور اس مسجد شریف میں نماز پڑھنے کے باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور شیخ الحجۃ کمال الدین بن الہمام بھی اپنے مشائخ سے ایسا ہی نقل کرتے ہیں ولیکن بعد اوسکے کہتے ہیں کہ اولیٰ تجرید نیت ہی زیارت

کے واسطے یعنی فقط حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جاوے اور بعد اونکے مدینہ مین
پہونچنے اور حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کرلے یا دوسرے سفر مین دونون کی نیت
بجالاوے اس صورت مین شان زیارت کی تعظیم واجلال بہت ہی اور بہت موافق ہی حدیث
لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کے ساتھہ اور حق یہ ہی کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت
کے ساتھہ ملانا اخلاص نیت زیارت کو منافی نہین ہی کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اوس
سے برکت حاصل کرنی اور اوسمین نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپ کے حکم سے عین ملاحظہ اور
مشاہدہ ہی آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل اون حاجات کے نہین جنکا عمل مین لانا سعادت و
شفاعت کے حاصل کرنے مین کچہ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے متممات سے یہ ہی کہ نیت
اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہوسکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور تعلیم و تعلم خیر اور
ذکر الٰہی اور کثرت درود اور ختم قرآن مین مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ مطہرہ مین پہونچنے
سے پہلے نیت مسجد کی کرلے تو اوسکے ثواب نیت پانے مین کچہ شبہہ نہین ہی اور از جملہ آداب سفر زیارت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہی کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش و خروش اور بکمال شوق و ذوق
کے ساتھہ دریای محبت محبوب رب العالمین مین مستغرق عبادت و طاعت الٰہی مین مشغول
شوق وصل مین چور فرح و سرور سے معمور حسن اخلاق اور کثرت خیرات مین ڈوبا ہوا ذاکر و
شاغل فرحان و شادان بغیر کسل و ملال کے طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی
ہوجاوے شعر اول بچشم پاک توان دید چون ہلال + ہر دیدہ جای منظر آن ماہ پارہ نیست
مصرع پاک شو اول و پس دیدہ بران پاک انداز + اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہی کہ اس راہ
مین اکثر احوال بلکہ سارے اوقات مین سوای ادای فرائض و قضای ضرورات کے
برعایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب مین لکھی جائینگے شوق و حضور و طہارت و لطافت
کے ساتھہ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام پر صلوۃ و سلام بھیجتا رہے کہ اس باب
مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہی اور اگر خدا چاہے تو اوسکے وسیلے سے
زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصًا اوقات متبرکہ مین جیسے صبح کی نماز کے بعد اور خصوصًا مدینہ
منورہ کے پاس پہونچکر حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالی نے ایک گروہ فرشتون کا فقط

اسکا دستکے واسطے مناوت کیا ہی کہ قاصدین زیارت جو راہ میں صلوۃ وسلام حضرت سید الانام
علیہ الصلوۃ والسلام پڑہتے ہیں تو یہ اونکو حضور میں اسطور پر پوہچاتے ہیں کہ فلاں
بن فلاں حضور کے زیارت کو آتا ہی اور یہ تحفہ سلام پیش پوہچاتا ہی اور غور کرنا چاہیے
کہ کون سی سعادت اس سے بڑھکر ہوگی کہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام حضور مجلس پر نور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذکر کیا جاوے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جو
مساجد محمدی اور آثار احمدی مدینہ کی راہ میں واقع ہیں اون سب کی زیارت وتبرک کو لازم
وقت جانے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب مدینہ طیبہ علیہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما
وتکریما کے قریب پوہنچے اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع وخشوع وتضرع وحضور
بڑھا دے اور تصور حصول مقصود وصول بلوغ بغایت مطلوب ومحبوب کمال فرحت وسرور
ونشاط پیدا کرے شعر وَاَعْظَمُ مَا يَكُونُ الشَّوْقُ يَوْمًا ۔ اِذَا دَنَتِ الْخِيَامُ مِنَ الْخِيَامِ
شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد حدیث میں آیا ہی کہ جب زیارت کا
قصد کرنے والا مدینہ منورہ کے قریب پوہنچتا ہی تو فرشتے ہدایای رحمت ساتھ لیکر
اوسکی پیشوائی کو آتے ہیں اور بہت قسم کی بشارتیں اوسکے شامل حال کرتے ہیں اور
طبقہای انوار حضور وسرور اوسکے نثار وقت کرتے ہیں شعر ہر دم از دل سروری مارا
سر بر نمیزند ۔ عالم از در وصال تو در دیدک آمدست ۔ اور چاہیے ہی کہ بعد مجاور ہو جانے اس
سرزمین شریف کے ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار میں حاضر ہوا ہی اور پیشتر
آثار وعلامات مدینہ مطہرہ سے مثل اون پہاڑوں وغیرہ کے جو قریب اوسکے واقع ہیں
اور علامہ شوق زیارت وعظمت پیغمبر سے کہ باطن سے متعلق ہی ایک حالت تعظیم پیدا ہو جاوے
اور عمدہ اسباب میں محافظت دل اور خشوع باطن ہے ساتھ محافظت اعضای ظاہری
کے گناہوں سے اور جاری رکھنا ہی زبان کا صلوۃ وسلام میں ساتھ فکر کرنے کے
ملاحظہ عظمت وجلال میں یہ کہ فقط زبان پر درود جاری رہے اور دل میں غفلت
طاری ہو اور زیارہ بلند آواز بلند سے کہ طریقہ عوام ہی ولیکن اگر کمال مراقبہ کسی کو نصیب
ہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقہ تنبیہ اہل دل ۔ ساتھ ندا کے کہ

له یعنی بہت زیادہ ہوتا ہے شوق کا جس دن قریب ہوتے ہیں خیمے دیار کے

بھی جب دوام و استقامت قبول کرے گا تو البتہ اوس حالت تک یا اوس حالت کے قریب تک
پہونچا دے گا انشاء اللہ تعالی چنانچہ بعضون نے کہا ہی شعر یا حبذا ہذا التشوق والتقربہ
متوکلا ان کنت لست تراہ + واز جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب جبل مفرح تک پہونچے تو
اوسکے اوپر نچڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت
ہونے کا توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے
خالی ہو اور جانے کہ جمال جان افزای مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم و ہیبت
بڑھجائے گی تو اوپر چڑھنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ موافق قواعد و دلائل کے
چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہی اور وہ جو کسی نے کہا ہی کہ مشاہدہ مدینہ کے واسطے
اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہی یہ قول پایہ تحقیق سے گرا ہوا ہی بلکہ بہت شنیع ہی اور انصاف
بہت دور ہی کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار آرامگاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور وسیلہ
امر محبوب ہی اور یہ ٹھہرا ہوا ہی کہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین نظم قرب الدیار
یزید شوق الیہ + لاسیما ان لاح نور جمالہ + او نشر الہادی بان لاح اللقا + وبدت
علے البعد او من حبالہ + فسائل یحیل الصبر من ذی صبرۃ + وبدا الذی یخفیہ
من احوالہ + بیت چنین کہ رقص کنان گرم میروم مجنون + مگر ز دور نگاہش بحمل افتاد است
اور کیونکر ہوسکے گا [illegible] سے کہ لقای حبیب کے شوق مین اسقدر منازل طی کرکے
سرحد قرب منزل وصول کو پہنچا ہو اور مقام وصال مین پہونچنے سے پہلے کسی طور پر
مشاہدہ در و دیوار آرامگاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کر جائے بیت با دلی کہ
عاشق صابر بود مگر سنگست + از عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست + اور اپنی عمر پر کسکو اعتماد ہی
شاید حرم شریف مین پہونچنے سے پہلے موت آجائے بیت باین کہ کعبہ نمایان شود زبا
منشین + کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگست + بارے اوسکے مشاہدے سے محروم نرہے اور
جب مسجد ذو الحلیفہ تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہی پہنچے تو وہان ٹھہر کر دو رکعت نماز ادا کرے
بئر علی کہ جان و مال کی طرف سے بے کھٹکے ہو اور یہ علی جسکی طرف یہ کنوئین منسوب ہین
مراد اوس سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہین ہین یہ کوئی اور شخص تھا زمانہ

ساتھ میں اسی طرح وادی فاطمہ جو مکہ معظمہ کے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ زہرا کی طرف منسوب
ہیں یہ کوئی اور فاطمہ ہیں آور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ مطہرہ اور اوس کے اور
نشے نظر پڑیں تو تعظیما واجلالا اتر پڑے اور اپنے تئیں سواری پر سے گرا دے اور اگر ہو سکے
تو ننگے پاؤں تک یا وہ جاوے مطلع هٰذِي قِبَابٌ وَهٰذِي تُرْكٌ + الشعر فقد حصل
الهنا والمكاسب + الشعر فقد حصل التواصل والتصافي + ومن لقياك والوقت كفى
طيبك + والريح ذكا اهدت لنا من طيبه + عرفا كنشر المسك بل هو اطيب + وادخل
بحرم احمد فينا به + تاوى العفاة ولتجي المذنب + حدیث میں آیا ہے کہ جب وفد
عبد القیس کی نظر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہاں آرا پر پڑی تو قبل
اونٹ بٹھلانے کے کود کے اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اونکو اس سے منع نہ فرمایا بیت وَاِذَا الْمَطِيُّ بِنَا بَلَغْنَ مُحَمَّدًا فَظُهُوْرُهُنَّ
عَلَى الرِّحَالِ حَرَامٌ + شعر کو طاقت آنکہ کہ باش بہار دیدن + ہر رخسار تو نسیم ویناب نگردم +
از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت جب حرم شریف مدینہ سے مشرف ہو تو حضرت
سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر صلوۃ وسلام بھیجکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ
رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ
افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ نَبِيِّكَ مَا رَزَقْتَهُ اَوْلِيَائَكَ وَاَهْلَ
طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ اور عمدہ آداب میں استغراق ظاہر باطن
ہے صلوۃ وسلام میں اور تصور عظمت وجلالت مرتبہ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام مع اوس
کے لوازم سے ہے فرحت وسرور اور شکر گذاری حق تعالی وتقدس کی کہ اوس مفضل نے عالم علیا
وبعالت آلانہ سے اپنے فضل وکرم سے یہاں تک پہنچایا اور بخت حسنہ کو جگایا شعر صد بار روز سعادت
صد ایوم وصال تو باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال + آور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ اوس
بلدہ طیبہ مطیبہ مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ میں داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجا لاوے
اور مسواک کرے اور جامہ لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب کپڑوں میں سفید کپڑے کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور علم ووقار سے آراستہ

اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام کرتے ہیں پرہیز کرے کیونکہ وہ خصوصیات مکۂ معظمہ
اور خواص حج و عمرہ سے ہی بعد اوسکے عظمت و جلال شان مصطفوی پیش نگاہ کرکے کمال
خضوع و خشوع ظاہری و باطنی کے ساتھہ داخل بلدۂ معظمہ ہو اور رحبات کو جانے کہ
یہ مکان ہی کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب و صفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہی اور جتنے فتوحات و برکات عالم میں شائع و
ظاہر ہیں اون سب کا منبع و منشا یہی مکان متبرک ہی شعر ہر گل و سبزہ کہ در باغ نمودی
دارد + آخر ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے
کہ جسنے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقدام شریف چوسے ہیں اور پای
مبارک اوسپر رکھے گئے ہیں اور اوس زمین مقدس پہ پاوں رکھنے اور اوٹھانے میں
ہیبت و سکینت کو دخل دے کہ یہ صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات
کتھی اور رجا سے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہی کہ یہان اوس سوء ادب مثل رفع صوت
وغیرہ کے موجب حبط عمل ہوتا ہی نظم طابت بطیبک یکرۃ ہو تراہا من اجل ذلک
طیبۃ سماھا + وزہت کواکب تربہا مع نورہ + وھبت ریاح قباہا و قماھا + اذا
وفودک یا امام الانبیاء حلتنا لفاقینا واکتعناھا + حلنا الیک بضاعۃ قد ازجت
فاقبل بضاعتنا ولا تنفنا ھا + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ دروازۂ شہر پناہ میں داخل
ہونے کے وقت کہے بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق
واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ
توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک بحق
ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک
وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تنقذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت
اور یہ دعا مسجد میں داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہی اور حدیث حضرت ابی سعید خدری
رضی اللہ عنہ میں آیا ہی کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ میں پڑھے اللہ تعالی ستر ہزار فرشتے
اوسپر موکل کرتا ہے کہ اوسکے واسطے استغفار کریں اور رب العزت جل جلالہ اوسکی طرف

ہوتا ہی وار جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ صدر اسلام میں یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تنہا تکلم کرنا چاہتا اوس پر واجب تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اوسکے ملازمت شریف میں حاضر ہو جیسا چاہیے آیۂ کریمہ اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً اسپر دال ہی کہتے ہیں کہ اول جسنے اس آیت پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد منسوخ ہو جانے اسکے وجوب کے استحباب اوسی جگہ پر باقی رہا کہ وہ صدقہ مستحب لازمہ مطلق صدقہ ہی اور زیارت حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وفات کے بعد حکم ملازمت کا ہی حالت حیات میں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ قصد زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف میں داخل ہونے کو سب کاموں سے مقدم رکھے اور پہلے اوس سے کسی کام میں مشغول ہو مگر وہ جو ضروری ہو کہ بغیر اوسکے خاطر مطمئن نہو اور دل اوس طرف لگا رہے اور جب داخل ہو تو اوس مکان عظیم کی عظمت و ہیبت کے تصور سے اور اوسکے شرف و عزت کے لحاظ سے غافل نکرے اور جانتا رہے کہ یہ مکان مہبط وحی اور منزل رحمت اور مقام عزت اور مسجد خاتم الانبیا سید المرسلین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ اجمعین ہے اور جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ مسجد شریف میں داخل ہونے کے وقت تھوڑا سا وقفہ کرے گویا کہ اوس جناب سے اندر حاضر ہونے کا اذن مانگتا ہی اور بعضے علما کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل نہیں واللہ اعلم اور مسجد شریف میں داخل ہونے کے وقت پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت مستحب ہی أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِي وَأَعِنِّي عَلٰى كُلِّ مَا يُرْضِيكَ وَمُنَّ عَلَيَّ بِحُسْنِ الْأَدَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا

وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اس دعا کو مسجد مین آنے کے وقت اور اوس سے باہر جانے
کے وقت ترک نکرے لیکن باہر جانے کے وقت وافتح لی ابواب فضلک کے بجاے
رحمتک کے اور برکت کم جو اسمین نہایت گرامی یہ کلمات ہین اعوذ باللہ بسم اللہ
الحمد للہ السلام علی رسول اللہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ و
سلم اور اوس مین داخل ہونے والے کو چاہیے ہے کہ کمال انکسار وعاجزی اور ہیبت اور وقار
اور تعظیم کے ساتھ زینت سے حیا وغیرہ سے آنکھین چراے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے
بچاتے ہوئے ناظر کو اور اشتغال سے اوٹھاے ہوئے عظمت محمدی اور سطوت
احمدی اپنے دل مین جماے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور اعتقاد رکھے
کہ حضرت سید الانس والجان حبیب خالق کون ومکان علیہ الاف التحیۃ والسلام مرقد مبارک
الشان میں موجود حیات ہین اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے
ہین اور اگر اوسوقت کوئی شخص ایسا سامنے آجاے کہ اوسکے ساتھ بغیر سلام وکلام کے
چارہ نہین تو جہانتک ہوسکے اپنے تئین اوس سے بچا جاے اور چشم پوشی کر جاے
اور اگر ضرورت پڑ جاے تو قدر ضرورت سے آگے نہ بڑھ جاے اور دل سے ادہر ہی طرف
مشغول ہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو اعتکاف کی نیت
کرے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک صحیح ہے اور
فضیلت وثواب حاصل کرنے کو کافی ہے اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ
ادب مرعی رہے اور سہل انگاری اسمین کرنا نہ چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا
ہے بعد اسکے روضہ مبارک مین آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
جگہہ پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اوسکی قرأت مین طوالت
نہ کرے فقط قل یا ایہا الکافرون وقل ہو اللہ احد پر اکتفا کرے اور اگر اوس جگہ آدمیون کی
کثرت کی جہت سے پہونچ نہ سکے تو اوسکے قریب کسی اور جگہہ کھڑے ہو کر پڑھ لے
اور اگر اوسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہوجانے کا خوف ہو

تو تحیہ مسجد پڑھنے کے ساتھ مقید نہو کیونکہ یہ عرض ماروض سے بھی حاصل ہی اور بعد
تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجالائے کہ اوس تعدس و تعالی نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز
کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہی کہ
کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہاں سے مردود و ناامید نہیں پھر اشعر حالت انہاں
بَحْرَامِ الرَّاجِي مَكَارِمَهُ + اَوْ تَرْجِعُ اٰمَالَ مِنْهُ عَلٰى مُحْتَرَمِ + اور جیسا کہ کہا ہی ایک بزرگ
نے نظم عَلٰى بَابِكَ الْعَالِي مَدَدْتُ يَدَ الرَّجَا + وَمَنْ جَاءَ هٰذَا الْبَابَ لَا يَخْشَى
الرَّدَا + سَلَامٌ عَلٰى اَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِي + اَعِيْشُ بِهَا شُكْرًا وَاَفْنٰى بِهَا وَجْدًا + لَعَلَّكَ اِنْ
تَعْطِفْ عَلَيْنَا بِنَظْرَةٍ + تَرٰى مَا اَسَرَّ الْوَجْدُ فِيْنَا وَمَا اَبْدٰى + رَاَيْتُ مَلَاذَ الْعَبْدِ فِيْ
غَايَةِ الْمُنٰى + وَسِيْلَةَ مَنْ يَسْعٰى مِنَ الْحَاجِ عَنْدًا + وَاَنْتَ اِرَادِيْ وَاَنْتَ وَسِيْلَتِيْ + فَيَا
حَبَّذَا اَنْتَ الْوَسِيْلَةُ وَالْقَصْدَا + علما کا اختلاف ہی کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہی
یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوۃ والتسلیمات کرنا لیکن علماء مالکی کو زیارت کی
تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چہرۂ مبارک کے سامنے
سے مرور ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہی اور اکثر علما کے نزدیک مستحب ہر تقدیر پر
تقدیم تحیۃ المسجد ہی زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
کہ ایکبار میں کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت و خاتمیت علیہ الصلوۃ والتسلیم
میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی میں نے عرض کیا
نہیں یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد میں داخل ہو اور نماز ادا کر اور اوسکے بعد ہمکو آکر سلام کر اور
خلاف اوس سلام کے سوا نہیں ہی جو آداب دخول مسجد سے ہی اسواسطے کہ وہ مقدم ہی
تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جو اور سجدۂ شکر میں بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو یا پیچھے
اختلاف ہی شافعیہ کے نزدیک یہ ہی کہ اگر کوئی نعمت تازہ سوا اون نعمتوں کے جو متوالی
دائم ہیں عنایت ہو تو جائز ہی اور اوسکے جواز میں علمای حنفیہ کی روایات بھی آئے
ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہوا ہی واللہ اعلم
فصل چاہئے کہ تحیۃ المسجد ادا کر کے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہوا اور واللہ تعالی

کی جناب سے رعایت ادب مین استعانت کرے کہ اوس مقام منیف اور موقف شریف مین
بغیر اللہ تعالی کی مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہین اشعار فَلَمَّا اَتَیْنَا قَبْرَ اَحْمَدَ لَاحَ مِنْ + سَنَاہُ ضِیَاءٌ اَخْجَلَ الشَّمْسَ وَالْبَدْرَا + وَقُمْنَا مَقَامًا اَشْہَدُ اللّٰہَ اِنَّہٗ + یُدَکْدِکُ مِنْ فَرْطِ ہَیْبَتِہِ الصَّخْرَا + وَجَدْنَا لَہٗ فِیْ شَاۃٍ مِنْ مَنَّ بِنَا فَجُنَّمَا الْعُسْرَ اَوْلَیْسَرْنَا الْیُسْرَا + ھُوَ الْبَحْرُ لٰکِنْ سَلْسَبِیْلٌ وَاِنْ تَرِدْ + تَرِدْ سَلْسَبِیْلًا اِنَّہٗ لَمْ یَزَلْ بَرًّا + فَیَہْدِیْکَ فِیْ سُبُلِ الْعِنَایَۃِ وَاصِلًا + اِلَیْہِ بِہٖ حَتّٰی تَرٰی ذَاتَہٗ جَہْرًا + ھُوَ الْکَنْزُ کَنْزُ اللّٰہِ بَیْتُ عُلُوْمِہٖ وَمَنْ اَوْدَعَ الرَّحْمٰنُ فِیْ قَلْبِہٖ سِرًّا + اور جسقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن مین خضوع و خشوع و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نکرے یہ البتہ ہی کہ سجدہ نکرے اور منہ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو مثل اسکے خلاف شرع امر ہون اون سب سے اجتناب کرے اگرچہ ظاہر بینون کی نظر مین وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہون بلکہ یقین سمجھ رکھے کہ حقیقت ادب آپ کی اتباع اور امتثال امر مین ہی اور جو اسباب سے نہین وہ باطل ہی اور اگر کوئی امر غلبۂ حال و شوق سے پیدا ہو تو وہ بھی اگر لوگون کے جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہی اور بعضے علما کو اسباب مین کچھہ گفتگو ہی لیکن مفتی بہ اور مختار وہی ہی جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھہ کو بائین ہاتھہ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑے ہوا کرتے ہین چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہی اور قبلے کی طرف پیٹھہ کرے اور مسمار فضہ کیطرف منہ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہی کہ اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسّی ہین مقابل چہرۂ مبارک کے تین ہیرے دیوار حجرۂ مبارک سے لٹکے ہین اور وہی مواجہہ شریفہ کی پہچان ہی اوسی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہین اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگی اب نہین ہی اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف مین داخل کرنے سے پہلے قدما کی کھڑے ہونے کی جگہہ اوس مقام کے اندر تھی جس مقام مین اب جالی شریف ہی اور وہ قبر مبارک سے تین چار گز کے فاصلے سے ہوگی اور اس زمانے مین زائرین شباک شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہین بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور

اور کو ہاتھ سے رہے اور نیتیں کرنے اسبات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے
کھڑے ہوئے اور حاضر رہتے ہیں مطلع ہیں اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو
نہ بہت پست بہت حیا و وقار سلام عرض کرے السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بعض ہیں اسکے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ
النَّبِيِّيْنَ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہیں لیکن
مختار بعض سلف کا مثل حضرت عبداللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہے اور
اختصار ہے اس السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شریف کو حاضر ہوتے کہتے
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ
اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ کہتے السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور مناسب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر زائرین کی
زیارت میں ہوگا یا تنگی وقت میں مثل اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے ورنہ
اس عاشق زار سے کہ اول بار اشتیاق وسینہ پر شکایت فراق ایک مدت میں جنگل و
بیابان طے کرکے حبیب کے دروازے پر پہنچا ہو کب ہوسکتا ہے کہ اس مقدار قلیل پر
اکتفا کرے بلکہ طی لسانی [illegible] مختصر ہی دیکھ تو آیا اس کم حال تب
دراز را۔ اور اکثر علمانے تطویل وتکثیر کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ جو کریم کے حضور میں
کھڑا ہوا اور اوس جناب کے ساتھ مخاطبت کرنا اک بڑا ہی عظیم بڑی سعادت ہے
کما قال الشاعر شعر: حَمَامَةَ جَرْعٰی حَوْمَةِ الْجَنْدَلِ اسْجَعِیْ ٭ فَاَنْتِ بِمَرْاٰی مِّنْ سُعَادَ
وَمَسْمَعِیْ ٭ اور اگر اس زائر کو کسی نے حضرت رسالت وجاہت میں سلام پہنچانے
کی وصیت کی تو عرض کرے اس عنوان پر کہ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان سَلَّمَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بعد اسکے
واپس طرف ایک گز سرکے تدر ہٹ کر کھڑا ہووے اور کہے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ

يا الصديق يا صفي رسول الله وثانيه في الغار جزاك الله عن امة محمد صلى
الله عليه وآله وسلم خيرا السلام عليك يا عمر الفاروق الذي اعز الله
به الاسلام جزاك الله عن امة محمد صلى الله عليه وسلم خيرا السلام
عليكما من فلان بن فلان اگر کسی نے وصیت کی ہو تو پھر مواجہہ شریفہ حضرت
سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہو اور بطور سابق پھر سلام عرض کرے
اور توسل اور تشفع اور استمداد و استعانت مین نہایت تذلل وانکسار وخضوع وخشوع
بجالاوے اور آثار سلف سے ثابت ہی کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے
ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا
تسليما بعد اوسکے ستر بار کہے صلى الله عليه وسلم عليك يا محمد تو فرشتہ اوسے
ندا دیتا ہی کہ صلی اللہ علیک یا فلان کوئی تیری حاجت وہ نہین ہی کہ آج بر نلائی گئی ہو
اور بعضے علماے بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھہ
ندا کرنے مین نہی وارد ہی کہا ہی کہ اگر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجای یا محمد کے کہے
تو اچھا ہی مین کہتا ہون کہ یا نبی اللہ کہے تو اور اچھا ہی کیونکہ نظم قرانی کے ساتھہ
موافق تر ہوگا بعد اوسکے اوپر کیطرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطوانہ
کے اسطوانہ پر کہ سر مبارک کیطرف ہی بیٹھہ نہ ہوے پاسے قبلے کیطرف منہ کرکے کھڑا ہوجاے
اور حمد وثنا اور دعا اور درود وسلام مین مشغول ہو پھر روضۂ مبارک مین آوے منبر
شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا اوس جگہہ مستجاب ہی **فصل** آداب اقامت مدینہ
منورہ مین از جملہ اون آداب کے یہ ہی کہ مدینۂ طیبہ مین جتنی مدت ٹھہرا ہو اوس مدت کو
غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف کو انواع
خیرات وصدقات وطاعات وصلوات کے ساتھہ لازم سمجھے اور اسمین شک نہین ہی
کہ اوس قدر مسجد مین جو زمان نبوت مین تھی تخصیص طاعت کرنا افضل واکمل ہوگا اور
از جملہ آداب اقامت مدینہ یہ ہی کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر رہو تو حجرۂ مبارک سے
نظر کو نہ اوٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبۂ مبارک پر کمال ہیبت وتعظیم وخضوع وخشوع سے

سطر رہے کہ قبہ مبارک پر نظر کرنے کا حکم استحباب میں خلل نہیں یہ نظر کرنے کا ہے اور جو لوگ آپ
اور ذوق قبہ مبارک کی طرف نظر کرنے سے عاشقان مشتاق اور مشتاقان عاشق شہر
کے باہر سے حاصل کرتے ہیں اوسکا دریافت کرنا موقوف ہے اوسی حالت پر پس وقت
اوس کیفیت و ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہیں مصرع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی
اور جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ یہ ہے کہ ہو سکے تو مسجد شریف میں احیائے لیل کو ہاتھ
سے دیوے اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اوس رات کی قدر شب قدر سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ
ہی مصرع آن شب قدری کہ گویند اہل خلوت امشب ست شعر وَكُلُّ اللَّيَالِي لَيْلَةُ
الْقَدْرِ إِنْ دَنَتْ كَمَا كَانَ يَوْمُ اللِّقَا يَوْمَ جُمُعَةٍ مطرحی فی حضرۃ الحبیب
جلوس بسطۃ ھلیۃ ولا منام یا رسول الالٰہ انی محب ویک اللہ عاشق
مستہام یا رسول الالٰہ انی نزیل وَنَزِيلُ الْكِرَامِ لَيْسَ يُضَامُ يا رسول
الالٰہ انت رجائی وامامی نعم الرجا والامام اور اگر وہاں کی شب باشی کی اجازت
لینے میں کچھ تردد و مذلل کی نوبت آوے اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق
پڑے تو اوسکو اپنی سعادت وقت اور شرف روزگار رکھے اور طوعی و اعوات کے ساتھ
تعلیم تکریم سے پیش آوے کہ اوس جناب عرش مآب کے خدام ہیں اور بیادت بسراہی
اور جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کہ ہر مدنی کی طرف آئیں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا اسے
بعظمت و عزت سے نگاہ ڈالے اسواسطے کہ ہر تقدیر پیا اور ہر حال میں یہ لوگ اوس جناب
کے ساتھ ایک نسبت و اضافت خاص رکھتے ہیں شعر کفی شرفا انی مضاف الیکم
وانی بکم ادعی واعرف اور چاہیے ہے کہ اوس رات میں کہ تمام عمر وہی ایک رات
ہی سارے اپنے اعمال و اشغال ورد وہی کو ٹھہراوے اللّٰھم صل علی محمد وآلہ صلوۃ
انت لھا اھل وصل وسلم علیہ صلوۃ ھو لھا اھل صلوۃ ناشیۃ من عین
السر الذی بینک وبینہ لا یعرف قدرھا الا انت والا ھو صلوۃ ھی معراج
قدسہ الیک وسمتہ انسہ لدیک اور اسقدر کیفیت و وجد ہم تو نہ پاوے کہ بید
اوسکے پاس نکلے پاوے اور جانتا و کلا کہ مشتاق حال کمال حیثیت اشتغال صلی اللہ

علیہ آلہ وسلم خیال کو اوس درگاہ باعظمت عزت وجلال مین نیند آوے مصرع قرار بیت صبوری کدام و خواب کجا - شعر گفتی اما در خواب د تا ببینیش اندر خیال این سخن بیگانہ را گو آشنا را خواب نیست + اور میں صاحب دولت کی خدمت مین جو سعادت و اقبال اوس شب وصال کا پاوے میری التماس یہ ہی کہ اس فریفتہ جمال محمدی و شیفتہ کمال احمدی بیمار فراق مبتلا اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر کچھ اپنے سے خیر باقی رہے تو اس ویرانے کو یاد کرنا ضرور رہا شعر چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیما را + کیونکہ اگر یاد ورا تو تمکو بھی اس بیوا نے اپنے وقت مین یاد کیا ہی اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو اوس جناب سے دریافت کرلو تا کہ تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان سے اور کہان آ گئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور از جملہ آداب یہ ہی کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت سے نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور ہر اوس چیز سے جو اولی و افضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ مین رہے کہ مین ایک بڑے ادب کی جگہ مین حاضر ہون اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ مجالست اور مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا ہی ہمنشینی و ہمکلامی اس سے چاہے تو اسکو چاہیے ہی کہ اپنے تئین اوس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑا وے اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا عَمِلْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَاجْبُرْ مَا فَاتَ عَنَّا بِعَفْوِكَ وَحِلْمِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور از جملہ آداب یہ ہی کہ جیسا بعضے عوام الناس مثل صحابی مسجد شریف مین کھنکار کر تھوک مسجد ہی ڈال دیتے ہین ایسا نکرے اسواسطے کہ یہ فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور ہی اور تحقیق وارد ہوا ہی کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہی ادنی چیز سے جو اوسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی ہی خس وغیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس ادب کا آداب زیارت کی کتاب مین شاید بملاحظہ عادات خلق ہوا ہی کہ اگلے زمانے مین تھے ورنہ اس زمانے مین تو بہات کا

اثر بھی نہیں ہو شاید اگلے لوگ اصحاب صفہ کے فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے
کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الٰہی تھے مسجد ہی میں رہتے تھے
اور مسجد ہی میں شب و غیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے
ہی سے اپنی جانماز کسی خاص جگہ میں روضہ میں یا مسجد میں ڈال رکھے اور
لوگوں پر جگہ کو تنگ کرے بلکہ اگر اوس مکان شریف کی فضیلت جمع کرنے کی حرص
رکھتا ہو تو سب سے پہلے آوے اور مصلیٰ ڈالکر ایک جگہ بیٹھے نہ یہ کہ مصلیٰ ایک
خاص جگہ پر ڈال دیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جس وقت امام محراب میں کھڑا ہو
آپ تشریف لاکر اپنے مصلیٰ پر نماز میں مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت وضع میں
گنگوہی علماء سے ہے اور فتوی اسکی کراہت پر دیا ہے اور اسی کے حکم میں ہے وہ جو
صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے آکر
پہلے ہی سے منتظر بیٹھتے ہیں وغیرہ [illegible] پڑتے ہیں اور پہلی صف میں جگہ گھیر کر
اپنی اپنی جانمازیں ڈالکر زیارت شریف کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ادب
سکینہ و وقار کو کہ حضور صلعم نے اوس مسجد شریف میں داخل ہونے کو درکار ہے ہاتھ سے
دیتے ہیں بلکہ بعضے سادہ لوح غایت حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اوس
فضیلت کے حاصل کرنے میں رکھتے ہیں زیارت کے بھی مقید نہیں ہوتے
اور اگر ہوتے بھی ہیں تو باستعجال تمام شعر حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ
ہر کہ نیست ادب لائق قربت نبود + شعر اَدِّبُوا النَّفْسَ اَیُّهَا الْاَصْحَاب + طُرُقُ
الْعِشْقِ کُلُّهَا آدَاب + نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْهَفَوَاتِ وَالْغَفْلَةِ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِین
اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد میں تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اوسکی حرمت پر ہے اور جو حدیث
وارد ہوا ہے کہ دفن کر دینا تھوک کا کفارہ ہو جاتا ہے ڈالنے کا اوسکو بعض کہتے ہیں کہ مراد
اوس سے یہ ہے کہ دفن اوسکی گناہ کو دفع ہی اوس وقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہے
پہلے سے اور یہ حکایت جو رسالہ قشیریہ میں حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
سے منقول ہے کہ آپ ایک شخص کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے ناگاہ اوس شخص نے

مسجد مین تھوک دیا آپ بہت کُڑھے ہوئے اور راویکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہی یہ حکم سارے
مساجد مین ہی چہ جای آنکہ مسجد خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین
یہ ہی کہ بائین پاؤن کیطرف ڈالے اور قبلے کیطرف اور داہنی طرف سے احتراز کرے
اور از جملہ آداب یہ ہی کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول قرآن اور مہبط جبرئیل ہی ختم قرآن
مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نکرے اور اگر ہو سکے تو کسی کتاب کی قرات و مطالعہ کو
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل پر مشتمل ہو اوسکے ساتھ ختم کرے یا کسی ایسے
سے تاکہ صفات و فضائل نبویہ مکرر سنکر باعث شوق لقای آنجناب و داعیۂ درود و تعظیم
آن حضرت آپ علیہ الصلوة والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر ہو جائے اور از جملہ آداب یہ ہے
کہ جتنے ہو سکین مدت اقامت مین روزے رکھے خصوصا اگر مدت اقامت کم ہو اور ہو اگرم
تاکہ کچھہ شدت مدینۂ منورہ کا مزا چکھے اور از جملہ آداب یہ ہی کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ و اصحابہ وازواجہ وسلم کی زیارت کے زیارت بقیع کہ آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات
واتباع و تبع اتباع اور علما و صلحای امت کا مرقد پاک ہی اور زیارت سید الشہدا عم النبی المصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزة بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد
و زیارت آبار اور سائر امکنہ و آثار سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان امن
مواضع اور احوال و اخبار ان مواضع کا پہلے ہو چکا ہی لیکن کلام اسمین ہے کہ زیارت بقیع کو
ہر روز بعد زیارت حضرت صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ کے جایا کرے یا فقط جمعے کے دن جیسا
کہ اب جاری ہی امام نووی اور اوسکے تابعین اسبات پر ہین کہ زیارت بقیع ہر روز کرنا
چاہیے اور بعضے علما اس کلام مین مناقشہ کرتے ہین کہ اسکے واسطے کوئی دلیل مستند
نہین ہی شیخ ابو الحسن بکری رحمة اللہ علیہ کہتے ہین کہ زیارت قبور سنت موکدہ ہی اور یہ شامل ہی
ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہی کہ جمعے کے دن افضل و اوکد ہو گی اور از جملہ آداب یہ ہی کہ جب مسجد
قبر مبارک کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوة و سلام آپ پر
بھیجے اور اگر یہ ہو نکلنا دن بھر مین کتنے ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہین کہ اس ادب کے
ترک کرنے مین ایک شخص بزرگان قدیم مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے

خواب میں بشارت دیے اس واسطے کہ زیارت سید ہر کسی مرتبہ واصل کو حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام بھیجے اور رخصت ہو اور اگر ہر مرتبہ سے واسطہ شرف شرفیاب
ہو کر طریق زیارت بھی بجا لایا کرے تو افضل اکمل ہوگا سارے باب میں سوائے مذہب
امام مالک رحمہ اللہ کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہیں سمجھتے چنانچہ اس
اشارات کی طرف اشارہ ہو آیا ہے اور حاصل خلاصہ سارے آداب کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم
رعایت واستغراق اور حسن زار شوق اور محبت ور رغبت اور سعادت اور ساری
نیکیوں کو حفظ قلب و جوارح کے ساتھ ظاہر و باطن میں اور ساتھ غنیمت جانے
مدت اقامت کے باعتبار ساعات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ ہے بوجہ اتم و اکمل
اور اولیٰ بجا لائے اور ایک دم بسبب توجہ و حضور کے غافل نہ رہے اور تعرض
طلب اور تردد بطریق ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر بادیدہ رحمت
سمرے سودای تو در پا ہم + فارغ زتو کی باشم اکنون کہ ترا دیدم + اور اگر اوس جناب
کی طرف سے جاذبہ عنایت قوی ہے تو ہرگز نہ چھوٹے گا کہ دوسری جگہ جاوے
شعر با ایں دلم قرار گیر دے تو + آتش بس اندر دل و آہم بستان + اور اکثر آوا جمعہ کہ
لوگوں میں بعضے عوارض کی جہت سے اوسکی رعایت میں قصور واقع ہوتا ہے سبب یہ ہے
کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والوں کے ساتھ محبت و رعایت تعظیم میں علی حسب مراتبہم
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے با بحدیکہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ وسیلت اوہ
رکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور سارے اقسام گناہ سے مشغول ہو اس واسطے
کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت
و بدعت سے زائل نہیں ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہیں کرتا شعر
فَیَا سَاکِنِیْ اَکْنَافِ طَیْبَةَ کُلُّکُمْ + اِلَی الْقَلْبِ مِنْ اَجْلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبٌ + معطم
رَاَی الْمَجْنُوْنُ فِی الْبَیْدَاءِ کَلْبًا + فَمَدَّ لَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ ذَیْلًا + فَلَامُوْہُ عَلٰی مَا کَانَ
مِنْہُ + وَقَالُوْا لِمَ اَحْسَنْتَ لِلْکَلْبِ نَیْلًا + فَقَالَ دَعُوا الْمَلَامَةَ اِنَّ عَیْنِیْ رَاَتْہُ
مَرَّةً فِیْ حَیِّ لَیْلٰی + مثنوی بوالفضولی گفت ای مجنون خام + این چہ شیداست این کہ می آرے

عالم * پورِ سگ دایم پلیدی می خورد * مقعدِ خود را بلب می سترد * عیبهای سگ بسی او بر شمرد
عیب دان از غیب دان بوی نبرد * گفت مجنون تو همه نقشی و تن * اندر آ بنگر ز شیب از چشم من
کین طلسم بستهٔ مولاست این * پاسبان کوچهٔ لیلی ست این * اور وہ جو اس آیت واجب الاہتمام
کی رعایت مین قدم ڈگ جانے کی جگہ ہی بعضے شریفون اور رہا وہان حرم کا حال ہی
کہ بعضے بدعات و تقصیرات کے ساتھہ منسوب ہین چاہیے یہ ہی کہ اونکی طرف بھی بنظر
نسبت قرابت اور جوار شریف کے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے
کہ نیکون مین بدون کا بھی چھپاؤ ہی اور ملاحظہ سر منشای قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے شان اہلبیت با وجود صدور بعضے تقصیرات کے بعضے اونکے سے غافل نرہے
اور مخاطبت کے وقت بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتہ سے ندے اور گالی گلوج اور
سختی سے اپنے تئین باز رکھے اسواسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہو جانے کے بھی بعضے
احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسب کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت
صدیق و حضرت فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین ہی کہ اگر اور
چیز مین کہ اونکے حق سے متعلق ہی سوا عفو کر دینے کے اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھے اور حق کو اہل حق پر چھوڑے اور شفاعت محمدیہ
اگر گنہگاران اہلبیت نبوت و رسالت مین درکار نہو کہ جنکے ظاہر کرنے کیطرف ارادہ
الہی جل جلالہ متوجہ ہی تو پھر بہتر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے
اس آیہ سے ایسا سمجھا ہی کہ اہلبیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکرے گا
جبتک نجاست معنوی سے پاک نہووے گا خواہ اسکا سبب لحوق مرض ہو خواہ کوئی
اور امر صعب مکفر سیئات یہ ترجمہ ہی کلام بعضے علمای مکہ معظمہ کا اوس کتاب مین جو
آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہی بعبارتہ اور کلام سمہودی وغیرہ اس ادب کے
محل رعایت مین اسکے ساتھہ موافق ہی واللہ اعلم **فصل** جبکہ زیارت حضرت سید الانام
علیہ و علی آلہ التحیۃ والسلام اور زیارات مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کرکے
اپنے وطن کیطرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے ہی کہ پہلے وداع مسجد نبوی

کیطرف مشغول ہو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام میں یا دوسری جگہ اوسکے قریب نماز پڑھے اور دعا کرے بعد اوسکے قبر مطہر کی زیارت کیطرف متوجہ ہو کہ آداب زیارت میں متوجہ ہوا اور دونوں جہان کی سعادت حاصل ہونے کی دعا اپنے حق میں اور اپنے عزیز و قریب دوستوں کے حق میں مانگے اور اللہ تعالےٰ سے قبولیت حج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھ وطن کو پہنچائے اور اوسکے اہل کو خیر طرح سے دکھائے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِیَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِیْن اور قبول دعا کا اثر یہ ہو کہ اوسے رونا آوے بلکہ گریہ و زاری سارے اوقات میں باعث دونوں اور ستان امیدواری ہی مثنوی این الم باعث و چشم ابر وش + ابر گریان باغ سبز و تازہ و خوش + دوق خندہ دیدۂ ای خیرہ خند + دوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند + روشنی خانہ باشی ہمچو شمع گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع + تا نگرید ابر کے خندد چمن + تا نگرید طفل کے جوشد لبن + اور اگر رونا نہ آوے تو اوسے تئیں رلانے میں سعی و کوشش کرے کچھ مصائب درد یا کچھ یاد کرے اور رووے کہ اس مقام میں رونا ہر وجہ سے علامت قبولیت ہے اور اگر کچھ سلسلہ سررشتہ محبت اور علاقہ دوستی کی طرف رکھتا ہو گا تو رونے کیطرف احتیاج نہ پڑے گی سبحان اللہ حبیب ولی از سنگ ساید سزاوار وداع + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل بہ دو منظم اَحِنُّ اِلٰی رِیَارَۃِ مُحِبٍّ لَیْلًا + وَعِنْدِیْ مِنْ رِیَارَتِہَا دُوْنَ + وَکُنْتُ اَظُنُّ قُرْبَ الدَّارِ یُطْفِیْ + لَھِیْبًا لِلشَّوْقِ فَازْدَادَ اللَّھِیْبُ بعد اسکے اوسی طرح روتا ہوا اور اوس درگاہ عالیجاہ عالم پناہ کی سعادت اور اون مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت و غم کھاتا ہوا الٹے سات کے پچھلے پاؤں چلے بلکہ جسطرح چلا کرتے ہیں چلے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت میں وداع کے وقت پچھلے پاؤں چلے کو کسی نے آداب

میں سے نہیں گنا بخلاف وداع بیت اللہ شریف کے کہ وہاں وداع کے وقت سنت
یہ ہی کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پاؤں چلے اسواسطے کہ ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے کے وقت اسی طرح چلے تھے اور کسی جگہ منقول
نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں وداع کے وقت صحابہ کرام اس طرح
کرتے ہوں واللہ اعلم اور چاہیے ہی کہ وداع کے وقت جسقدر ہو سکے صدقہ دینے
میں قصور نکرے اور اکثر علما اسبات پر ہیں کہ خاک مدینہ مطہرہ سے اینٹ و ٹھیکر و صراحی و
کوزہ وغیرہ ساتھ نہ لے مگر علمای حنفیہ اور بعضے شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہیں بہرحال اگر
کچھہ ہدایا مثل کھجور و پانی وغیرہ کے کہ جس سے اہل عیال و دوست آشنا خوش ہوں
ہمراہ لے لے تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ اوسمین کچھہ تکلف کو دخل دے اور سفر سے
آنے والے کو اہل وعیال کے واسطے ہدیہ ساتھ لانے میں آثار صحیح و اخبار صحیحہ
وارد ہوئے ہیں اور مراجعت کے وقت چلنے آداب کہ باب رجوع من السفر میں آئے ہیں
اون سبکی رعایت کرے اور جب اپنے شہر کے پاس پہنچے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا
وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَارْزُقْنَا حَسَنًا اور جب شہر میں گھسے
تو پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ
فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ اور چاہیے ہی کہ اپنے گھر میں پہونچنے سے پہلے اپنے لڑکے بالونکو
اپنے صحیح سالم پہونچنے کے خبر پہنچا دے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ آوے
اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہی آخر دن تک رات داخل ہونے سے
پہلے اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھے
اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت وسلامت کے ساتھ پہونچنے کا شکر نعمت
بجالائے اور کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جو ساتھ

پڑھ لے اوس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے تو جائز ہی اگر امرد ہو مشکل ہی کہ حضرت سفیان
بن عیینہ استاد امام شافعی رحمہما اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے پاس آئے حضرت
امام مالک رحمہ اللہ نے اوس سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں معانقہ بھی کرتا اگر بدعت ہوتا حضرت
سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اوس شخص نے جو ہم سے ملتے دونوں سے بہتر تھا
معانقہ کیا حضور خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
اور اونکا بوسہ لیا جس وقت کہ وہ حبش سے آئے ہیں امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا
وہ مخصوص ہی جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ عام ہی حکم ہمارا
اور جعفر کا ایک ہی اگر ہم صالحین میں سے ہوں اور فرمایا کہ تم مجھے اذن دیتے ہو کہ
تمھاری مجلس میں حدیث بیان کروں حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہاں بیان کرو
میں نے اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی نے حدیث بیان کی اوس سند سے
جو اپنے نزدیک سند رکھتے تھے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہاں پر حضرت
قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہی ظہور صحت
قول سفیان رحمہ اللہ پر جب تک کہ کوئی دلیل قائم ہو خصوصیت جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام الس
اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہونے پر
حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سفر سے پھر کر آئے لگے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے چھوڑے
اور پہونچکر اوسے معانقہ کیا اور اوسکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ لیا کذا
قال بعض المالکیہ اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اوسکے ہاتھوں کو چومنا
بھی درست ہی اور بوسہ چومنا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اوسکے سارے اعضا کا
اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہی اور جب گھر کے اندر داخل ہو تو دو رکعت نماز
پڑھے اور اللہ تعالی کا وظیفہ شکر و ثنا حمد و ثنا ادا کرے بعد اوسکے لیے اہل و عیال
سے ملکر گھر سے باہر نکل کر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اوس سے
آکر ملیں پس جو شخص ملاقات کو آوے اوسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف شفقت

وتواضع سے پیش آئے اور دعا کرے خصوصا شہر مین آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دعا مسافر کی خصوصا حاجی کی اپنے شہر مین پہونچنے سے پہلے مستجاب ہی اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف وغیرہ کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگون کے بیان بجا کرتے ہین منع کرے اور خلاصہ سارے آداب کا اور روح سارے مناسک کی اور عمدہ سارے افعال ہین اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہی کہ اس سفر مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر و باطن کی نیکیان حاصل کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہین کہ علامات حج مبرور سے یہ ہی کہ جیسا گیا تھا اوس سے بہتر پھرے دلیل اسپر اور علامت اسکی یہ ہی کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا واہل دنیا سے سرد دلی اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا ہو والحذر الحذر اسباب سے کہ پھر گناہون کے گرد پھرے اور نئے قیدی کرے فَاِنَّ النُّکْسَۃَ اَشَدُّ مِنَ الْمَرَضِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ اور اگر بعضے ابواب خیر مین اپنے پروردگار سے عہد کرے اوسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ ضد اسے نقض عہد کرے گا انجام اچھا نہین فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

باب سترھوان ذکر فضائل درود مین اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت اہدای درود ہی حضرت سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام من الملک المنان کے حضور مین اسواسطے اوسکے فضائل وثمرات واحکام واوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلون مین تفصیل پاتا ہی وباللہ التوفیق **فصل** جاننا چاہیے کہ درود کے فوائد حصر سے باہر ہین اونکا ضبط کرنا زبان قلم سے ہو نہین سکتا لیکن بعضے علما وحفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ وروایات حسنہ سے اونکے نزدیک ثابت ہوئے ہین اون سبکو ضبط کیا ہی اور رسالک بیان مین پرو دیا ہی بعضے اون فوائد مین سے نتیجہ اصل درود ہین اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہین اور بعضے کسی کیفیت خاص کے اثر ہین

اور بعضے کسی ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہیں اور بعضے ایک حالت خاص کو لازم ہیں اور ان میں سے کچھ کچھ اس کتاب میں مذکور ہوئے ہیں واللہ الموفق از جملہ فوائد درود واستثال امر الٰہی ہی اور موافقت اوس جناب کے ساتھ اور اوسکے ملائکہ کے کیونکہ جناب حق تعالی وتقدس نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور ازجملہ فوائد درود یہ ہی کہ جو کوئی ایک درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالی اوسکے بدلے میں دس رحمتیں اوسپر اوتارتا ہی اور دس درجے اوسکے بلند کرتا ہی اور دس نیکیاں اوسکے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہی اور دس گناہ اوسکے مٹا دیتا ہی اور بعضے احادیث میں واقع ہوا کہ دس گردنیں آزاد کرنے اور دس جہاد کرنے کے برابر ہو جاتا ہی اور ازجملہ فوائد یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کی دعا مقبول ہوتی ہی اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اوسکے حق میں واجب ہو جاتی ہی اور از جملہ اوسکے یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہی روز قیامت کو اور روز قیامت پر اوسکا شانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے ملا ہوا ہوگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب سے پہلے پہنچے گا اور شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے سارے امور کے متولی ہو جائیں گے اور ازجملہ اوسکے یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کی ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور ساری حاجتیں بر آتی ہیں اور سارے گناہ بخشے جاتے ہیں اور ساری برائیوں کا کفارہ ہو جاتا ہی اور ایک قول یہ ہی کہ جتنے فرض قضا ہو گئے ہوں اونکا بھی کفارہ ہو جاتا ہی اور صدقے کی جگہ قائم ہوتا ہی بلکہ ایک قول پر اوس سے افضل ہے اور ازجملہ اوسکے یہ ہی کہ درود پڑھنے کی برکت سے کرب جاتا ہی اور بیماری سے شفا پاتا ہی اور خوف وحزن دور ہوتا ہی اور ہر کام کا بستہ کھل جاتا ہی اور دشمنوں پر فتح پاتا ہی حق تعالی راضی ہوتا ہی اور اوسکی محبت دل میں پیدا ہوتی ہی اور فرشتے اوسکے حق میں دعا کرتے ہیں اور عمل و مال اوسکی برکت سے پاک ہوتا ہی اور بڑھتا ہی اور صفائی قلب اور فراخی حال اور سارے امور میں برکت حاصل

بیشک اللہ تعالی اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھیجو

ہوتی ہی حتی کہ اسباب میں اور اولاد میں اور اولاد کی اولاد میں چوتھے طبقے تک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی اہوال قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی
آسانی ہونا اور مہالک دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر وحاجت کا
دور ہوجانا اور اقسام بخل وجفا ودعاء رغم الانف سے سالم رہنا اسواسطے کہ حدیث
شریف میں آیا ہی کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہی اور گویا کہ اوسنے
جفا کی مجھپر اور اوسپر دعا کیجاتی ہی رغم انف کی یعنی خاک میں ملجائے ناک کی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی مجلس کا پاک ہوجانا اور گھیر لینا رحمت کا اوس مجلس کے بیٹھنے والونکو
اور نور بڑھجانا صراط پر اوترنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اوس حال پر آفات میں
اور اوس سے نجات پانا طرفۃ العین میں خلاف حال اون لوگون کے جو درود کے تارک ہین
اور سارے فوائد درود سے اعظم واتم ذکر آنا ہی درود بھیجنے والے کا حضرت سید الانبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں **شعر** لَكَ الْبِشَارَةُ فَاخْلَعْ مَا عَلَيْكَ لَقَدْ ذُكِرْتَ
ثَمَّ عَلٰى مَا فِيْكَ مِنْ عِوَجٍ + **بیت** جانم بہ آرزوی آن صاحب ما برگو در مجلس آن نازنین حرفی کہ زما ہر
اور ازجملہ اوسکے ہی زیادہ ہوجانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا
اور آجانا محاسن نبویہ کا دل میں اور متمثل ہوجانا خیال کا آنکھہ میں کہ کثرت درود کو لازم ہی
مگر وہ درود جو بصفت حضور وتوجہ متصف ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ **شعر** لَوْ شُقَّ عَنْ قَلْبِيْ
تَرٰى فِيْ وَسْطِهٖ + ذِكْرُكَ فِيْ سَطْرٍ وَالتَّوْحِيْدُ فِيْ سَطْرٍ + اور ازجملہ اوسکے ہی محبت کرنا
آدمیون کا اور محبت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوسکے ساتھہ اور مصافحہ کرنا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سے قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال
جہان آرای محمدی کو خواب میں اور محبت کرنا فرشتون کا اوسکے ساتھہ اور مرحبا کہنا
فرشتون کا اوسکے واسطے اور لکھنا اونکا اوسکے درود کو سونے کے قلمون سے چاندی
کے ورقون پر اور دعا واستغفار کرنا اونکا اوسکے واسطے اور پہنچانا ملائکہ سیاحین کا اوسکے
درود کو حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس عنوان سے کہ فلان بن فلان
مثل کمترین بندگان عبد الحق بن سیف الدین یُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ و کمترین

مثلاً ان عبد الحق میں سلام رسول پر السلام علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد صلوٰۃ و سلام سے
مشرف ہوتا ہے مشرف رد سلام سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہے
اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی خیر
وسلامت اوسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر میں ایکبار بھی ہاتھ لگے تو بہتر خیر وسلامت
اور سو ہزار کرامت کا موجب ہے بیت ہر سلام مکن سحہ در جواب آں لب + کہ صد سلام
مرا بس یکے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقینیات سے ہے اسواسطے سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہے اور یہ بھی بات ہے کہ جواب سلام
سنت ہے بلکہ فرض ہے تو ضرور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا
فرمانے میں موافق اپنی خصلت کریمہ کے کہ کان مبادرا بالسلام مروی ہے سادر رہ
اور سابق تر ہونگے اور ان روایات سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہے کہ زیارت کرنیوالا
وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور بعد
سلام عرض کرنے کے پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہے اور از جملہ فوائد درود کے
میں روک رکھنا فرشتوں کا اوسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا اوسکا آدمیوں کو اوسکی
غیبت سے اور آنا اوسکا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اور اوسکی ترازوی
اعمال کا بھاری ہو جانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت میں بہت سی حوریں پانا
اور مشتمل ہونا درود کا ذکر وشکر ومعرفت حق نعمت الٰہی جل شانہ پر اور اظہار محبت ہونا
ادای حق رسالت سے کیونکہ درود میں طلب وسوال ہونا حق تعالی سے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی صفت وثنا کے ساتھ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ حق تعالی وتقدس ایسے
بندے سے اس سوال وطلب کو دوست رکھتا ہے اور جب کہ بندے نے اپنی طلب
وسوال وطلب کو خدا اور رسول کی خوشی کے امر میں صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی
کے امور پر غالب رکھا تو ضرور ہے کہ مستحق جزای کامل وفضل خاص کا قابل ہوگا
اور حاجتیں بر آئیں اور مشکلیں آسان ہو جانے کا سبب یہی ہے جو مذکور ہوا اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ
التوفیق اور ایک حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود میں ظاہر ہے کیونکہ اگرچہ صیغے حمد و [illegible] کے

مشتمل ہین اسم مبارک اللھم پر کہ مرآت ملاحظہ جمیع اسماء وصفات ہی حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہی کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی و تقدس کو لفظ اللھم کے ساتھہ یاد کرے تو اوسنے گویا سارے اسمای حسنی کے ساتھہ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہی کہ اس عبادت کے بڑھاے مین اور اسکے احیا کرنے مین اور اعمال پر تقصیر نہ کرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اوس سے ہو سکے اور اوسپر آسان ہو روزمرہ کا ورد ٹھہراے وارد ہوا ہی کہ خَیْرُ الْعَمَلِ اَدْوَمُہٗ وَقَلِیْلٌ دَائِمٌ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرٍ مُّنْقَطِعٍ اور چاہیے ہی کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر اسقدر نہو سکے تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھہ لیا کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہی اور بعضون کا دو سو صبح وشام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور چاہیے ہی کہ کچھہ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود پڑھنے کی عادت ڈالتا ہی تو اوسپر آسان ہو جاتا ہی اور بعضے جینے درود کے لیسے ہین کہ ایک ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہی اور جب اسکی حلاوت ولذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین پہنچی تو اوسکی قوت و قوام روح اسی سے ہوگی فَذِکْرُ الْحَبِیْبِ لِلْمَرِیْضِ طَبِیْبٌ اور بڑا تعجب ہی اوس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار و برکات اور مفتاح ابواب جمیع خیرات وسعادات ہی صرف نکرے اور قول حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَنْ یُکْفٰی ھَمَّکَ اوس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا اور قول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا لَوْلَا اَحَدٌ مَا اَیْ ذِکْرِ اللّٰہِ لَجَعَلْتُ الصَّلٰوۃَ النَّبَوِیَّۃَ عِبَادَتِیْ کُلَّھَا اسباب مین کافی ہی اور سلوک والون کو اس دروازے سے آنے مین فتوحات عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشائخ فرماتے ہین کہ جب شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھہ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصد تک باسانی پہنچیگا اور یہی درود اوسکا توجہ اوس جناب کیطرف اسکی تربیت اور تہذیب کریگا اور درگاہ خداوندی تک پہنچاویگا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کریگا

اور وصیت کرتے تھے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرأت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو کثرت درود
کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے سے ہے خدائے واحد احد کو پہچا
اور کثرت درود سے ہے صحبت کہی ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے
تھے کہ جو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے گا وہ سوتے جاگتے
آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے گا جیسا کہ نقل کرتے ہیں شیخ کامل امام علی متقی حکم کبیر
حضرت شیخ احمد بن موسیٰ مشرع صوفی سے اور بعضے ساجرین مشائخ شاذلیہ قدس اللہ
اسرارہم فرماتے ہیں کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد میسر کے طریق تحصیل
معرفت الٰہی یہ ہے کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کہ
درود سے ایک نور عظیم باطن میں پیدا ہوگا کہ رہنمائی اوسکی کرے گا، اور اوس جناب
ملائک مآب سے بے واسطہ فیض اوس تک پہنچائے گا اور خلاصہ طریقہ شاذلیہ کا جو ایک
شعبہ ہے طریقہ عالیہ قادریہ کا یہی ہے کہ بوسیلہ التزام متابعت و ورد دوام حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہیں مخدوم زادہ خیر الدین قادری
اللّٰهُ اُمُّ الاِعَانَة وَالتَّوفِيق **فصل** سخاوی اور بعضے اور محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے ہیں
کہ محمد بن سعید بن مطرف ہر شب سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اوسکے گھر میں تشریف لائے اور اپنے
جمال باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہیں کہ ادھر لا اپنا منہ جس سے درود
پڑھا کرتا ہے ہم اوسکا بوسہ لیں یہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ کے دہن مبارک سے اپنے
دہن نالائق کو ملانے میں شرم آئی تو اپنا رخسارہ آپکے دہن مبارک کے پاس کر دیا
آپ نے اوسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو
پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارے سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہیں گئی اور شیخ
ابن ابی بکر بن رداد صوفی محدث اپنی کتاب میں شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساکن
اون اسانید کے کہ جو اونکے نزدیک معتبر ہیں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا
کہ ایک دن شبلی ابوبکر مجاہد کے پاس آئے ابوبکر اونکی تعظیم کو کھڑے ہوئے گئے اور معا

۹۷ [illegible]

اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی ایسا مجھہ اس شخص کے
ساتھہ آپ نے کیا اور حال آنکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین
فرمایا یہ مجھہ اوسکے ساتھہ مین نے نہین کیا مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر
مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین
حاضر ہوا آپ اوسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اوسکے ساتھہ معانقہ فرمایا اور
اوسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ
پڑھا کرتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور بعد اوسکے مجھپر درود بھیجتا ہے اور بھی اوسی کتاب
مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسائے
مین مرگیا تھا اوسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خدای تعالی نے تیرے
ساتھہ کیا کیا اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے
سوال کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت
نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اوسکی ہے جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا ہے
جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار
میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اوسنے حجت ایمان مجھے یاد دلائی
مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہے کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خدای تعالی نے
تیری کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا ہے کہ ہر شدت وکرب مین تیری اعانت
کرون اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی ذکر شبلی اور اوسکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہے اور بھی اوسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ یا موسی اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اوتارون اور ایک دانہ زمین
سے نہ اوگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہانتک کہ فرمایا کہ اے موسی

تو جیا ہتا ہے کہ میں تجھ سے قریب تر ہو جاؤں اس قرب سے جو تیرے کلام کو تیری زبان سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن سے ہے اور تیرے نور نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے اونھوں نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں چاہتا ہوں فرمایا کہ تو بہت سا درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا کر تجھے یہ سب حاصل ہو جائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم اور ایک روایت میں آتا ہے کہ فرمایا اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ پیاس کی پیاس سے تو محفوظ رہے اونھوں نے عرض کیا ہاں یا اللہ میں چاہتا ہوں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت کی اسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اور بھی اوسی کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے کہ پانی آگ کو نہیں بجھاتا اور آپ پر سلام بھیجنا افضل ہے گردنوں کے آزاد کرنے سے اور آپکے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے خدا کی راہ میں تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابو القاسم اصفہانی نے اور بھی یہی روایت لائے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو دونوں کے سارے گناہ اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہیں روایت کی اسکی حافظ ابن علی سکوال نے اور بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت لائے ہیں کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہوا اور بعد اوسکے ایک غزوہ کرے تو چار سو حج کے برابر ہوگا پس جو لوگ ایسے تھے کہ اونکو استطاعت حج اور قوت جہاد بھی اسباب کے نہیں ہے اونکے دل ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تجھ پر درود بھیجے گا اوسکو ثواب چار سو غزوہ کا ہوگا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر کا لاہی اسکو ابو حفص بن عبد الحمید میانسی نے مجالس مکیہ میں اور بھی اوسی کتاب میں فضل حدیث حضرت الیاس علیہما السلام میں لائے ہیں شیخ محی الدین سروردی سے سند شیخ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام

سمرقندی سے کہ کہا اونھون نے کہ مین نے ایک وزراہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مین نے
کہ کہتا ہی آؤ بس مین اوسکے ساتھ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا
نام کیا ہی فرمایا خضر بن الیشا ابو العباس اور اونکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی مین نے پایا
اونسے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اونھون نے فرمایا الیاس بن شام پھر مین نے ان
دونون صاحبون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمپر خدای تعالی رحمت کرے آیا تمنے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا وہ بولے ہان دیکھا ہی مین نے کہا کہ خدا کے واسطے جو
کچھ تم نے اونکی زبان مبارک سے سنا ہو مجھسے بیان کرو کہ مین روایت کرون تم سے
فرمانے لگے کہ ہمنے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی
کہے صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم تو اوسکا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہی جیسے پاک کیا جاتا ہی
کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جو کوئی کہے صلی اللہ
علی محمد بہ تحقیق اوسکے منہ پر کھولدئے جاتے ہین ستر دروازے رحمت کے اور ساتھ انھین
اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ
الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی محمد تو حق تعالی ایک فرشتے کو موکل کرتا ہی کہ تمکو
غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اوٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ
علی محمد تو اللہ تعالی منع فرماتا ہی آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے اور ساتھ
انھین اسناد کے فرمایا خضر والیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص شام سے حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ
میرا باپ دوست رکھتا ہی کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور نابینا ہی اور قدرت
آنے کی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہہ کہ سات ہفتے مین یعنی سات شب
مین کہے صلی اللہ علی محمد مجھے وہ خواب مین دیکھے گا اور کہہ روایت کرے
مجھسے حدیث کی اوسنے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اوسنے آپ کو خواب مین
اور روایت کی آپ سے حدیث اور راوی کتاب مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خدای تعالی کے انبیا

وسیلہ کہو کہ حق تعالیٰ نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا ہی اونکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے أخرجه البيهقي في شعب الإيمان وفي كتاب الدعوات الكبير اور حضرت انس بن مالک کی روایت سے لاتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے إذا سلمتم عليّ فسلموا على المرسلين أخرجه ابن أبي عاصم اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں حاضر ہوئے اور مجلس میں ذکر چلا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اترتے ہیں ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہیں قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو سمیٹتے ہیں اور آپ پر درود بھیجتے ہیں اور جب شام ہوتی ہی تو وہ عروج کر جاتے ہیں اور دوسرا گروہ اوسی عدد کے ساتھ اترتا ہی اور جو کچھ وہ کر گئے ہیں یہ بھی ویسا ہی کرتے ہیں۔ اوس دن تک رہے گا کہ آپ قبر معلی سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ کے گرداگرد ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم روایت کی اوسکو دارمی نے اور روایت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لاتے ہیں کہ فرمایا الصلوة على النبي تدرك الرجل وولده وولد ولده روایت کیا اسکو ابن بشکوال نے یہی ان احادیث کے ختم نقل کیا ہی کتاب الرداد سے اصل پڑھکر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے اوس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہی کتاب اصل سے مدینہ مطہرہ میں ہفتے کے روز دسویں جمادی الاولی سنہ نو سے ستانوے میں اور وہی تاریخ ہی ان اوراق یعنی جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا کہ طواف وسعی صفا مروہ اور سارے مواقف ومناسک حج میں سوا درود کے اور کوئی دعائیں پڑھتا لوگوں نے کہا کہ ان مقامات میں تو ادعیہ ماثورہ کیوں نہیں پڑھتا فقط درود پر اکتفا کرنے کی وجہ کیا ہی اوسنے کہا کہ میں نے عہد کیا ہی کہ درود کے ساتھ اور کسی

دعا کو بہتر یاب نہین کرون گا اور اسکا سبب یہ ہی کہ جب میرے باپ سنے انتقال
کیا اوسکا مُنہ گدھے کا سا ہو گیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سو گیا دیکھتا کیا
ہون کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین سے آپکا دامن
پکڑ لیا اور اپنے باپ کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہو جانے کا سبب پوچھا
آپ سے فرمایا کہ تیرا باپ سود کہایا کرتا تھا اور جو سود کہاتا ہی اوسکا حال دنیا و آخرت
مین یہی ہوتا ہی لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سوسنے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجتا تھا
اس جہت سے مین سے اوسکی شفاعت کی اللہ تعالی سے قبول فرمائی پس مین
جاگ اوٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ کا مُنہ چودھوین رات کا چاند سا ہو گیا
ہی اور دفن کے وقت بھی مین سے سنا ہاتف سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت
ومغفرت کا سبب درود و سلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر
بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتا ہی
کہ مجھے اللہ تعالی سے بخش دیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع حدیث کرتے تھے بسبب
ذکر درود کے کہ اس فن شریف کی قرارت کے لوازم سے ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچے مین نقل کرتے ہین کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین
حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین سے ابو زرعہ کو بعد
اوسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت کرتا ہی مین سے
اوس سے پوچھا کہ تو سے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اوسنے کہا مین سنے اپنے ہاتھ
سے ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہی کہ من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ علیہ عشرا
اور بھی نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کی تین ہزار دینار کا قرضدار ہو گیا صاحب
مال سے اوسکا مرافعہ قاضی کے یہان کیا قاضی سے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد
صالح قاضی کے یہان سے آکر محراب تضرع وانکسار مین بیٹھکر درود مین مشغول ہوا
مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہی کہ حق تعالی

وتقدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اوس سے کہہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ میں اپنا قرض ادا
کروں مرد صالح کہتا ہے کہ میں سوتے سے جاگا تو ایسے میں خوشی کا اثر پایا لیکن اپنے
دل میں سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کی سچائی کی علامت کیا ہے تو میں کیا کہونگا
اوس دن میں نے اوسکے پاس جانے میں توقف کیا پھر دوسری رات کو جو دوسرا
عالم فخر آدم وبنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے وہی فرمایا
جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا میں بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر اوسدن
بھی لمعان البشریت علی بن عیسی کے پاس جانے سے میں نے اپنے تئیں باز رکھا
تیسری رات کو پھر میں نے حضرت سرور دین ودنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کو خواب میں
دیکھا کہ آپ میرے جانے کا سبب علی بن عیسی کے پاس پوچھتے ہیں میں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اس واقعے کی سچائی کی ایک علامت چاہتا ہوں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسی علامت
اس واقعے کی سچائی کی تم سے مانگے تو اوس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر روز
بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچ ہزار درود
پڑھ کر ہمارے حضور میں ہدیہ کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہیں جانتا
سوا خداوند تعالی کے اور کراماً کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو میں اوٹھا تو سیدھا وزیر
کے پاس چلا گیا اور اوس سے اس خواب کا قصہ میں نے بیان کیا اور اس واقعے
کی سچائی کی علامت جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اوسکے سامنے ظاہر کی وہ بہت
خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مرحبا برسول رسول اللہ مرحبا اور اوسکے مجھے تین ہزار دینار اپنے
لاکر دئے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر اور تین ہزار اور دئے کہ اسکو اپنے عیال کا
نفقہ کر اور تین ہزار اور دئے کہ اسکو اپنا مایہ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو ہرگز اپنی محبت
مجھسے قطع نہ کریو اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر میں تیری حاجت روائی
میں دل وجان سے کوشش کرونگا پس میں ان تین ہزار دینار لیکر قاضی کے پاس گیا

تاکہ استکے فیاست ادا کرون صاحب دین کو مین نے دیکھا کہ بہوت قاضی کے پاس آیا
مین نے دینار سب گنے اور سارا قصہ اونکے سامنے بیان کیا قاضی نے کہا کہ یہ ساری
کرامتین وزیر سب کیون نے لی مین نے یہ دین تمھارا ادا کیا پس صاحب دین بولا
کہ یہ سب کرامتین تم لو تون اونکو لینے کی کیا وجہ ہی مین سزاوار تر ہون اسبابمین کہ برابر
اوسکی تیرے دوست کردون مین نے اللہ و رسول کے واسطے اپنا دین معاف
کیا پس قاضی نے کہا کہ مین جو کچھہ اللہ و رسول کے واسطے نکال کے لایا ہون
اوسکو اب پھیر کر نہ لیجاؤن گا وہ مرد صالح کہتا ہی کہ مین وہ سارا مال لے کر اپنے گھر آیا
اور حق تعالی کا شکر بجا لایا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ وَعَلٰی رَسُوْلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ

فصل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت و استحباب
ہر وقت و ہر حال مین ہی ولیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل و احب ہی اس اوقات و
دن کے شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے
کی فضیلت اخبار و آثار سے ثابت ہوئی ہی حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
کرتے ہین کہ شب جمعہ افضل ہی شب قدر سے اسواسطے کہ نطفہ طاہر رسول کہ ساری
خیرات و برکات کا اصل وہ ہی اسی رات مین حضرت آمنہ کے پیٹ مین قرار پایا ہے
ساتھ اور خصوصیات کے جو اوسکی شان مین وارد ہین واللہ اعلم اور حدیث مین
آیا ہی کہ اَفْضَلُ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ
الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فَادْعُوا الْکَثِیْرَ وَاسْتَغْفِرُوْا
رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَصَحَّحَہُ النَّوَوِیُّ اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْہُوْدٌ
تَشْہَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ اور درود پڑھنے والے سے سنکر مجھے پہونچاتے ہین اور خبر مین
آیا ہی کہ جو درود کہ تم جمعے کے دن مجھپر بھیجتے ہو وہ عرش سے نیچے نہین ٹھہرتا اور ہر
فرشتے کے پاس تک پہونچتا ہی وہ گروہ ملائکہ سے کہتا ہی کہ صَلُّوْا عَلٰی قَائِلِہَا اور دوسری
حدیث مین آیا ہی کہ اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّاءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْہَرِ اور ایک روایت
مین ہی فِی اللَّیْلَۃِ الزَّہْرَاءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْہَرِ اور بعضے علما نے کہا ہی کہ شب جمعہ کی خصوصیات

سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص جواب صلوٰۃ وسلام دیتے ہیں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے والے کو اس سبب میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَفِي كُلِّ لَمْحَةٍ وَلَحْظَةٍ اور مصابیح الاسلام میں حدیث لاتا ہے مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ مِائَةَ صَلٰوةٍ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ حَاجَةً مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَثَلٰثِيْنَ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ تو وہ شخص جب تک اپنی جگہ بہشت کی نہ دیکھ لے گا اس جہان سے انتقال نہ کرے گا سخاوی نقل کرتے ہیں کہ حدیث مرفوع میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سات جمعے میں ہر روز سات بار یہ درود پڑھے گا اوسکے حق میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یزید بن وہب سے کہا کہ جمعے کے دن درود ترک مت کر ہزار مرتبہ پڑھا کر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اور بھی کتاب مصابیح الاسلام میں حضرت سعید بن مسیب سے لاتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ ثَمَانِيْنَ سَنَةً اور میری شرح سہام میں نقل کرتے ہیں کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے بصیغۂ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا کے تو اسی برس کے اوسکے گناہ بخشے جاتے ہیں اور مصابیح الاسلام لایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل اس کے کہ اوٹھے اوس جگہ سے جہاں یہ نماز ادا کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی مرتبہ درود بھیجے تو اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائیں گے اور حضرت

کہ خالد بن کثیر کے سرہانے قبل مرنے کے ایک پرچہ کاغذ کا پایا گیا اوسمین لکھا تھا
کہ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ کَثِیْرٍ اونکے گھر والون سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام کیا
کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوئے اونھون نے کہا کہ وہ ہر جمعے
کو ہزار بار درود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتے تھے
فصل جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہی شب جمعہ مین ویسا ہی شب دوشنبہ مین بھی
ہی اسواسطے کہ دوشنبہ روز بزرگ ہی کہ اسمین بندون کے اعمال درگاہ رب العزت
مین عرض کیے جاتے ہین اسی جہت سے حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ
اکثر اوسدن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسدن بندون کے اعمال حضرت
ذوالجلال مین عرض کیے جاتے ہین پس مین دوست رکھتا ہون کہ اعمال میرے
عرض کیے جائین اوس حال مین کہ مین روزے سے ہون احیاء العلوم مین ہی
کہ جو شخص شب دوشنبہ مین چار رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلی رکعت مین بعد سورہ
فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت مین اکیس بار پڑھے اور
تیسری رکعت مین تین بار اور چوتھی رکعت مین چالیس بار اور سلام پھیرنے کے بعد
پچھتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر
درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالے سے
مانگےگا پاوےگا الحدیث اور پنجشنبے کے روز درود پڑھنے کی فضیلت مین بھی
ایک حدیث وارد ہوئی ہی مفاخر الاسلام مین لاتا ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ
مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَمْ یَفْتَقِرْ اَبَدًا فصل اسمین شک نہین کہ
ہر برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن ومستحب ہے
لیکن علمار حمہم اللہ تعالے نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہی جہان استحباب اس فضیلت کا
موکدتر اور فاضلتر ہی وہ یہ ہین کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہو اور نماز مین بعد تشہد کے
اور امام شافعی کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان و اقامت
کے اور رات کو اوٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو کے اور بعد نماز تہجد کے

اور مسجد کے پاس ہو کر نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصاً بعد نماز جمعہ کے
اور روز پنجشنبہ کو اور روز شنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبوں میں اور اول دن اور آخر
روز کو اور وقت سحر کو اور خطبوں میں بعد بسملہ کے اور تکبیرات عید میں شافعیہ کے نزدیک
اور نماز جنازہ اور احرام میں لبیک کہنے کے بعد اور صفا و مروہ پر اور بعد تہلیل و تکبیر کے
اور مشاہدہ بیت شریف زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت کے وقت اور حجر اسود کے بوسہ لینے
کے وقت اور طواف میں اور ملتزم کے پاس اور تمام مواقف حج میں اور قبر شریف
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس کہ احسن و اقرب مواضع اور مستحب الاوقات اور برکات ہے
اور مشاہدہ آثار نبویہ کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینہ منورہ عطرہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زادہا
اللہ شرفاً و تکریماً اور بدر اور جبل احد وغیرہ اور بیع و شرا کے وقت اور وصیت نامہ
لکھنے کے وقت اور ارادہ سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور منزل
میں اترنے کے وقت اور بازار کی طرف جانے کے وقت اور بازار میں داخل ہونے
کے وقت چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جس بازار میں کہ کثرت شغل بیع و شرا
کی جہت سے لوگوں کو خدای تعالیٰ سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے
اور درود و صلوٰۃ کہتے تھے اور دعوت میں جانے کے وقت اور دعوت سے پھرنے کے
وقت اور گھر میں آنے کے وقت اور نزول حاجت کے وقت اور رفع احتیاج
کے وقت اور غلام یا جاریہ کے بھاگ جانے کے وقت اور غم و شدت کے وقت اور
طاعون کے وقت اور خوف غرق کے وقت اور کان بولنے کے وقت ساتھ ضمیمہ
اس قول کے کہ ذَکَرَ اللّٰہُ مَنْ ذَکَرَنِیْ بِخَیْرٍ اور پاؤں سو جانے کے وقت اور بھولی چیز یاد
کرنے کے وقت اور رفع نسیان کے وقت اور ترب کھانے کے وقت اور پانی
پینے کے وقت طرف سے اور گدھے کی آواز کرنے کے وقت اور گناہ کرنے کے
بعد تاکہ اوسکا کفارہ ہو جائے اور اول و آخر دعا کے اور ملاقات کے وقت کسی
مسلمان و یار و مصاحب کے ساتھ اور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے
سے پہلے اور مجلس سے اوٹھنے کے وقت تاکہ ما حول سبب غفلت سے اور بہر حاضرین

جو خدا کے واسطے ہو اور شعائر اسلام کے واسطے اور قرآن کے ختم ہونے کے وقت اور
دعای حفظ قرآن مین اور ہر کلام کے شروع ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ ہو اور
درس دینے سے پہلے اور وعظ سے پہلے اور قرات حدیث کے اول و آخر اور جس وقت
کوئی چیز اچھی معلوم ہو مگر بعضے علمای مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب مین مکروہ رکھتے ہین
چنانچہ تسبیح و تہلیل کسی امر حرام کے نزدیک یا نزدیک عرض اسباب اور کھوٹے متاع کے
مکروہ ہی اور بڑی ضروری جگہ درود لکھنے کی یہ ہی کہ آپ کا نام مبارک زبان پر آئے یا لکھا
جائے اور حدیث مین آیا ہی کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ
مَادَامَ اِسْمِیْ فِی الْکِتَابِ اس حدیث کی روایت بہت سے علمای حدیث نے
کی ہی لیکن سند اسکی ضعیف ہی اور ابن جوزی نے اوسکو وضعی کہا ہی واللہ اعلم اور نقل
کرتے ہین کہ ایک شخص کاغذ کے بخل کی جہت سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے نام مبارک کے ساتھہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین لکھتا تھا اوسکا ہاتھہ سڑ کے گر گیا
اور ایک اور تھا کہ صلی اللہ علیہ فقط لکھتا تھا اور وسلم اوسکے ساتھہ نہین ملاتا تھا اوسنے
خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسپر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تو
اپنے تئین چالیس نیکیون سے کیون محروم رکھتا ہی یعنی لفظ وسلم مین چار حرف ہین اور
ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہی پس اس حساب سے چالیس نیکیان ہوئین اور اسی قبیل
سے ہی وہ جو بعضے رمز و اشارات پر اکتفا کرتی ہین چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی علامت
صلعم یا صلعم رکھتے ہین اور رمز علیہ السلام کا عم رقم کرتے ہین و علی ہذا القیاس
حکایت کرتے ہین کہ ایک شخص سے خواب مین کسی نے پوچھا کہ حق تعالی نے
تمھارے ساتھہ کیا معاملہ کیا اور کس بات پر تمکو بخشا اوسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا نام مبارک جب کبھی لکھتا تھا تو اوسکے ساتھہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ضرور لکھتا تھا یہی
سبب میری بخشایش کا ہوا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا
اوسنے پوچھا کہ حق تعالی نے آپکے ساتھہ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھپر رحمت کی
اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت مین لے گیا جیسے دولہا کو لیجاتے ہین اور مجھ پر یاقوت

تعبیر مبارک کیلیے دو لعاب تیار کرتے ہیں اور اسکا سبب یہ ہوا کہ رسالہ لکھنے میں ہیں
کہا کرتا تھا صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ
ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ **فصل** حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت خواب
میں حاصل ہونے کی اسباب میں سے ایک سبب ہی التزام درود طہارت کے ساتھ
بصیغہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ اور اس درود
کے التزام سے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي
الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ
اور مفاخر الاسلام میں لایا ہی کہ جو شخص جمعے کے روز ہزار بار درود بھیجے بصیغہ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِنالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
خواب میں دیکھے یا اپنا گھر بہشت میں دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو مدد جاے تو پانچ
جمعے تک ایسا کچھ دیکھے کہ اوس سے خوشی حاصل ہو اور جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت
نماز پڑھے اسطور پر کہ دونوں رکعتوں میں بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی
اور گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے
بصیغہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِنالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ اگر نصیب ہوگا تو انشاء اللہ
تعالی تین جمعے نہ گذریں گے کہ خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے
مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا تجربہ کیا ہی اور بھی
روایت ہی کہ جو شخص جمعے کو دو رکعت نماز ادا کرے اسطور پر کہ ہر رکعت میں بعد
سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے ہزار بار درود بھیجے
بصیغہ صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وہ خواب میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہی کہ جو شخص طاہر فرش پر لیٹے اسطور پر کہ داہنے ہاتھ
کو تکیہ کرے اور یہ دعا پڑھکر سو جاے انشاء اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
سے خواب میں مشرف ہوگا اور دعا یہ ہی اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ
اَنْ تُرِيَنِيْ فِيْ مَنَامِيْ وَجْهَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُؤْيَةً

يقرّ بها عيني وتنشرح بها صدري ويجمع بها شملي وتفرج بها كربي ويجمع بها بيني
وبينه يوم القيامة في الدرجات العلى ثم لا تفرق بيني وبينه ابدا يا ارحم
الراحمين اگرچہ اس طریق مین درود بھیجنے کا ذکر نہین کیا لیکن اگر طالب اس سعادت کا درود
پڑھکر اس دعا کو پڑھے تو اسمین شک نہین کہ اتم واکمل ہوگی اور اس سعادت کے حاصل
کرنے کے اور بھی طریق علما نے بیان کیے ہین خلاصہ ان سبکا کثرت درود اور
دوام توجہ اور استغراق ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف مین واللہ الموفق

فصل جو صیغے درود کے کہ حدیث شریف نبوی مین وارد ہوئے ہین اونکا پڑھنا
بے شک افضل واکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہین حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے الفاظ شریفہ پر پھر بعضے علما کہتے کہ اون سب مین وہ صیغہ جو بعد تشہد کے
پڑھا جاتا ہی سب سے افضل ہی اور وہ احادیث صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہے
چنانچہ اسکا ذکر آوے گا اور ہر ایک حصول مقصود مین کافی ووافی ہی اسباب مین سبسے
ظاہر تر ومشہور تر یہ صیغہ ہی اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد سبکی رحمة الله علیہ کہتے ہین کہ جسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد بتحقیق اوسنے درود بھیجا اوس
وجہ پر کہ جسپر مامور ہوا ہی اور پالیا اوسنے وہ ثواب جو موعود ہی درود پڑھنے پر تحقیقا اسواسطے
اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل صلوات بھیجنے کی قسم کھاوے تو درود
تشہد پڑھنے سے اوسکا ذمہ بری ہوجاتا ہی اوس قسم کے عہدے سے اور امام نووی
رحمہ اللہ کہتے ہین کہ درود بھیجنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ احادیث صحیحہ مین کیفیات
مخصوصہ سے وارد ہوا ہی وہ سب جمع کرے اور پڑھے تاکہ سارے صیغہاے ماثورہ
کا ثواب پاوے اور وہ سب یہ ہین اللهم صل على محمد عبدك ورسولك
النبي الامي وعلى آل محمد وازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم في العالمين انك حميد مجيد اللهم

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ
اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَكَمَا يَلِيْقُ بِعِظَمِ شَرَفِهٖ وَكَمَالِهٖ وَرِضَاكَ عَنْهُ وَ
كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ
عَرْشِكَ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَاَكْمَلَهَا وَاَتَمَّهَا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ
الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَذٰلِكَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اور شیخ کمال الدین بن الہمام حنفی
رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جتنی کیفیات کہ حدیث میں وارد ہیں اس صیغے میں جمع ہیں
اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَزِدْهُ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ابن قیم جوزی حنبلی سے اور بعضے علمای شافعیہ سے کہتے ہیں کہ اولیٰ
یہ ہے کہ جو جو درود جس جس صورت پر وارد ہوا ہے جدا جدا ایک ایک وقت میں پڑھے
تاکہ سب کے پڑھنے سے مشرف ہو اور سب کا اکٹھا کرنا مسلّم ہی ایک سیاق صیغے کا
کہ ہیئت مجموعی اوسکی کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئے انہی پر تقدیر بعضے صیغے کہ روایات
میں مذکور ہیں اور اخبار ماثورہ سے ہیں یہاں اونکا ذکر ہوتا ہے وباللہ التوفیق
پہلا صیغہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت کی اسکی مسلم نے لیکن
بعضے طرق حدیث میں اسم محمد اور زیادہ کی ہے دوسرا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت کی اسکی بخاری اور
مسلم نے تیسرا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ روایت کی اسکی احمد نے
اپنے مسند میں چوتھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى

اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ روایت کی اسکی شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین میں
اور نسائی اور ابن ماجہ نے **پانچواں** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ روایت
کی اسکی بخاری نسائی نے **چھٹا** اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ روایت کی اسکی قاسم نے جیسا کہ آگاہ کیا ہے اسپر تلمسانی نے
اپنے مفاخر میں **ساتواں** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ
عَلَیْنَا مَعَهُمْ صَلَوٰةُ اللّٰهِ وَصَلَوٰةُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَلسَّلَامُ
عَلَیْنَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ روایت کی اسکی دارقطنی نے **آٹھواں** اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ روایت کی اسکی ابوداؤد نے **نواں** اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَ
اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ روایت کی اسکی بھی ابوداؤد
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ
هٰذَا **دسواں** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ روایت کی اسکی
نسائی نے **گیارھواں** اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ روایت

کی اسکی احمد سے بارھواں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَ
صَلِّ عَلَیْہِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ ذکر کیا اسکو صاحب شرف المصطفے نے شرف
المصطفے میں تیرھواں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ الَّذِیْ اٰمَنَ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَاَعْطِہٖ اَفْضَلَ رَحْمَتِكَ وَاٰتِہِ الشَّرَفَ عَلٰی خَلْقِكَ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَجْزِہٖ خَیْرًا اَحْسَنَ اَمْرٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تنبیہ ان
صیغوں میں سے جو صیغہ خالی ہی ذکر سلام سے اوسکے بعد یہ کلمہ ضم کرنا چاہیے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اسواسطے ذکر صلوٰۃ کا
بغیر سلام اکثر علما کے نزدیک مکروہ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا میں صلوٰۃ کی ساتھ سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچہ بعضے کو اوسکی کراہت
میں کچھ کلام ہو لیکن خلاف اولی ہونا تو اوسکا متفق علیہ ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہیں فرمایا اوسکا سبب یہ ہی کہ صحابۂ
کرام کو اوسکا علم پہلے سے تھا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہی کہ صحابۂ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے
اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمنے تحقیق جان لیا کیفیت سلام کو کہ آپ پر سلام
یوں بھیجنا چاہیے آپ ہمکو تعلیم فرمایئے کہ صلوٰۃ آپ پر کیونکر بھیجا کریں فرمایا کہو
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ الحدیث اور اسی قیاس پر اقتصار کرنا
فقط سلام پر بھی مکروہ یا خلاف اولی ہوگا اور اکثر عجم والوں کی عادت ہی کہ ذکر نام مبارک
کے ساتھ علیہ السلام پر اقتصار کیا کرتے ہیں لیکن عرب کی کتابوں میں یہ بات بہت
کم ہی اور نہایت حسن اختصار اور القای مقصود میں واقع ہوا ہی وہ جو اسگلے پچھلے مصنفوں
نے اپنے کتب میں ذکر نام مبارک کے ساتھ صیغہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا
التزام کیا ہی اور شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہی وعلی آلہ ذکر نہ کرنے کا در پہ اس کلمے
کا ترک نا لفظا اور کتابت میں احسن واولی ہی چنانچہ بعضے نسخوں میں مسطور ہوتا ہی اگرچہ
مسطور کا عطف ضمیر مجرور پر بغیر اعادہ جار کے اکثر نحویوں کے نزدیک سست ہو

اور اگرچہ دعای حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متضمن ہی دعای آل و اصحاب اور جمیع مومنین کو کما قیل وَلِلّٰہِ هٰذَا دُعَاءٌ شَامِلٌ لِلْبَرِیَّۃِ **فصل** علما مین اختلاف ہی کہ سارے درودون سے افضل کونسا درود ہی اسمین اقوال متعددہ وارد ہوئے ہین اور مین نہین جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہی اس جہت سے ہی کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغے کی شان مین کوئی اثر وارد ہوا ہی یا اس جہت سے ہی کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغے گھیرے ہوئے ہی کیفیت وکمیت فاضلہ کو وہ جو کچھ بعضے زیارت کے رسالون مین علما لکھا ہی دس قول ہین پہلا **قول** سب درودون سے افضل درود وہ ہی جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہی چنانچہ اوسکے طرف اشارہ ہو آیا ہی دوسرا **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَهُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا سَهٰی عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ تیسرا **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَمُسْتَحِقُّهٗ چوتھا **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ پانچوان **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ چھٹا **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی کُلِّ نَبِیٍّ وَّمَلَکٍ وَّوَلِیٍّ عَدَدَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ ساتوان **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضٰی نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ آٹھوان **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ نوان **قول** اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ دسوان **قول** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ **فصل** حدیث مین آیا ہی کہ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ اور بعضے مفسرون نے آیہ کریمہ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ کی تفسیر مین کہا ہی کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور مراد قول سے

جس صلوٰۃ ہے اور مراد رشدی کہ علمای تیسیر سے ہیں جماعہ صحابۂ کرام وغیرہم رضوان اللہ
علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہیں کہ جسکو اللہ تعالیٰ بیان شافی اور قوت تعبیر معانی
صحیحہ ساتھ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھ اوس بیان شافی اور قوت تعبیر
کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیات شرف وعظمت کو صلوات وتسلیمات لطیف
وایجاد کرنے کے ظاہر کرے اور اس راہ کے چلنے والوں اور اس نعمت کی قدر
جاننے والوں میں داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجا لانے والوں میں سے ہوگا
اور بعضے صیغوں کی افضلیت میں جو اختلاف واقع ہوا ہے تو غالب ہے کہ معتمد اوسکا بھی
جانب ہوگی اور اسی پر بنا کرکے اکابر سلف وخلف سے صیغ علیحدہ اور کلمات بالغہ
مطالب اوسکے جو ماثور ہیں تصنیف کیے ہیں اور بعضے اونمیں سے یہاں مذکور ہوتے
ہیں ایک اونمیں سے یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ
وَرَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ
وَمَنْ شَقِيَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ وَلَا اَمَدَ
لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى
ذٰلِكَ سخاوی نقل کرتے ہیں کہ اس درود کا ثواب دس ہزار درود کا ہے اور اسکا
ایک عجیب وغریب قصہ ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ
صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً صَلٰوةً مَقْبُوْلَةً لَدَيْكَ مَعْرُوْضَةً عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ یہ صیغہ مشہور ہے اور ثقات عترت میں ماثور ہے اور زمانہ تابعین سے
معمول مشائخ آیا ہے حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنے بعضے رسالوں میں اس صیغہ کی
وصیت فرمائی ہے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس صیغہ کی کہ فقیر کو حضرت شیخ
عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں وداع کے وقت اجازت فرمائی ہے یہی ہی
درود ہے اور اجازت مشائخ کی خاصیت سے جو کچھ اس بات سے کہ ان لفظوں میں نور و سرور
وحضور وخضوع وخشوع حاصل ہوا ہے اور صیغوں میں ساتھ قطع نظر کے مبالغات سے جو

کیفیت وکمیت مین ہین کم حاصل ہوتا ہی اور جب تک پھر ایسے صیغے کیطرف پھر نہین آتے
دل کو آرام نہین ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص اسرار سے ہے واللہ اعلم
اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَكَ وَلَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يَحْمَدْكَ
وَلَكَ الْحَمْدُ كَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ تُصَلّٰى عَلَيْهِ اس
صیغے کو انشا کیا ہی طبرانی سے اور کہا ہی کہ اسکو خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے
پڑھا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سنکر تبسم فرمایا ہی یہان تک کہ کھل گئین کچلیان
آپ کی اور دندان شریف سے نور ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک یہ ہی
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْاَ الدُّنْيَا وَمِلْاَ الْاٰخِرَةِ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْاَ الدُّنْيَا
وَمِلْاَ الْاٰخِرَةِ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْاَ الدُّنْيَا وَمِلْاَ الْاٰخِرَةِ اور ایک یہ ہی
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ
وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ
ذکر کیا ہی اسکو سخاوی نے شفا سے اور نقل کیا ہی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ
کہتے تھے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ پیے بھر پیالہ حوض مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
پس اسکو پڑھے اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي النَّبِيِّيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي
الْمُرْسَلِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ
بِمُحَمَّدٍ وَلَمْ اَرَهٗ فَلَا تَحْرِمْنِيْ فِي الْحَيٰوةِ رُؤْيَتَهٗ وَارْزُقْنِيْ صُحْبَتَهٗ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ
وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِهٖ شُرْبًا مَرِيْئًا سَائِغًا هَنِيْئًا لَا اَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ مِنَّا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا اَللّٰهُمَّ كَمَا اٰمَنْتُ بِهٖ
وَلَمْ اَرَهٗ فَلَا تَحْرِمْنِيْ فِي الْجِنَانِ رُؤْيَتَهٗ ثعلبی نیشاپوری سے نقل کرتے ہین کہ عطا نے
کہا ہی کہ جو کوئی اس صیغے کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے اوسکے گناہ جھڑتے رہتے ہین

اور ہمیشہ اسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا اوسکی مقبول ہوتی ہے اور امید اوسکی پوری ہوتی ہے
اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے اور ساتھ سب کاموں پر اوسے مدد ہوتی ہے اور بہشت میں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
وَسَلِّمْ وَعَظِّمْ وَكَرِّمْ فِي الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ دِيْنِهٖ وَاِظْهَارِ دَعْوَتِهٖ وَاِعْظَامِ ذِكْرِهٖ وَ
اِبْقَاءِ شَرِيْعَتِهٖ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِقَبُوْلِ شَفَاعَتِهٖ فِيْ اُمَّتِهٖ وَتَضْعِيْفِ ثَوَابِهٖ وَاِظْهَارِ فَضْلِهٖ
عَلَى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَتَقْدِيْمِهٖ عَلٰى كَافَّةِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ فِي الشَّفَاعَةِ وَاِعْلَاءِ
دَرَجَتِهٖ فِي الْجَنَّةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ اور ایک یہ ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةً هُوَ اَهْلُهَا صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے میں
اثر واقع ہوا ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً اَنْتَ لَهَا
اَهْلٌ وَّهُوَ لَهَا اَهْلٌ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ یہ درود درجۂ قبولیت تک پہنچا ہے نقل کرتے ہیں کہ
ایک شخص سالہا سے معمول سے یہ درود مدینہ منورہ میں پڑھا کرتے تھے جب اوس نے اراد
سفر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے دن ہم یہاں اور رہو
ہم کو یہ درود پڑھنا تمہارا خوش آیا ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ
وَالْكَرَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ یہ صیغہ اس سلسلہ شریفہ کے
مشائخ میں مشہور و متعارف ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَقَرِيْبِكَ
وَلَبِيْبِكَ مَظْهَرِ رُبُوْبِيَّتِكَ وَمِثَالِ حَضْرَتِكَ وَمِثَالِ قُدْسِيَّتِكَ رُوْحِ الْقُدُسِ مُعْطِي
الْحَيٰوةِ وَالْفَضِيْلَةِ بِاَمْرِكَ بِكُرِّ الْعَوَالِمِ مُفِيْضِ بَوَاطِنِ النُّفُوْسِ صَاحِبِ الطَّمْعِ وَالتَّعَالِيْ
شُمُوْسِ نُوْرِكَ نقل کرتے ہیں کہ یہ کلمات طیبات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
ترکیب کیے ہوئے ہیں اور ناقلین اسکے بعضے مشائخ قادریہ ہیں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یہ کلمات عالیات ہمارے پیر و مرشد برحق نے بھی اپنے رسالہ اوراد میں ذکر کیے ہیں
واللہ اعلم اور ایک یہ ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ سخاوی نے در منظم سے نقل کیا ہے
کہ ایسا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زیارت سے خواب مین مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب ہوگا
اور بدن اوسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا اور یہ صیغہ حرمین شریفین والون مین بہت مستعمل ہی اور اوسکو
زیادہ کرتے ہین وعلیٰ اسم محمد فی الاسماء اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ
مین بعضے وقت غلبۂ شوق و ذوق مین آپ کے پای مبارک سے سر مبارک تک ہر عضو
شریف کو ذکر کرتا ہون اور درود بھیجتا ہون اس طرح کہ اللّٰہم صل علی راس محمد فی الرؤس
وصل علی شعر محمد فی الشعور وعلی جبہۃ محمد فی الجباہ وعلی عین محمد
فی العیون وعلی اذن محمد فی الاذان وعلی وجہ محمد فی الوجوہ وعلی صدر
محمد فی الصدور وعلی قلب محمد فی القلوب وہکذا اور کبھی کہتا ہی وعلی
بلد محمد فی البلاد وعلی دار محمد فی الدور وعلی مسجد محمد فی المساجد
وہکذا اور ایک یہ ہی اللہم لبیک اللہم سعدیک صل وسلم علیہ ان اللہ و
ملئکتہ یصلون علی النبی یایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
اور ایک یہ ہی صلوۃ اللہ البر الرحیم والملئکۃ المقربین والنبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین وما سبح لک من شئ فی الارض والسماء یا رب العلمین
علی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب خاتم النبیین وسید المرسلین
وامام المتقین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وسلامہ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی
اور شفا مین مذکور ہی اور اوس نماز مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد رحلت فرمانے
کے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے پڑھی ہی یہی تھا اور ایک یہ ہی اللہم اجعل
صلواتک وبرکاتک ورحمتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین
محمد عبدک ورسولک امام الخیر ورسول الرحمۃ اللہم ابعثہ مقاما
محمودا یغبطہ فیہ الاولون والآخرون اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک
علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید و

مجید۔ اس صیغے کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود کرتے ہیں اور ایک یہ ہی
اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ نِ الْکُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْیَا وَاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ
وَالْاُوْلٰی کَمَا اٰتَیْتَ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی۔ روایت کی ہی اسکو طاؤس نے عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہی اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا سَاَلَکَ لِنَفْسِهٖ
وَاَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا سَاَلَکَ لِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَاَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا اَنْتَ
مَسْئُوْلٌ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یہ مروی ہی وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاصْطَفَیْتَهٗ عَلَی الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ وَمِلْاَ مَا فِیْ عِلْمِکَ
وَزِنَةَ مَا فِیْ عِلْمِکَ وَعَدَدَ خَلْقِکَ وَعَدَدَ کُلِّ ذَرَّةٍ اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً فِیْ ذٰلِکَ
اَلْفَ مَرَّةٍ فِیْ اَلْفِ مَرَّةٍ فِیْ کُلِّ نَفَسٍ وَّلَمْحَةٍ وَّلَحْظَةٍ وَّطَرْفَةٍ تَطْرِفُ بِهَا اَهْلُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور ایک یہ ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ
وَرَسُوْلِکَ السَّیِّدِ الْکَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَسُوْلِکَ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ
اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ الشَّفِیْعِ الْمُرْتَضٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُجْتَبٰی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَاءَ نَفْسِکَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا طَیِّبًا
مُّبَارَکًا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور ایک یہ ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَکَرَّ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقْبَلَ الْفَرْقَدَانِ
وَاَضَاءَ الْقَمَرَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَهٗ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَیْتِهٖ مِنَّا التَّحِیَّةَ وَالسَّلَامَ بعد اسکے
دعا کی جاوے کہ اَللّٰھُمَّ مُرِ الْمَلٰئِکَةَ السَّیَّاحِیْنَ الَّذِیْنَ خَلَقْتَهُمْ لِتَبْلِیْغِ هَدَایَا الصَّلٰوةِ
مِنَ الْاُمَّةِ اِلٰی حَضْرَةِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ اَنْ یُّبَلِّغُوْا هٰذِهِ الْهَدِیَّةَ مِنْ هٰذَا الْحَقِیْرِ
وَیَقُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغَهَا اِلَیْکَ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ الْمِسْکِیْنُ عَبْدُ الْحَقِّ
ابْنُ سَیْفِ الدِّیْنِ التُّرْکِیُّ بَلَدِهٖ دِهْلِیْ الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الْعَاصِیْ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ لَهٗ

رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْ یَقُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ... مِنَ الْعِبَارَاتِ هٰذَا الْمَقَامِ وَمَا یُنَاسِبُ الْاِجَابَاتِ وَلَا مَنْجَاءَ
قَدْ بَلَّغْنَاهَا اِلَیْکَ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ الْمِسْکِیْنُ **عَبْدُ الْحَق** بْنِ غُلَامِ رَسُوْلِ اَحْبَ اللّٰہِ
تَعَالٰی عَلَیْهِمَا قَبُوْلَ الْقَبُوْلِ بِجَاہِ ذُرِّیَّۃِ سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ الْبَتُوْلِ الشَّاکِرِ بِمَا
کَانَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الْعَاصِیُ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ لَهٗ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِجَابَاتُکَ وَمَا یُنَاسِبُ
هٰذَا الْمَقَامَ مِنَ الْعِبَارَاتِ اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَوْرَاقِ
الْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ وَبِعَدَدِ دَوَابِّ الْبَرَارِیْ وَالْبِحَارِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور کبھی یوں کہا جاتا ہے بِعَدَدِ کُلِّ قَطْرَۃٍ قَطَرَتْ مِنْ سَمَائِکَ اِلٰی
اَرْضِکَ مِنْ حِیْنِ خَلَقْتَ الدُّنْیَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَکَذٰلِکَ اَوْرَاقُ الْاَشْجَارِ وَدَوَابُّ
الْبَرَارِیْ وَالْبِحَارِ اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ
اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے
اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ کُلِّ
شَیْءٍ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ زِنَۃَ کُلِّ شَیْءٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَاءَ نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ
کَلِمَاتِکَ وَمُنْتَهٰی عِلْمِکَ وَمَبْلَغَ رِضَاکَ اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَبِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَکَ اور ایک یہ ہی
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ مَا خَلَقْتَ وَذَرَأْتَ وَبَرَأْتَ وَعَدَدَ کُلِّ قَطْرَۃٍ
قَطَرَتْ مِنْ سَمٰوَاتِکَ اِلٰی اَرْضِکَ مِنْ حِیْنِ خَلَقْتَ الدُّنْیَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کُلَّ یَوْمٍ
اَلْفَ مَرَّۃٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور ایک یہ ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِیْلَۃَ
وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَاجْزِہٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَیْتَ
نَبِیًّا عَلٰی اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَوْلِیَاءِ وَالْمُتَّقِیْنَ وَعَلٰی سَیِّدِنَا الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْمَکِّیْنِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی جَمِیْعِ مَلَائِکَتِکَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَعَلٰی

جمیع عبادک الصالحین وعلینا معهم یا ارحم الراحمین اس صیغے کا پڑھنا بعد نماز
کے کتب مشائخ میں آیا ہے اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی
اٰل سیدنا محمد صلوۃ تنجینا بها من جمیع الاهوال والاٰفات وتقضی لنا بها جمیع
الحاجات وتطهرنا بها من جمیع السیئات وترفعنا بها عندک اعلی الدرجات
وتبلغنا بها اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوۃ وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے
بعد وتطهرنا بها من جمیع السیئات کے پڑھے جاتے ہیں وتغفر لنا بها جمیع الذنوب و
تکفر عنا بها جمیع الخطایا اس درود کے پڑھنے سے سارے مقاصد دنیا و آخرت کے
آتے ہیں اور ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میری
مشکلیں اور حاجتیں اسی سے بر آتی ہیں اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات کشتی و دریا
سے منقول و مجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک مشکل
آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار پڑھ چکا تھا کہ
وہ مشکل آسان ہو گئی بعد اسکے اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا متعین ہوا ایسا کہ ذکر
کیا ہے اسکو بعضے علماء نے اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علی سیدنا محمد النبی
الامی الطاهر الزکی صلوۃ تحل بها العقد وتفک بها الکرب صلوۃ تکون لک رضا
ولحقه اداء وعلی اٰله وصحبه وسلم وبارک اس درود کے پڑھنے سے دل خوش ہوتا ہے
اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتیں بر آتی ہیں اور غم دور ہو جاتے ہیں اور اسکو حضرت غوث
الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل وسلم وبارک وکرم
علی سیدنا ونبینا محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی نبی الرحمة
وشفیع الامة الذی ارسلته رحمة للعٰلمین وعلی اٰله واصحابه واولاده وذریاته
واهل بیته الطیبین الطاهرین وعلی ازواجه الطاهرات امهات المؤمنین افضل
صلوتک وازکی سلامک وانمی برکاتک عدد ما فی علمک وزنة ما فی علمک وملا ما
فی علمک ومداد کلماتک ومبلغ رضاک وصل وسلم وبارک وکرم کذٰلک کله
افضل صلوتک وازکی سلامک وانمی برکاتک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین علی اٰل

وازواجہ واصحابہ کل منھم والتابعین اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے
وعلی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر المکین الامین وعلی کل ولی اللہ فی
العالمین وسائر المؤمنین من الاولین والآخرین عدد ما علم اللہ وملأ ما علم اللہ
وزنۃ ما علم اللہ وارحمنا الی آخرہم معہم اجمعین واسعفنا وعافنا من کل آفۃ
وعاھۃ واعف عنا وعاملنا بلطفک الجمیل ولا تسقط علینا بذنوبنا من
لا یرحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین آمین بعضے صالحین سے روایت
کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو بالتزام پڑھتا ہے وہ نجات پاتا ہے ہر بلای نازل سے اور محفوظ
رہتا ہے ہر حادثہ سے اور حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی اجازت بعضے مشائخ محدثین
سے حاصل ہوئی ہے اور ایک یہ ہے اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولٰنا و
شفیعنا وملاذنا وملجانا محمد وعلی آلہ واصحابہ واولادہ وذریتہ وازواجہ
واھل بیتہ واتباعہ واشیاعہ صلوٰۃ ناشئۃ من معدن السر الذی بینک وبینہ
ولا یعرفہ احد الا انت اوھو وبارک وکرم وشرف وعظم ومجد حسب قدرہ
ودرجتہ عندک ومقدار اکرامک ومحبتک لہ وصل وسلم علیہ وعلی آلہ
عدد کل علم علمتہ ایاہ وکل فضل خصصتہ بہ وکل نعمۃ انعمتھا علیہ صلوٰۃ
جامعۃ لجمیع المراتب وشاملۃ لکل الدرجات وعامۃ لکل الخیرات ما یمکن
ان یتصور وما لا یتصور وما یظھر علی احد وما لا یظھر اللھم صل وسلم علی سیدنا
محمد عبدک ورسولک ونبیک وحبیبک وخلیلک وصفیک ونجیک وذخیرتک
وخیرتک وخیر خلقک الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین وھادیا للضالین وشفیعا
للمذنبین ودلیلا للمتحیرین وطریقا للعارفین واماما للمتقین ونورا للمستبصرین
وراحما علی المساکین وبشیرا للمطیعین ونذیرا للعاصین ورؤفا رحیما بالمؤمنین
الذی نورت قلبہ وشرحت صدرہ ورفعت ذکرہ وعظمت قدرہ واعلیت
کلمتہ وایدت دینہ واتممت یقینہ ورحمت امتہ وعممت برکتہ اللھم رب
صل وسلم علیہ صلوٰۃ تنور بھا القلوب وتغفر الذنوب وتستر العیوب وتکشف الکروب

وَتُفَرِّجُ الْهُمُومَ وَتُزِيلُ الْغُمُومَ وَتَدْفَعُ الْبَلَاءَ وَتُزِيلُ الشَّقَاءَ وَتُسَهِّلُ الْأُمُورَ وَتَشْرَحُ
الصُّدُورَ وَتُوَسِّعُ الْقُبُورَ وَتُيَسِّرُ الْحِسَابَ وَتُعْلِمُ الْكِتَابَ وَتُثَقِّلُ الْمِيزَانَ وَتُمْضِي
الْجِنَانَ وَتُعِدُّ اللِّقَاءَ وَتُتِمُّ النَّعْمَاءَ صَلٰوةً تُصْلِحُ الْأَحْوَالَ وَتُفَرِّغُ الْبَالَ وَتُصَفِّي الْقُلُوبَ
وَتُجْتَنِبُ الْمَقْتَ صَلٰوةً تَعُمُّ بَرَكَاتُهَا وَتُحِيطُ كَرَامَاتُهَا وَتَشِيعُ أَنْوَارُهَا وَتَظْهَرُ أَسْرَارُهَا
مُوجِبَةً لِلسَّدَادِ وَبَاعِثَةً عَلَى الرَّشَادِ وَمَانِعَةً عَنِ الضَّلَالِ وَدَافِعَةً لِلْإِخْلَالِ
وَمُحَصِّلَةً لِلْكَمَالِ صَلٰوةً لَا تَدَعُ خَيْرًا مِنْ خَيْرَاتِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا حَصَّلَتْهَا وَ
لَا تَتْرُكُ كَمَالًا مِنْ كَمَالَاتِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ إِلَّا أَتَمَّتْهَا وَأَكْمَلَتْهَا صَلٰوةً دَائِمَةً
مُتَّصِلَةً ثَابِتَةً غَيْرَ مُنْقَطِعَةٍ وَافِيَةً بِلِسَانِ الْحَالِ وَالْقَالِ مُؤَدِّيَةً جَمِيعَ الْحُقُوقِ فِي
جَمِيعِ الْأَحْوَالِ صَلٰوةً رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً كَامِلَةً مُكَمَّلَةً تَامَّةً مُتَمَّمَةً نَامِيَةً مُنْتَمِيَةً
مَقْبُولَةً مَشْمُولَةً جَلِيلَةً جَزِيلَةً نُورًا سُرُورًا لَهَا إِحْصَاءً إِنْشَاءً ابْتِغَاءً عِنَاءً عِلْمًا
وَعَمَلًا حَالًا وَرُدُودًا أَوَّلًا وَآخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا بِرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَجُودِكَ وَعِنَايَتِكَ
وَرِعَايَتِكَ وَكِلَايَتِكَ وَحِمَايَتِكَ يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِينَ وَيَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَيَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ مِنْ أَزَلِ الْآزَالِ إِلَى أَبَدِ
الْآبِدِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سارے کلمات اس درود کے بعض زیارات حضرت
سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں کمال تضرع اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور
وانس الور میں جلدی جلدی میں نے انکسار کے آپ کے سامنے پڑھے ہیں امید کہ
مسموع سمع رضا ہوئے ہوں اور یہ سب سفر حج کے خاتمہ میں سے ہے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِينَ

الکتاب تمام

سپاس بقیاس کے لائق خاص وہ پروردگار ہی جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیۂ ضلالت اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور لوای رشادت بلند فرماکر حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما کو موافق کلام صداقت انجام الحجّ یَغسِلُ الذُّنُوب کما یَغسِلُ الماءُ الدَّرَن کے بموجب کفارت سیأات اور مطابق مضمون ہدایت مشحون مَن زارَ قبری وَجَبَت لَہٗ شَفاعَتی کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرورکائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نامحدود اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وذریاتہ کو سزاوار ہی کہ جسنے واسطے صلاح امت اور فلاح جماعت کافۂ مسلمین و زمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیلہ و کمربات متظاہرہ اور شدائد و صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا **اما بعد** اوپر رای مومنین اور صاحبان صدق و یقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالہ اعجوبہ کہ ترجمۂ مرغوبۂ کتاب مستطاب فارسی مسمی بہ **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مصنفہ حضرت مولانا شاہ **عبد الحق** دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی جس مین کوائف مدینۂ مطیبہ اور اذکار مفیدہ و حالات حضرت سرورکائنات خلاصۂ موجودات علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات والتسلیمات کو واسطے نفع عام خصوصا واسطے اون مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کنایات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہین رکھتے ضبط کیا گیا ہی واقع تاریخ دوم ربیع الاول ۱۲۸۲ھ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشارات سے مقبول قلوب خاص و عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت اوس بلدہ مشرفہ کی معلوم کر کے ازدیاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اوسکی زیارت کو اپنی سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہو جائین اور حضرت مترجم و مولف اور عاصی پر معاصی محمد **عبد الواحد** عفی عنہ کو کہ باعث تالیف اس ترجمۂ مرغوب کا ہی ساتھ دعای خیریت کونین کے یاد و شاد فرمائین الٰہی بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ قبول ہوا اور جو کوئی اس کو لکھے یا پڑھے یا سنے اوسکا مقصد دلی دونون جہانمین حصول ہو

آمین یا رب العلمین

خاتمۃ الطبع

نتیجۂ کلک گوہر سلک گویائی بخش زبان سخن آفرین غواص
دریای معانی آشنای بحر نکتہ دانی معرکہ سخن مقدمۂ تحسین مولوی محمد اعلی علیین

سزاوار حمد و ثنا وہ معبود برحق و یکتا ہے کہ جسکی وحدانیت پر قل ہو اللہ احد دلیل قاطع گواہ ہے
اور اوسکی شان صمدیت پر اللہ الصمد برہان قاطع بلا اشتباہ ہے لم یلد و لم یولد اوسے اپنی شان میں
خود فرمایا ہے ولم یکن لہ کفوا احد فرقان حمید اور مصحف مجید میں آیا ہے انسان ضعیف البنیان کو
اربع عناصر سے خلق فرما کر اشرف المخلوقات بنایا بعز تشریف تشریفا و خلعت فاخرہ
ولقد کرمنا بنی آدم پہنایا شعر وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے + قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے
شایستہ درود نامحدود وہ عالی جناب مستطاب برگزیدۂ خدا اشرف المرسلین باعث ایجاد آسمان و
زمین ہیں کہ جسکی عالی شان و اوج رسالت پر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک
دال ہے و جسکی جلالت منزلت نبوت پر مضمون آیۂ ہدایت مشحون وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین شاہد حال فرخندہ فال ہے یعنی جناب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ جنکی
از راہ سروری ہویدا + سر لشکر انبیا محمد + شایان تحیات زاکیات آل اطہار اور اصحاب کبار
سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات ہیں جنکے حق میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ
وسلم نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم فرمایا اور انکی مصلح وجود نے
ظلمت کفر کو نور ایمان سے منور فرما کر دین محمدی کو کیا کیا چمکایا شعر دل ایشان ہائے کیسی کہ رستگار
نجات مہام جواہرت پرستگار + اما بعد کتاب مستطاب موسوم باسم جذب القلوب الی دیار المحبوب
تصنیف قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی فضائل بلدۂ طیبہ
مدینہ منورہ مشرفہ میں بکمال فصاحت و بلاغت و احادیث صحیحہ و معتبرہ زبان فارسی میں لکھی تھی لیکن
ایسی کتاب لاجواب اس طرح و بسط سے کسی نے نہ لکھی تھی چونکہ اکثر عوام ملک کے بعض جو اس کی
فہم معانی فارسی سے نابلد ہوتے ہیں ازین وجہ حصول ثواب زیارت سے محروم رہ گئے اور فا

تشریف صنائع کرامات اور رکھوتے ہین بنظر بران حسب خواہش و استدعای جامع فضل وکمال ماہر علوم عقلی ونقلی زبدۃ الاماثل والاماجد مولوی محمد عبد الواحد صاحب رئیس شہر کلکتہ کی جناب فضائل مآب وکمالات انتساب مولانا شاہ عبد الحق صاحب خلف الرشید شاہ غلام رسول صاحب کانپوری سے زبان اردو عام فہم مین ترجمہ کیا اور ترجمہ مرغوب جذب القلوب اس کتاب عزیز الوجود کا نام رکھا بموجب فرمایش مولوی محمد عبد الواحد صاحب ممدوح کے مطبع عالیجناب والاخطاب منشی صاحب گرامی مرتبت عالی منزلت ذی اقبال بحر نوال صاحب جود وحسان سرچشمہ فیض واحسان عالی ہمم حمیدہ شیم بازوی شجاعت کے زور جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ وعم نوالہ مین بخط خوب وتقطیع خوش اسلوب طبع ہوکر مطبوع اہل جہان ومرغوب قلوب عارفان ہی کارپردازان مطبع نامی کا حسن اہتمام عیان ہی تواریخ خاتمہ کتاب نایاب حسن انتہای طبع کتاب ہین فی الواقع سے تاریخین لاجواب ہین

لراقمہ

جو مشہور عالم ہی جذب القلوب	چھپا ترجمہ اوسکا محبوب دل	اس طبع کی فکر کی جو ہوئی گلشن	الکھو عیش تاریخ مرغوب دل

۱۲۸۲ھ

تاریخ طبعش از منشی طوطا رام شایان

ہے یہ احوال مدینہ مین کتاب لاجواب	ترجمہ ہوکر چھپی نایاب خوش اسلوب خوب
بی تکلف دل مین شایان کی یہ سال آیا کہ لکھ	ترجمہ ہو کی چھپی کس قلب سی جذب القلوب

۱۸۶۵ء

تاریخ طبعش از شیر بیشہ سخنوری میر مومن حسین متخلص بہ صفی

یہ رسالہ جو ہوا فضل خدا سے مطبوع	ہر مسلمان کی دلکو ہوا کیا کیا مرغوب
ہمنی تاریخ مسیحی یہ لکھی اسکی صفی	آج دلکش ہی چھپا ترجمہ جذب قلوب

۱۸۶۵ء

تاریخ بطرز مثنوی از کاتب الحروف امیر احمد تسلیم

چو در حال سلطان عالی مقام	جناب محمد علیہ السلام	بطبع آمد این نسخہ لاجواب	باید دو ربایخ بصد آب وتاب

بحمد اللہ جہاں گشت بازار	کہ اردو جامی خریدار شد	درم سیر رحیم شد جلوہ گر	سراپا مدینہ چو نور ظہور
رقم کردم بتسلیم سویدہ حال	زسعی مصرع تاریخ سال	معطر کن عطر طیب اسلامات	کہ رہبر شد شریعت عبد الحسن
			۱۲۸۲ھ

اطلاع

بندہ کمترین گنہگار امیدوار رحمت پروردگار عاصی پر معاصی محمد عبد الواحد صدیقی عفی عنہ مدرس اول ضلع سورت وغیرہ کی التماس ہے کہ جناب فضائل مآب حضرت مولانا شاہ عبد الحق صاحب کانپوری سے حسب استدعا و تمنا فقیر کے کتاب جواب جذب القلوب الی دیار المحبوب کا ترجمہ اردو زبان عام فہم میں فرمایا نہایت تعب اٹھا کر دل سے سلاست و فصاحت عبارت اردو کا رنگ دکھایا نام اوسکا ترجمۂ مرغوب جذب القلوب رکھا چونکہ جناب مولانا صاحب موصوف نے بعد تالیف ترجمۂ مذکور کا اراده اجازت مجکو عطا فرمایا اس لیے عاصی مستحق اوسکے حقوق کا ہوا ہر چند بسبب حجت صحیح مؤلف کی درخواست … اطلاع طبع اس کتاب کے بدون اجازت عاصی کے آگہی مناسب تھا لیکن بنظر حفظ ما تقدم کے اہم جان کر تجدیداً آگاہ کیا گیا کہ اس کتاب ترجمۂ مرغوب جذب القلوب کی رجسٹری حسب قانون بستم ۱۸۶۷ع سرکار دولتمدار سے ہوکر موجب … کے یہ کتاب درج بہی رجسٹر ہوئی ہے واسطے کوئی صاحب اس کتاب کو بغیر اجازت عاصی کے طبع نہ فرماویں ورنہ مستوجب جرمانہ سرکار ہو جائیں

وما علینا الا البلاغ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

اشتہار

واضح ہو کہ یہ ترجمۂ مرغوب جذب القلوب جو فضائل مدینہ طیبہ مدینہ منورہ میں اظہر من الشمس اور فوائد و منافع اس کتاب کے اہل اسلام پر ظاہر ہیں اگر اوسکی تعریف کیے جاویں تو ایک دوسری کتاب مبسوط بناویں وہ کتاب بعمل کی مطبع … صاحب اوصاف جلیل المناصب مالک … مطبع منشی نولکشور صاحب سلمہ الواہب واقع لکھنؤ میں … طبع ہوئی ہے … علامہ رحمن … مرحوم کے پاس عاصی محمد عبد الواحد کی موجود ہے اور عاصی کی مہر و دستخط اسپر ثبت کیا گیا جو کوئی کتاب خالی مہر و دستخط سے … تصور کیجاوے کوئی صاحب اوسکی خریداری میں اقدام نہ فرماویں ورنہ حسب منشا قانون مجاریہ حکام کے مجرم و ماخوذ سرکار ہوں گے فقط العبد

محمد عبد الواحد